

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224265

UNIVERSAL
LIBRARY

بسم رب العرش العظيم
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

96
22/12/12

۱۳۵۶

سائیرہ منبر



Checked 1975

ملین

احمد عارف - علی اشرف

مہتمم: محمد وحید الحق صوفی

مطبوعہ: عظیم سنٹر برائے کورسٹ ایجوکیشنل ریسرچ ٹیکنالوجی

قسم اول (۱۳۵۶) دوم (۱۳۵۷) گورنمنٹ سے (۱۳۵۸)

سپر پستی خاص علامہ حضرت نظام خلیفہ مسلمانہ

دور عثمانی کی قابل فخر دستہ مصنوعات

جس کے ایجاد کا سہرا

ہندوستان کی شہور نامیوں و نذرانہ طلائی نمونے یافتہ دکن ہیرا کیل کمپنی

کے سہرے

دکن ہیرا کیل

جسٹ سیل ہیرا کیل
نظام ویل ہیرا کیل

گولڈن اسنو

ملک کی بیواہ مائے ناز صنعت ہے
جس کے
بے مثل فوائد سے دنیا کی کوئی ہستی
انکار نہیں کر سکتی۔ بڑے بڑے ڈاکٹرو
حکیم اس کے فوائد کو تسلیم اور اس کے
استعمال کی سفارش کرتے ہیں قیمت علاوہ
اخراجات پٹہ ۱۲

شیرنگ کے بعد اور ہمارا ضرورت استعمال کرنے کے لئے یہ
ایک نہایت مفید اور موثر غمازہ ہے۔ قدرتی حسن کی حفاظت
اور چہرہ کے تمام نقائص دور کر کے ایک خاص و نفیری
پیدا کرتا ہے
قیمت علاوہ اخراجات پٹہ ۱۲

شاہ دکن برار
کا
پسندیدہ۔ معزز طبقہ کا مرغوب طبع
اہل علم کا دوست۔ طبقہ انات
میں بے حد مقبول، تقویت دماغ و دراز
کیسے کا تھنا ضامن۔ لاثانی و پائیدار
خوشبو
قیمت علاوہ اخراجات پٹہ ۱۲

سلور جوبلی سینٹ

اس کمپنی کی یہ تازہ ترین صنعت ہے۔ دیرینہ تجربہ کی بنا پر دعوے کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ
کوئی ہندوستانی کمپنی انجمن سینٹ کے مقابلہ میں اتنا کامیاب سینٹ آج تک تیار نہ کر سکی ہو
ویس کے عطیات کی ایرانی طرز کی خوشبو جو آج کل عام طور پر پند کی جا رہی ہے اس کو بھی بالکل
اسی طرز پر تیار کیا گیا ہے قیمت شیشی گالان ۱۰

نور انارکلی۔ ہیرا کیل کمپنی حویلی قائم حیدر آباد کی گلی

انپا پیٹ کون نہیں بھر لیتا

مگر دنیا میں اس سے زیادہ بھی کچھ ہے

ایک پر آسائش زندگی

زندگی کو راحت و آرام سے گزارنے کے لئے ایک معزز سیلیمین بنئے
دنیا میں سیلیمین ہی ایک ایسا کاروباری انسان ہے جسے کبھی خارہ
نہیں ہوتا۔ وہ ہر سودے کے بعد کامیاب زندگی کی طرف ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے
ہم آپ کو اپنی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں

آسان شرائط
معزز پیشہ

موقوفہ معاملہ
مستقل منافع

آج ہی آئیے اور ہمارے ساتھ شریک ہو جائیے

ہندوستان کو آپریٹو انشورنس سوسائٹی لمیٹڈ

مقامی دفتر سنٹرل بینک بلڈنگ
شاہراہ عثمانی حیدر آباد

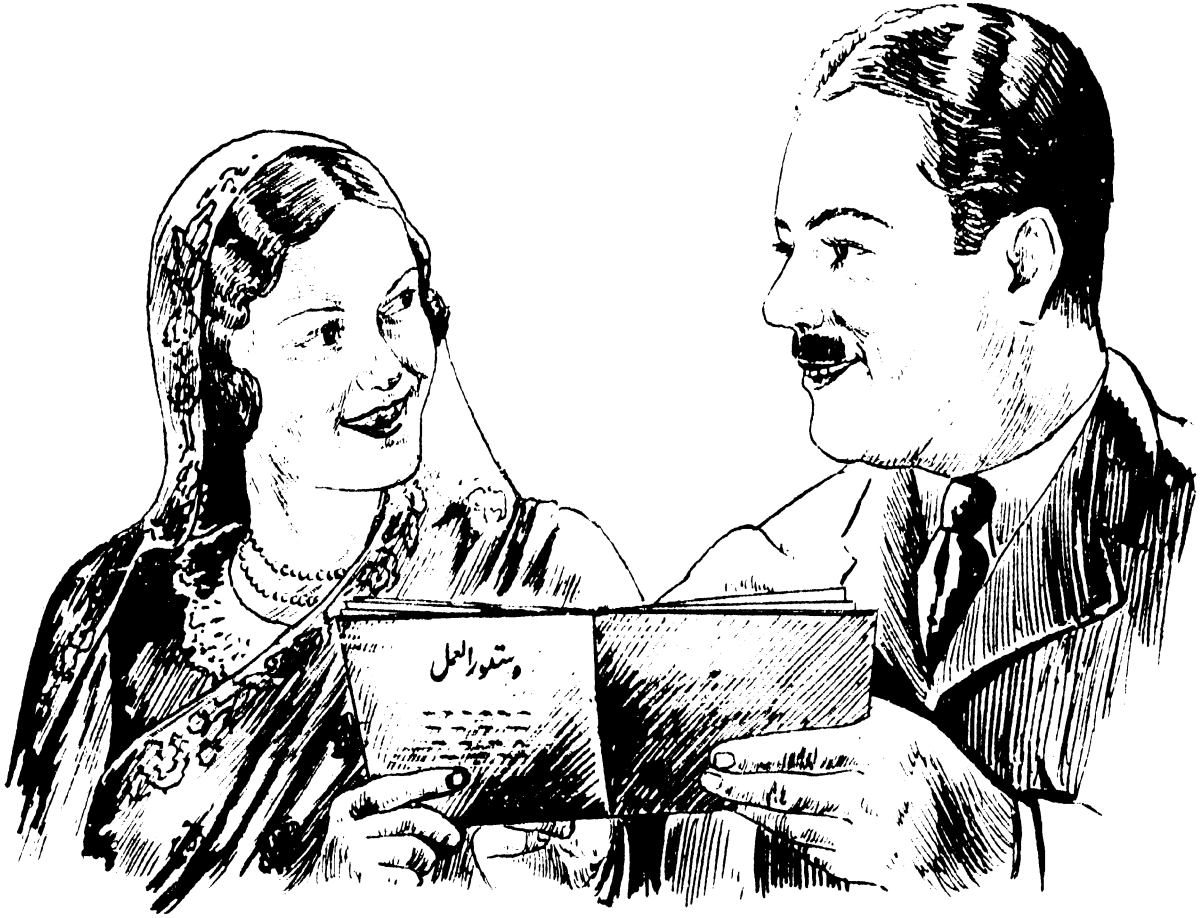
ایس سی مرزا فیجبر
بھٹی آفس باری روڈ

ہندوستان کی پیشرو بیمہ کمپنی

حفاظت کا یقین دلائے والی ہم



”ہر طرح اطمینان بخش اور بہترین دستور العمل“



مناسب سود لین دین کی آسانیاں۔ غیر معمولی خدمتیں
سہولتیں اور محفوظ طریقہ کار آپ کو اور نیشنل کمرشل بینک میں اپنا
کھاتہ کھولنے کی دعوت دیتے ہیں۔
اور نیشنل کمرشل بینک۔ بینکنگ کاروبار کی ہر لائن پر آپ کی
رہنمائی کرتا اور ضرورت کے وقت آپ کو امداد پیش کرتا ہے۔

سینکٹ بینک شرح سود ۴ فیصد سالانہ روزانہ بقایا برآمدی رقم
کرنٹ اکاؤنٹ ۲ فیصد سالانہ روزانہ بقایا پر
نکسٹ ڈپازٹ کی غیر معمولی شرح سود دریافت کیجئے

طلاتی زیورات اور دیگر مناسب کفالتوں پر تہہ منہ۔ عالی و کھدار کا تبادلہ۔ عواقب بخار و غیرہ کے بھری دھواں منفر کیلئے ذرا ہی
ملکٹ بسیا حوں کے لئے۔ انجینڈ۔ فرانسس۔ جرمنی۔ امریکہ وغیرہ کے واسطے ٹریولرس چیک۔ دیگر تمام کاروبار کی انجام دہی

اور نیشنل کمرشل بینک لمیٹڈ

ٹیلیفون نمبر ۱۰۰، تارکاپتہ کوٹن

عابد بلاگٹ جید آباد دکن

فہرست مضامین

مضامین	صاحب مضامین	نمبر شمار
۵	مدیرین	۱
۶	خسر و شیرین سخن اعلیٰ حضرت بندہ کائناتی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ	۲
۷	پرنس دالاشان جنرل نواب منظم جاہ بہادر المتخلص بہ شجاع	۳
۸	نواب کاظم جاہ بہادر المتخلص بہ کاظم	۴
۹	نواب نفی جاہ بہادر المتخلص بہ نفی	۵
۱۰	نواب ہاشم جاہ بہادر المتخلص بہ ہاشم	۶
۱۱	نواب بشارت جاہ بہادر المتخلص بہ بشارت	۷
۱۲	نواب سعادت جاہ بہادر المتخلص بہ سعادت	۸
۱۳	یمن السلطنتہ مہداجہ سرکشن پرشاد بہادر شاد باقہ	۹
۱۴	نواب قدرت نواز جنگ بہادر قدرت	۱۰
۱۵	شعراء دکن	۱۱
۱۹	نواب فصاحت جنگ بہادر حلیل	۱۲
۲۰	جناب عبدالقادر صاحب جیلانی بی اے (عثمانیہ)	۱۳
۲۳	علامہ عبداللہ العماوی	۱۴
۲۴	جناب عبداللہ خان صاحب کامل	۱۵
۲۷	نواب اعانت جنگ معین الدولہ بہادر	۱۶
۲۸	نواب قدرت نواز جنگ بہادر قدرت	۱۷
۲۹	(دماخوذ)	۱۸
۳۵	جناب علی اختر صاحب	۱۹
۳۶	جناب حکیم آزاد الفاری	۲۰
۳۹	جناب ماہر القادری	۲۱

۳۲	جناب رکن الدین احمد صاحب دقا	۲۲	عسزل
۴۲	جناب صاحبزادہ میکش صاحب (عثمانیہ)	۲۳	کیون یاد کیا کرتے ہو (نظم)
۴۵	جناب امین الحسن صاحب سبک	۲۴	تضمین
۴۶	جناب عبدالسلام صاحب ذکی بی اے (عثمانیہ)	۲۵	قصیدہ مدحیہ
۵۰	جناب حبیب اللہ صاحب آدج (عثمانیہ)	۲۶	زبان اردو کی کہانی (نظم)
۵۳	جناب عبدالباری صاحب معنی اجیری	۲۷	شمس الملک والدین
۵۵	جناب شاد صدیقی صاحب	۲۸	وعلے بیخیری (نظم)
۵۶	جناب ماہر القادری	۲۹	سلطان کائنات سے (نظم)
۶۱	جناب اسحاق عبداللہ بن احمد صاحب	۳۰	سرکبہ حیدری
۶۳	جناب صدق جاسی	۳۱	عسزل
۶۵	جناب "ف" بیگم صاحبہ آدا	۳۲	سلطین بہنیک کے سکے
۶۶	جناب محمد مدھی صاحب مہدی	۳۳	عسزل
۶۷	جناب نجم افندی	۳۴	طائر وزاہد (نظم)
۶۹	حکیم عبدالحمید صاحب	۳۵	مصدقیمین عورت کا درجہ
۷۷	علی اشرف	۳۶	تیرے بغیر (نظم)
۷۸	جناب عبدالباری صاحب معنی اجیری	۳۷	تخمیں ترانہ خسروی
۸۱	جناب عبید الحق صاحب قنبر	۳۸	انقلاب فرانس کا بانی
۸۲	جناب میر کاظم علی صاحب برقی موسوی	۳۹	قطرہ تاریخ سالگرہ مبارک
۸۵	جناب محمد عبدالقوی صاحب قوی	۴۰	خمسہ برغزل منقذت مکان نواب صرخنگ شہید
۸۵	جناب لیلیٰ احمد صاحب نعمانی	۴۱	دکن کا نوجوان (نظم)
۸۵	جناب سید علی منظور صاحب	۴۲	غزل



ندۂ عقیقت

سالگرہ ہالیوڈی ہر سال اپنے ساتھ زندگی و سرت کا ایک نیا پیام لاتی ہے۔ اور اہل حیدر آباد کے جذبات عقیقت و محبت میں افنا ہی ہوتا جاتا ہے۔ حیدر آبادیوں نے تاجدارانِ دکن کے ساتھ ہمیشہ اپنی محبت و عقیقت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن ہمارے جہان پناہ کی با عظمت شخصیت نے ان کے دل جس طرح موہ لئے اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

حکیم ال سیاست اعلیٰ حضرت ہند کا نفعی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی جمہور نوازی اور بیدار مغزی نے حیدر آباد میں زندگی کی جوش و خروش بھونکی اور علم و عمل کے بند چتر من کو روانی کی جو نوت بخشی اس کا ایک زمانہ قائل ہے۔ دور عثمانی میں حیدر آباد ترقی کی منزلیں نہایت سرعت کے ساتھ طے کر رہا ہے اور یقین ہے کہ اپنے بادشاہ جمجاہ کی جمہور نوازی معارف پروری، تدبیر اور عالیٰ صہلگی کی بدولت نوجوان حیدر آباد اپنے شاندار مستقبل کی تعمیر کر لیگا۔ اور ہندوستان کی یہ سب سے بڑی ریاست اپنے اس بلند مرتبہ کو حاصل کرے گی۔ جس کی تمام ملک کے ہر خوب وطن کے سینہ میں موجزن نظر آتی ہے۔

اہل دکن اپنے بادشاہ بلند مرتبہ سے جس قدر محبت کریں سچا ہے۔ اور اس کی ذات گرانی پر جس قدر فخر کریں سچا ہے۔ کیونکہ یہی وہ مرکزی شخصیت ہے جس نے حیدر آباد کی زندگی میں انقلاب پیدا کیا یہی ہماری تمناؤں کا محور اور یہی ہماری آرزوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی نے ہمیں خواب غفلت سے جگایا اور اسی کی قیادت میں حیدر آباد اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھنا چلا جا رہا ہے۔

آج حضور پر نور کی سالگرہ ہے۔ اہل حیدر آباد اپنے محبوب بادشاہ کی سالگرہ ملک کے چپے چپے میں منارہے ہیں۔ ان کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس بیدار مغز اور تاجدار کا سایہ ان کے سروان پر قائم رکھے اور حیدر آباد کو اس ذات گرانی سے بے اندازہ مستفید ہونیکا موقع عطا فرمائے۔

صبح بکن کی خوش قسمتی ہے کہ آقائے ولی نعمت کے افضال و اکرام سے زیادہ اسی کے حصہ میں آتے۔ ہے میں۔ حضرت اقدس و علی کی اس ذرہ نوازی کا اظہار کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ صبح بکن اپنی خوش قسمتی پر نازان ہے۔ اور اس مبارک تقریب کے موقع پر محبت و عقیقت کا بیجا چھڑ تحفہ پیش کرتے ہوئے آقائے ولی نعمت کی ترقی و عروج و اقبال کی دعا کرتا ہے۔

جاں نثارانِ ملک و مالکے
احمد عارف
علی اشرف
مدیرین صبح دکن

کلامِ براغیتِ خیر و شیرین سخنِ علامہ حضرت سلطانِ العلوم خلد اللہ
غزل

دُعا مانگ کر اپنی مُرادوں کو نفا سے لے لو
کہدے اتنا ہی مریضیاںِ محبت سے گوئی
خونِ دل بخونِ جگر کہتا ہے پھیکا پڑ کر
سو گھٹا جاتا ہے اور کہتا ہے ارمانِ میرا
داسِ دل کو بھی ہاشموں کی طرح کر کے دراز
کس طرح مرنے دم گھٹ کے یہ ان نفیس
ہو گی بیماروں کو کب دارِ شفا میں صحت
کھل بھی جائیگی اگرہ بخت کی اپنے کہ نہیں
کہتے ہیں غنچہ و گل اور غروبِ انِ حسن
آج کا دن ہے سمرت کا زہے عیدِ نغم

گو ہر خود و کرم دستِ عطا سے لے لو
آج تم جامِ شفا دستِ شفا سے لے لو
سُرخ روی کے لئے رنگِ حنا سے لے لو
لحلیہ تم بھی ذرا بنِ قبا سے لے لو
کچھ کر اس اجابت کو دُعا سے لے لو
دو اس کی بھی ذرا جو رجھا سے لے لو
جیل کے تم آج عنایتِ یہ دُعا سے لے لو
فال اس کی بھی ذرا زلفِ دُعا سے لے لو
نہت گل کو بھی تم بادِ صبا سے لے لو
تہنیت غمزہ و اندازِ ادا سے لے لو

(مقطع) سرتِ تم چل کے تویے ملکِ خراسانِ عثمان

اپنے مقصود کو کسی رضا سے لے لو

غزل

پرسو لا نشانِ خزلِ نو معطم جا بہادام اقبالہ المتخلص بہ شجاع

درد کچھ اور ہے لینا تو داسے لیسو
نگہ پار کی ستا: داسے لے لو
اک نیا طرزِ جفا ترکِ جفا تے لو
اب یہ قوت بھی مے دست دُعا تے لو
یہ امانت بھی تمہیں اہلِ وفا سے لے لو
زندگی تازہ جو چاہو تو قضا سے لے لو
اب تمہیں کامِ ذرا ناز و اداسے لے لو
ہنس کے کہنے لکے وہ میری بلا سے لے لو
کچھ تو سامانِ سفرِ دارِ فنا سے لے لو

مطلع: بیخودی رشتہ سب کی ادا سے لیسو
جامِ مے کیلئے ساقی کی ضرورت کیا ہے
ہو گئے ختم جفاؤں کے طریقے شاید
کیوں اٹھیں ہاتھ بھی جب بابِ اثر بند ہوا
درد سے بھی ہو کہ بکدوش کہ موت آتی ہے
منزلِ عشق سے آتی ہے یہ آواز مجھے
موت بھی عشق میں ناکام رہی جاتی ہے
اون سے جب ہم نے کہا دل کے عوض غم لین
منزلِ دارِ بقا دُور ہے جانے والو

[مقطع] اوس کی رحمت کو بہانہ کی ضرورت ہے شجاع

اسرا تم بھی درِ آلِ عبا سے لے لو

بجائے اند

غزل

از
صاحبزادہ نواب کاظم جاہ بہادر اہل مختص بہ کاظم

تم مجھے دل کو نہ یوں رنج و جفا سے لے لو
نار و انداز سے اور میرے وفا سے لیلو
بیخودی میں بھی مجھے منہ سے نکلتا ہے یہی
لطف چاہو تو مجھے ہوشربا سے لیلو
اگ پھولوں میں لگائی ہو یہ کس نے آخر
بھید پہلے تو ذرا بادِ صبا سے لیلو
کر گئی خونِ جگر خوابِ صفت آکے بہار
اسکی تعبیر ذرا رنگِ حنا سے لیلو
ایک ہی داریں ہو جائیں گے بل لاکھوں
تم اگر کام بھی تیغِ ادا سے لیلو
مثلِ منصوٰر نہ چڑھنا ہو کہیں سولی پر
تم سبق پہلے انا الحق کی صدا سے لیلو

بندگی اصل میں کہتے ہیں اسی کو کاظم

کام لینا ہو تو تسلیم درِ فنا سے لیلو

غزل

از
صاحبزادہ نواب تقی جاہ بہادر اہلخانہ تقی

بات جب کہ خانی کو خدا سے لیں	ہنکے انجان بٹو بول نہ دغا سے لیں
زہر یون و تو آشوب ست شفا سے لیں	مجھ سے اپنا کو تر یک ہو جانے کہیں
داو کچھ اکی تمہیں اپنی حنا سے لیں	رنگین رنگ یاد سے خون دل سے لیں
تو گواہی میرے دعوے کی کیسے لیں	دل مرانچی نگاہوں نے چھ اکھا ہے

کلفتیں ساری بول جاؤ گی راحت تقی

کام دور روز ذرا غمیر رضا سے لیں

غزل

ان
صاحبزادہ نواب ہاشم جاہ بہادر المتخلص ہاشم

دولتِ ہر دو جہان شاہِ ہڈے سے لیلو	مدح خوانی کا صلا ال عبا سے لیلو
دل ہے بتیاب بہت کٹھ پیرِ فرقت میں	کچھ تو دلبر کی خبر بادِ صبا سے لیلو
قول سے اپنے نہ پھر جائے کہیں دیکے زبا	پختہ اک عہدِ بیتِ شوخ ادا سے لیلو
آگیا ہو و سچائے زمانِ قسمت سے	نیشِ دل کی دوا دستِ شفا سے لیلو
کسکو کہتے ہیں محبت یہ کوئی کیا جانے	عشق کی داد ذرا اہلِ وفا سے لیلو
کیوں نہ ہر مرحلہ عشق پھر آسان ہو جائے	کامِ الفت میں اگر صبرِ رضا سے لیلو

تم پھل جاوے گا سب رازِ حقیقت ہاشم

دیں علمِ نبوی شیرِ خدا سے لیلو

غزل

صاحبزادہ نواب شہزادہ بہادر ارسلان
از مخلص بشارت

تم بھی پھر درسِ فانیلِ وفا سے لے لو	امتحان اپنی محبت کا جفا سے لے لو
مال میرا ہے میری رضا سے لے لو	دل چرانے کی تمہیں فکرِ عبت رہتی ہے
دلِ وارفتہ مرانا زو ادا سے لے لو	ناز بردار بھی ہے اور وفادار بھی ہے
ہوش میرے نگہ ہوشربا سے لے لو	تم ہو ساقی تو پلانے کی ضرورت کیا ہے
دل تو پھرنے کا نہیں جان بڑا سے لے لو	جس قدر چاہو کرو جوڑ۔ وفادار نہیں
پھول دو چار تو گلزارِ وفا سے لے لو	کشتہ ناز کی تربت پہ چڑھانے کے لئے

نامہ لیجانے سے قاصد ہے بشارتِ معاد

آج یہ کام ذرا بادِ صبا سے لے لو

غزل

از

صاحبزادہ نواب سجاد حسن بہار علی شاہ

۴

جو دردِ پیاہو مئے پرستہ لیا	لذتِ بخیری مئے کی صدا سے لیا
دُھوڑنے کی ہو کہ درتِ برونوفا	دل عاشقِ شگن زلفِ ونا سے لیا
زالہ اکائے چلو بھر سے بچانے سے	کوئی پرواہ تہیں ساقی کی بکا سے لیا
پھول ہونڈو کی بارغِ جہانمیں سکیو	دفعِ آزادہ روی باو نہا سے لیا

ہاں سعادتِ تہیں حضرت کی غلامی ہو نصیب

مکمل اپنا شہ ہر دوسرا سے لیا

عزل

—==—==—

بِالْقَلَمِ

یہاں السلطنت مہاراجہ کشن پرشاد بہادر شاد

مستی دل نگہ ہو شربا سے لے لو	نکھت زلفِ دوتا باد صبا سے لے لو
دل جو لینا ہے تمہیں ناز و ادا سے لے لو	دم بدم کس لئے دزدیدہ نظر پڑتی ہے
تم اجازت کمر نازک ادا سے لے لو	بال زلفوں کے نہ بکھراؤ ابھی سے پہلے
تم فنا کا سبق ارباب فنا سے لے لو	جلوہ ہستی موہوم فقط دہو کا ہے
قول دیتا ہوں قسم میری وفا سے لے لو	میں کرونگا کبھی دعویٰ نہ وفاداری کا
کاش اب بھی مراد دل جو رجفائے لو	اضطرابِ دل عاشق کی حقیقت تو کھلی

عام بخشش ہے کہ حواریں بھی ہیں جنت بھی
جو تمہیں لینا ہے اے شاد خدا سے لے لو

—(+)—

غزل

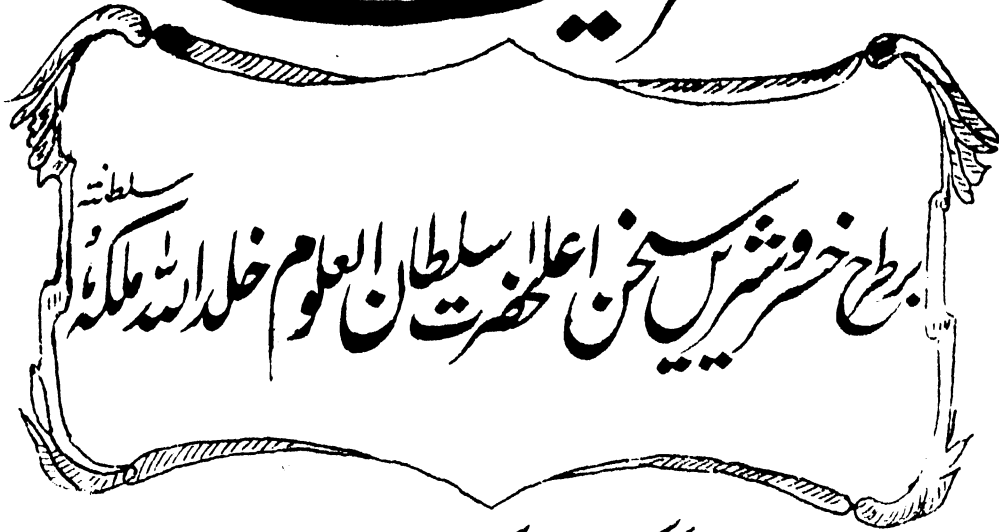
از
نوابِ قدرت از جنابِ دریا مخلص بہ قدرت

دل جو لینا ہے تمہیں مہر و وفا سے لیلو	جان لینی ہے اگر ویکے دلا سے لیلو
حشر میں خون کا دعویٰ نہیں کرینو	تم قسم اپنے شہیدانِ جفا سے لیلو
قابلِ سیر بہار اس لیل پر دغ کی ہو	فیض کچھ تم بھی مرے باغِ وفا سے لیلو
خونِ ناحق مرے ارمان کا ہوا ہی نہیں	تم شہادت کفِ ہزنگِ حنا سے لیلو
شیخ تم کو ہی جو کوثر کی طلب تو پیر ہو کر	دستِ سیاہی تو سی چھیلکے تھوئے کا سے لیلو
چاہتے ہو جو مری موت سیجا ہو کر	سہل سی بات ہے، تاثیر دوا سے لیلو

بزمِ جاناں میں سائی نہیں شکلِ قدرت

تھوڑی تاہید اگر بخت رسا سے لے لو

غزلیہ



مصرعہ طرح = گوہر جو دو کرم دست عطا سے لے لو

میں نہ بتیا کبھی مہتی کو ازل میں لے برقی
موت کہنے لگی دے دیکھ دلا سے لے لو

بہار محمد علی صاحب

بیچ ذنابی کا سبق زلف دو نامی لیلو
قلب آئینہ سا ہو گرد کہ در نہ رہے
ابر حست ہو کہن کے لئے شاہ عسماں
ماگنا ہو جنہیں مانگ لوب سے اپنے
اپنی مہتی کو مٹانے سے جو آتائے مزا
بے طلب تیا دینے کا بہر و سہ بھی تو ہو
نفل فانی ہو اگر کام بن آتے ہیں بہار
مول اکھن جو ہو لینا یہ بلا سے لے لو
دکا آئینہ کا یہ اہل صفا سے لے لو
گوہر جو دو کرم دست عطا سے لے لو
نمکو جو لینا یہ وہ اپنی دعا سے لے لو
لطف کر لے چھو تو یہ اہل نسا سے لے لو
دیکھو دنیا یہ وہ چہر پہلے سے لے لو
صبر کا لینا یہ کچھ تو خدا سے لے لو

تاج - سید علی احمد خاں صاحب

گوہر جو دو کرم دست عطا سے لے لو
یہ تو ممکن نہیں بول میرا جفا سے لے لو
دل مراقبہ سے باہر نہیں جانیگا کبھی
شوق سے دستہ نگاریں کرو فون سو سترخ
سبق زلیت میرے شہ کی بقا سے لے لو
جان بھی دیدوں اگر ناز و ادا سے لے لو
وام کا کام اگر زلف و دتا سے لے لو
کون کہتا ہے کہ یہ کام اپنا خدا سے لے لو

بدر محمد بدر الاسلام صاحب کسبان کورٹ

ماگنا ہو نہیں جو کبھی وہ خدا سے لے لو
تم دعا سے لے لیلو کہ دعا سے لے لو
یہ وہ جاوے کہ مارا نہیں جینا اس کا
کس طرح ٹھیک ہوں نامہ صبح کے پریشان جو
چشم خوں ریز مرا خون چھپا لے تو سہی
لو ثبوت اسکا بھی دست خدا سے لے لو

بدر میخانہ کو جانے کی ضرورت کیا ہے

ہوش کہو نے کی دوا ہوش رہا سے لے لو

برق میر کاظم علی صاحب

زاہد حسن کی کیا قدر ہو بے حسن نظر
اپنے مقوم کا ملکہ جو دنیا ہے کوئی
باس کہتی ہر نہ بول کا وعدہ ان سے
دل سے نکلی ہو کی ملتی ہے دعا سے
ہے ابھی شوق جو شوق ستم آرا کی کا
شاہ عثمان وہ نئی ہیں کہ یہ مصرعہ طرح
لو نظر ہم سے اگر خور خدا سے لے لو
لو نہ بندوں سے جو لینا ہوتا ہے لے لو
آس کہتی ہر کچھ دیکھ دلا سے لے لو
بیرادل نہیں جزا ناز و ادا سے لے لو
امتحان ادب بھی پابند دعا سے لے لو
گوہر جو دو کرم دست عطا سے لے لو

پوچھا پھر تنہا ہم ایک سیر زینت کا لطف | دل مضطر سے صدا آئی تضا سے لے لو

عشرت احمد مرسل کے ثنا خواں ہو کر

تناج خبت کی تندریشی خدا سے لے لو

حامد - حامد قریشی صاحب

دل ہی سب کچھ دے لے ہر دوا سے لیلو

کام پورا ہو مر نام تمہارا ہو جائے

دل و جان ہوش و خود تانے دوں جبر و

ساری دنیا ہی اک در و بھر دل نہ ہی

انجمن خشت ہیں لینا ہے اگر جان نہیں

تقدیر ہر مہر میں ہو در و بخت ازراں

دیکھو آئینہ سے پھر غنچہ دگل کو حامد

اک سبق اور گلستان کی فضا سے لے لو

حشمت - محمد حبیب علی انصاری

درس تسلیم و رضا آل عباس سے لیلو

دامن آل نبی سے منت شک ہو کر

حضرت بھی ڈھونڈتے ہیں نقش قدم کو جس کے

کیف آگین آگ اگر دش چیم میگوں

آج بھر لو گل امیر سے دامن اپنا

مہ میلاد علی ہے شہ عثمان کے لئے

مزرعہ دین جو یاد دولت دنیا حشمت

ذکی - محمد عبدالسلام صاحبی، اے عثمانیہ

چارہ غم نہ دعا سے نہ دوا سے لے لو

نفسہ انگیزی حشر ہو جتنیں گر منظور

دیکھ کر کھویا ہوا مجھ کو بکرا کر لو لے

آتی ہے کوچے سے اس کی ہی معطر ہو کر

ہنس کے شوخی سے شہیدان دفا سے لے لو

ہو جتنیں میری تن مرا ارمان آؤ

ابھی آغا ہے انجام کا کیا نکتہ ہے ذکی

داد ہر صرت دل اس کی فضا سے لے لو

رشد - میرزا در علی صاحب منبہدار

دل لیا جان بھجا بھر دغا سے لیلو

وعدہ ایفانہ ہی وصل کا وعدہ تو کرو

ہے نئی شہر علوم اور علی باب علوم

ہفت اقلیم میں ہے آصف بقم یکتا

شاہ دریائے کرم ابرہہ ہے دربار

رشد - نامکون و ممکن کا ہے قول فیض

کام تقدیر کا نہ بیرون دعا سے لے لو

رفیق - محمد عبدالغفار رضا اہلکار فرنگی کالج

درس تسلیم و رضا شاہ ہدایہ سے لیلو

آبرو کے ہوا گر کون و مکان میں لے لو

چنتان ارم دولت و انبیاں و چشم

گر موافق ہو تقدیر تو نہ بیرعیت

در سرکار سے جانا نہیں محروم کوئی

غیر کے سامنے بھلاؤ نہ دامن اپنا

جو ضرورت ہو رفیق اپنے خدا سے لے لو

ذرا - ولد ار علی صاحب

جان حاضر ہے سیری ناز داد سے لیلو

دل ایما جان ہی لو دین ہی ایمان ہی

جب دلی دل سے ہے گونجے گونجے

مانگ لو ہو طلب دولت دارین اگر

پایا جس نے ہی دیا سے پایا ذرا

صائم - قاضی عبدالصمد صابو ہاروی

در مقصود زہر ہر دغا سے لیلو

کثرت قلب کو تشریف دلا سے لے لو

بے سرت کا سالو آج تو ایک عام شرب
جگو کچھ غز نہیں دل ہے یہ حاضر لیکن
ہے زمانہ شہ عثمان کا زمانہ راحت
جو تقدیریں بے قنا ہے وہی اسے صائم
غماہ لو صدق سے اور خواہ دعا سے لیلو

عالی۔ راجہ نرننگہ راج بہادر خلف راجہ گرد ہاری پر محبوب و نواز باقی
خضر کی عمر تم اے شاہ خدا سے لیلو
جام لینا چو تو متانہ ادا سے لے لو
مزیں دہریں کیا اور غزل کی عادت
پھر کہاں پاؤ گے غماں ساغنی اور نضاح
دل بھی صدق ہے جگر بھی ہے تصدیق تم پر
سو گھنا چو چمن خنک کی خوشبو جو تھیں نہ
کون دانا ہے بجز آصف سابع عالی
اپنی نوبت تم اسی مل خدا سے لے لو

عینی۔ سید محمد غوث الدین ضاناظم لت ضلع گنڈی
کاٹے مونس فریاد گدا سے لے لو
قناعت یار سے شمشادھی بیگانہ رہا
ہنستے ہنستے لئے جاتے ہو کہاں دل فنا
ابھی کس میں مرا لیکے کرینگے دل کیا
انکی تاکید ہے عشاق کو ہوشیار رہو
خون عاشق کا سدا دیکھا و ناکی تیسلم

دوستو ساگرہ شاہ دکن کی ہے آج

اب مرادیں دلی عینی کی دعا سے لے لو

عابدہ۔ عابد حسین صاحب

کیا غرض غیر سے خود مل خدا سے لیلو
اٹھ کے پہلو سے چلے ہو دل عاشق لکر
تا دم مرگ تھا ماہی پڑ میں گئے کھر

خواب میں دیکھ کے عام اتن کیانیں یا
کوچہ زلف گیرہ گیر سے نکھ گانہ دل
شاہ نعم البدل اس لال کا پائیں عابد
در تقصود نہ دل کی دعا سے لے لو

عالی۔ رشید الدین خان صاحب

ناز سے چاہے اُسے چاہے ادا لیلو
دیکھنی ہو جو تھیں دست جنوں کی شونہ
میں تمہیں دیکھ کے پھر خوش میاں کی نکھی
گل نوکیا میرے چمن کی کی کا شا بھی نہیں
چنگیاں دکن کو نہ ہر بھری باتوں سے
ہمد کو کچھ تو رہے نام نشین باقی

ہاتھ پھیلاتے ہو کیوں غیر کے آگے عالی

تم کو لینا ہو جو کچھ اپنے خدا سے لے لو

علی۔ محمد عیسیٰ صاحب

مقصد دل جو تھا رہا ہے خدا سے لیلو
جان دینے کو میں رضی ہوں ضلے
صحن گلشن کو ہے جانیسی ابھی کیا جلدی
کعبۃ اللہ کو چلو چھوڑو صنم خانہ کو

تھر عثمان سے یہ آتی ہے صدا۔ اے عیسیٰ

گو ہر جو دو کرم دست عطا سے لے لو

فرید۔ محمد فضل خاں صاحب

کوئی قاصد نہ ہی کام صبا سے لے لو
جان لینے کیلئے ایک نظر کافی ہے
وقت اچھا ہے ہی کام سوار اپنے
بے طلب دیتا ہے اللہ کی کریم دیکھو
خربت دید پا دو جو مجھ ذبح کرو
نقرہ فخر کرونا ذکر و فاقہ پر

کچھ تو نالوں اور کچھ آہ رسا سے لیلو
دل اگر لینا ہے نکو تو ادا سے لے لو
کچھ جوانی میں دعا اہل فنا سے لے لو
کچھ کمی ہے تو یہ فرمایا۔ دعا سے لے لو
مرکز انوپ رکھو جان بلا سے لے لو
درس یہ ابن علی شیر خدا سے لے لو

کوئی خالی نہیں جاتا ہے در عثمان
تم جو جاہو سو فریدِ ظلِ خدا سے لے لو

قوی۔ محمد عبدالقوی صاحب

تم اگر کام کبھی تیغِ جفا سے لے لو
بکیں عشق کا سرمایہ ہستی ہے یہی نہ
اسکا ہر ذمہ ہے اک نینہ خانے کی مثال
واغلو بکھو بھلا کیا ہے خوضِ زندگی
یہ دھڑ ہے دل بے تاب تھا آگے
گر یقین ہے کہ یہ عشقی میں بھی ساتھ آئیگا
دیکھو بیٹھا ہے قوی منظر چشمِ کرم
کام آئیگی دُنا اپنے گما سے لے لو

قدرت۔ قدرِ غلیظاویل درجہ اول آصف آباد

اپنے ہر کام میں امدادِ خدا سے لے لو
دینے والے کو خدا دیتا ہے خود بے مانگے
دستِ حاتم شہ عثمان کو خدا نے بخشا
شاہانِ ہونکے یہ کہتے ہیں چمن میں غنچے
مہرِ دولت کا سبق میری وفا سے لیلو
لینا جو کچھ ہے تہیں حق کی نفا سے لیلو
گو ہر جو در کرم دستِ عطا سے لیلو
جامِ صحت کا خدا دستِ شفا سے لے لو

محسن۔ محمد محسن خان صاحب

گو ہر جو در کرم دستِ عطا سے لیلو
میں وہ عاشق ہوں کبھی اُمف بھی ناناں پر
دستِ نازک میں بچی رہتی ہے نہدی ہر
زندگی بخشِ دلِ مردہ ہے ذکرِ لولا
بارشِ دامِ درمِ ابر سے لیلو
سر بھی گر کاٹ کے تم تیغِ جفا سے لیلو
خونِ دل کا پتہ رنگِ جفا سے لے لو
عمرِ جاوید تم اس آبِ نفا سے لے لو

بسمِ دمِ وقتِ قبولی دعا ہے محسن

اب مراد اپنی دعا کر کے خدا سے لے لو

نواز۔ محمد نواز شمسین صاحب

دل مرا پہلے تو ستانہ ادا سے لیلو
جان لینے کے لیے تیغ کی حاجت کیا ہے
جان بھی پھر نگہِ خوش رہا سے لیلو
ناز سے، عشوے سے، خونِ جگر سے، ادا سے لیلو

ان جفاؤں کی کوئی حد بھی درسِ جبر
خواب میں دیکھا ہے گریبِ حبِ دامن
جانِ کس طرح رہِ حق میں دیا کرتے ہیں
توبہ کر لینا ہے تو کر لینا کسی وقت نواز
مری مٹی ہوئی تصویرِ وفا سے لے لو
اس کی تعبیر کسی مستِ ادا سے لے لو
یہ سبقِ واقعہ کرب و بنا سے لے لو
دے جو کچھ پیرِ مغاں دستِ عطا سے لے لو

ہرمز۔ شیخ ہرمز صاحب

مشورہ کر کے خدا زلفِ رسا سے لے لو
جن محبِ تم نے لیا ہے دلِ نادانِ مرا
ہر طرحِ شافی مطلق پہ ہر دوسہ رکھو
گر باتِ باتِ بت پر وہ سین سے منظور
دل سے ہزاروں میں آد بلا سے لے لو
جانِ مضطر بھی اس اندازِ ادا سے لیلو
جب دوا سے نہ چلے کام دعا سے لے لو
تو الگ ایک مکانِ ارض و سما سے لے لو
خاک اس شرح کی نقاشِ کفِ پاس سے لے لو
سر پہ ہونے تیں گرا لیں بلا سے لے لو
جب رہ کو چھ گیسو میں قدم رکھنا ہے

بات تو جب ہے کہ اس بزمِ سخن میں ہرمز

داد تم اپنی غزل کی شعرا سے لے لو

سید یوسف علی یوسف منصف دارب جٹلاریا دگیر

ہاتھ بھیل کے مراد اپنی خدا سے لے لو
ہادی راہِ ہدایت میں شہنشاہِ دکن
اک نظر دیکھ کے پھر مجھ کو بنادو بیخود
منزلِ راہِ فنا پر ہے حیاتِ جاوید
تکونہ منظور جو لیا ہو دعا سے لے لو
دین و ایمان کا سبقِ ظلِ خدا سے لے لو
امتحانِ پھر نگہِ ہوشِ با سے لے لو
اس کو لینا ہوا کہ نکلے قضا سے لے لو
جان بھی نذر ہے لو ہنس کے ادا سے لیلو
درسِ حیرت بھی ذرا یاں کی قضا سے لیلو

راہِ ظلمات میں پہرتے ہو بھٹکتے یوسف

لعلِ دل دھونڈ کے گیسو سے دوتا سے لیلو



آخر
نواب فصاحت جنابہ علیل

شاہ کی ساگرہ آئی ہے جمنیت کر در سریت کے کھلے ہیں دوپین کر
ہر باں پڑے عاقل ہائے اقبال فرق اقدار ہے پرچم نصریت کر
دیگر

مرکز حشمت و اجلال شہ عثمان ہیں چتر فیض ہیں بحر کرم و احساں ہیں
حکمران مایہ نازش ہیں ہزاروں کن ناز بن پر ہے سلاطین کو بھی سلطان ہیں

محکم دلائل سے مزین و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

از جناب سید عبدالقادر جیلانی صاحب بی اس (دعوت)

جتنے کہ تشنہ لب تھے وہ سیراب ہو گئے
(علامہ کبیری چریا کوٹی)
دین وہ بحر کا ہے تو موج عطا کا ہاتھ

ہر ملک میں ہزار ہا مصیبتوں اور بے انتہا قربانیوں کے بعد مدت ہائے مدید میں
تھوڑے تھوڑے حقوق حاصل کئے ہیں۔

اس ریاست کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنی رعایا کی زندگی
کو بہتر بنانے اور اس کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے فوری تدابیر اختیار
کی ہیں۔ ایک خیر خواہ عوام پادشاہ اپنے ماتحتوں کے اعمال کی بالراست
نکجانی کر رہا ہے۔

مذکورہ تاثرات چند مشاہیر ہند کے ہیں جو انھوں نے دور عثمانی میں اعلیٰ
درعایا کے تعلقات پر ظاہر کئے ہیں۔

یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ ہمارا بادشاہ امور سلطنت کی انصرامی ہمہ گیر دلوں
کے قطع نظر اکثر و بیشتر ان غریب اور پریشان حال طبقات کے حقوق و مراعات
پر نظر غائر رکھتا ہے جو اسکی ان مرہبانہ عنایات و ہر ساعتمی شفقتوں کی بناء
پر اس کی ذات قدسی صفات کے لیے بہ وقت ضرورت اپنے گرم خون کا
آخری قطرہ تک بہانے تیار ہے۔ اب ہم فراموشی کی رشتہ بندی اس
حقیقت حال کی و مناسبت کے لیے قارئین کرام کی خدمت میں چند ٹھوس
حقائق پیش کریں گے جن کے مطالعہ سے اعلیٰ حضرت کی ہمدردی و نواز و عنکسار شفقت
کا اندازہ لگ سکے گا۔

عفو و درگزر کی لاشانی مثال

عام طور پر یہ بات زبان زد خلالت ہے کہ بادشاہ جس درجہ رحم دل
ہوتا ہے اسی درجہ غصیلابھی۔ بادشاہ کی ذات اعلیٰ سے قطع نظر عامی انسان
میں بھی یہ جذبات کا فرمانظر آتے ہیں۔ یہ ایک فطری تقاضا ہے۔ قصہ کے

”امرو مامور۔ حاکم و محکوم۔ مالک و مملوک۔ فرمانروا اور فرمانبردار۔ یہ
مذرتی تعلقات ہیں جو بنی نوع انسان میں خالق و مملکت قائم کر رکھے ہیں
ان ہی تعلقات کی خوشگوار پروینا کا امن چین دنیا کی راحت اور دنیا کا
آرام منحصر ہے۔ ان ہی قدرتی تعلقات میں وہ تعلقات بھی شمار ہوتے ہیں جو
سلطنت اصفیہ کے تاجدار اعلیٰ حضرت آصف جاہ سابع اور رعایا کے اصفی
میں باہم قائم ہیں جن کی خوشگوار سے یہاں کی رعایا برابرا امن چین اور
عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہی ہے۔“

یہ وہ شاہ پرستانہ تاثرات ہیں جنکا اظہار شہر یار دکن کے جشن سہمیں
کے سے مہاراجہ مسعود سواتہ پر سلطنت ابد مدت کے ایک بختہ کار انشا پر واز
کے کیا تھا۔

”سنا کیجے شاہد ہے کہ پادشاہوں نے اپنے خود مختارانه حقوق بڑی جدوجہد
انتہائی فکس اور بیشتر صورتوں میں خون کی ندیوں کے بہنے کے بعد سیکک کو عطا
کئے ہیں اور کبھی بھی انکی یہ ہمیشہ کوشش وہی ہو چکی کہ کسی طرح ان اختیارات
کو کم کیا جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اسکو کس طرح کامیاب نہولنے دیا جائے۔
لیکن یہ خصوصیت صرف ریاست حیدرآباد کے لیے مختص ہے کہ خود تاجدار نے
بلانگے اپنی طرف سے ہر قسم کے حقوق عطا کئے ہیں اور ان کے اختیارات
کو وسیع کرنے اور موثر بنانے کی کوشش خود تاجدار ہی کی طرف سے جاری
رہتی ہے۔“

”دنیا کی تاریخ میں موجودہ تاجدار دکن ہی اعلان فرما سکتے ہیں کہ رعایا
کو بے مانگے بڑے سے بڑے حقوق عطا کئے جا رہے ہیں ورنہ عوام نے ہر جگہ اور

پیش گاہ ملازمان اقدس و اعلیٰ سے اپنی عزیز رعایا کے آرام و آسائش کے ذرائع میں وجہی سہولتیں پیدا کرنے کی غرض سے مختلف مقامات ممالک محروسہ سرکار عالی کی مقامی ضرورتوں کی تکمیل کے واسطے بطور یادگار دورہ بندگان حضرت مستقل انتظام کرنے کے لیے کجھال مرحمت سلطانی و مکارم خاقانی پندرہ لاکھ روپے موقوفہ کے جانے کی نسبت فرمان مکرمت نشان مزنیہ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ جو تہذیب صدور لایا ہے وہ حسب ذیل ہے:-

فرمان

حال میں جبکہ میں نے ممالک محروسہ کا دورہ ختم کیا اس وقت سو خیال کر رہا ہوں کہ جن مقامات پر میرا قیام ہوا وہاں اس واقعہ کی مستقل یادگار قائم کرنیکا سب سے عمدہ طریقہ کیا ہوگا۔ اب کامل فور کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو کوئی کام اس کے متعلق کیا جائے وہ اس بنا پر ہونا چاہئے کہ میری عزیز رعایا کے آرام و آسائش کے ذرائع میں وجہی سہولتیں پیدا کی جائیں۔

پینے کے لیے صاف پانی کا مہیا کیا جانا اور ایسے ہی دوسری مقامی ضرورتیں جن کا مجھے اتنا دورہ ذاتی مشاہدہ کی بنا پر علم ہوا ہے انکی تکمیل کے واسطے مستقل انتظام ضروری ہے اس قسم کے کاموں کے لیے میں حکم دیتا ہوں کہ فی الفور پندرہ لاکھ روپہ حقیقی ذیل مخصوص کئے جائیں۔

۱۔ پنجاب دیوانی - ۵ لاکھ۔

۲۔ پنجاب صوبائی - ایک لاکھ

۳۔ پنجاب لوکل فنڈ - ۱۰ لاکھ

اور صدر اعظم مشورہ صدر المہام فیئانس فوراً میرے اس حکم کی تعمیل میں ضروری کارروائی شروع کر دیں اور رفاہ عام کے ایسے کاموں کے لیے جو وہ مناسب سمجھیں خاص مقامی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر رقم مہین کر دیں۔

مجالس رقص و سرود کی موقوفی

اب فرمان مبارک مصدر ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ پر ملاحظہ کیجئے جو انعقاد مجالس رقص و سرود میں دورہ عہدہ داران سرکاری کے امتناع کے بارہ میں ہے۔ ارشاد عالیہ ہے:-

”مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ سرکاری عہدہ دار جب کبھی دودھ کرتے ہیں

عالم میں انسان جو بھی کر ٹھیکتا ہے اس پر بالآخر چھپتا واکرنا پڑتا ہے۔ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بالعموم انسان پر غصہ کا جذبہ اس وقت طاری ہوتا ہے جبکہ کسی فریق مخالف یا ثالث کی جانب سے غصہ اور فضا پیدا کی گئی ہو اس لحاظ سے اس نوع کا غصہ قابل و رگرز ہوتا ہے۔ ان حالات و واقعات کی روشنی میں ہمارا بادشاہ ذکیاہ کی گراں بہا شخصیت کا مطالعہ کیجئے جو فی الحقیقت ستر پاپا صبر و تحمل کا نمونہ ہیں آپ کے تدبیر و فراست کا یہ عالم ہے کہ آپ کسی فردِ شرعیہ کو محض اس کی غلطی و مہم جوئی کے لیے قتل از وقت متنبہ کر دیتے ہیں لیکن تنبیہ و ہدایت اس طور پر کہ فرد مذکور کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے پائے۔ یا وہ جو گا کہ ۳۳۲ میں میسر کی جرنٹ کے چند سپاہیوں نے اس نوع کا شورشانہ اقدام رو بہ عمل لایا تھا کہ وہ ہم لوگوں کی نظروں میں قطعی طور پر ناقابل عفو قرار پاتا تھا لیکن جسے دکن کی مربیانہ کرم اور سہر دانہ برتاؤ اس فرمان ضروری میں جلوہ لگے ہے جو غور و تہجد الاحرام ۳۳۲ لکھ مر کو اس باب میں صادر کیا گیا تھا ارشاد ضروری ہے:-

”چند روز قبل میسر کی جرنٹ کے چند سپاہی جو اپنی شکایت کو ایک شویش کی شکل میں لیکر میرے ہاں تک چلے آئے تھے جس کی پاداش میں صرف محدودے اشخاص کو مقتصدانہ وقت کے سماع سے جو کچھ سنا دی گئی تھی اور سرکاری دیوڑھیات پر سے ان کے پہرہ بات برخواست کر دئے گئے تھے ان کو میں نے صرف اسی خیال سے صاف کر دیا کہ یہ لوگ قدیم سے میری ریاست اور میرے سلاف کے خیر خواہ اور جان نثار رہے ہیں۔ نظر برآں حکم دیا جاتا ہے کہ معتوبہ اشخاص کو پھر ان کے پیشتر کے خدمات پر بحال کر دیا جائے اور حسب عادت قدیم ان کے پہرہ جات سرکاری دیوڑھیات پر قائم کر دئے جائیں علاوہ اس کے چند روز قبل ان کے ماہوارات میں مصلحت و وقت کے خیال سے جو کم و بیش ہوئی تھی وہ صرف ان کے دیرینہ وفاداری و خیر خواہی کے لحاظ سے منع کر کے ان کے اصلی ماہوارات ان پر پھر بحال کر دئے جائیں“

رعایا کی ضرورتوں کا عملی احساس

رعایا کے لابد ضروریات کی تکمیل کا شہر یار دکن کو جس درجہ خیال ہے اسکا اندازہ فرمان مبارک مزنیہ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ کے مطالعہ سے قائم ہو سکتا ہے جس کے پیش رفت میں مرقوم ہے:-

تو اس موقع پر نقض و سرود کی محفل گرم رہا کرتی ہے اور یہ افعال فنیہ
مکے ترک و احتشام کا باعث اور دورہ کا جزیر لانیفک بنجاتے ہیں
جس سے ملک پر برا اثر پڑتا ہے اور اصل غرض دورہ کی مفقود ہو جاتی
ہے لہذا انہیں امور کو مدنظر رکھ کر حکم دیتا ہوں کہ آئندہ سے اس قسم کے
ناشائستہ حرکات یک سخت موقوف ہیں اور کوئی عہدہ دار دیدہ و دلالت
خلافت و زری حکم کر لگا و وہ قابل باز پرس سمجھا جائے گا۔

ملاحظہ کیا آپ نے ہمارے بادشاہ زیجاہ کو رعیت کے آرام و بہبود کا کس درجہ
خیل ہے کہ آپ نے عہدہ داران سرکار عالی کے منفذہ مجلس نقض و سرود کو اپنے فرمان
کے ذریعہ ایک سخت موقوف کر دیا جن کے انعقاد پذیر ہی میں نہ معلوم یہاں کی کہیں پوش
رہا یا کو کوئی کن مصائب اور موافقات کا سامنا کرنا پڑتا۔ فی الحقیقت رعیت کے لیے
المنفرت کا متذکرہ الصمد فرمان ایک عظیم ہے جس کے صلہ میں رعیت کا ہر فرد بشیر
ذات اقدس کیلئے وفاتشارانہ قربانیوں و فداانہ جان شایوں پر ہر لمحہ آمادہ ہے۔

بیگاری کی سرود کی

فرمان مبارک مترشدہ حکم ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ دربارہ موقوفی طریقہ بیگاری
اور ملک محرم و سرکار عالی بہ تقریب سالگرہ مبارک۔

”ہمارے ملک محرم و سرکار عالی میں بیگاری کا جو طریقہ اتناک جا ہی تھا اسکو میں اپنی
سالگرہ کی تقریب میں یک سخت موقوف کرنا ہوں کیونکہ اس سے
رعایا کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور آئندہ سے حکم دیتا ہوں کہ جو کوئی
ایک خلافت و زری کر لگا و وہ منجبت نہ سمجھا جائے گا۔“

املاح حال کا گہرا احساس

محکمہ چاکری میں کام سرخت سے چلنے اور عہدہ داران کے پابندی وقت
کے ساتھ ہر امر جو کرتی رہی سے بلا توفیق اپنی مفوضہ خدمت بجالانے و نیز نظم و نسق کی
منتیج و اصلاح کے متعلق مترشدہ فرمان مبارک مرقومہ ۱۳۳۲ھ رجب الثانی ۱۳۳۲ھ
میں ذیل ہے۔

”اس امر میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ پایہ صداقت کو پہنچ چکا ہے
کہ جب ملک محرم و سرکار عالی میں جتنے بڑے یا چھوٹے محکمہ جات ہیں ان میں
جیسا کہ کام سرخت سے چلنا اور جس طرح سے عہدہ داران متعلقہ
وقت پر انکرتی رہی سے اپنی مفوضہ خدمت انجام دینا چاہئے یہ
بالکل مفقود ہے جس کی وجہ سے ایک طرف مقدمات محض التوا
میں پڑتے رہتے ہیں دوسری طرف تامل اور غیر جا متری کی وجہ

کام میں بے ضرورت توفیق واقع ہو رہی ہے لہذا اس امر کو پیش نظر
رکھ کر میں حکم دیتا ہوں کہ آئندہ سے ہر صنیعہ و محکمہ سے شش ماہی راپٹ
بتوسط افسر بالا دست باب حکومت میں پیش ہو کرے اور
وہاں سے عرضداشت مع خلاصہ میرے ملاحظہ میں پیش ہو
تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کتنے عہدہ دار وقت پر حاضر ہو کر کس قدر
کام اس عرض مدت میں انجام دے اور کتنے غیر حاضر رہے
اور کتنے رخصت پر رہے اور کتنے غیر معمولی طور پر رخصت
جامل سکے۔ اس کے سوا آئندہ دارالسلطنت کی مدت تک میں گاؤں
(اچانک طور پر) ہر صنیعہ و محکمہ میں خود آکر کام کی متیج کیا کر لگا
گو اس سے بحث نہیں کہ نظم و نسق کے شرعیہ اور پہلو پر سری نظر
اس وقت کہنا تنگ ہے اور اندوہی و بیرونی اثرات و اختلاجات
میں اس وقت کس درجہ باخبر ہوں بلکہ اس کا دائرہ میرے ہاں
دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے جس طرح سے کہ واقعات دنیا رنگ
بدل رہے ہیں۔ احوال یہ زمانہ ایسا نہیں ہے کہ آؤ منشر لیشن
(نظم و نسق) میں کوئی خرابی پیدا ہو تو اس سے چشم پوشی اختیار
کی جائے اور ملک کی فلاح و فوڈ میں اگر کساد بازاری ہو تو اس
سے سجا بل رہنا جائے بلکہ ہلکا چاہئے کہ اس کی کدستی کی طرف
اپنی سرمدی وقت کو صرف کر دیں اور دنیا کو تبادلیں کہ ہم بھی اپنے
میں ایک حد تک ایسے امور کے بام اقلیہ تک پہنچانے میں
صلاحیت رکھتے ہیں اور اس کا ثبوت ہم اپنے احوال سے
دیتے ہیں نہ کہ زبانی جمع و خرچ سے جس کی وقعت مد مقابل
کے ہاں تا غنکبیت سے زیادہ نہیں ہے۔“

دیکھا آپ نے! ذات اقدس و اعلیٰ کو نظم و نسق کی متیج و اصلاح کا کس
درجہ احساس ہے حکومتی مشنری کی درستگی کے لیے بندگان عالی اس لیے خواہاں
ہیں کہ اس سے رعایا برائیا کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچنے پائے اور اس کے امور
متعلقہ حسن طور پر انجام پائیں رعیت سے متعلق امور کا اس قدر گہرا احساس
شاید ہی کسی اور مطلق العنان بادشاہ کے دل میں پایا جاتا ہو!

حصن و والانے اپنے تائبہ در حکومت میں حسن و خوبی اور تدرجہ
فرست سے عمال حکومت کے ہمال و احوال کی درستگی اور رعیت کے جائز
ولابد ضروریات کی فوری پابجائی کے جانب اپنی توجہ عالیہ مبذول کی ہے

دعائے درویش

بحضرت شاہنشاہی

از علامہ عبد اللہ عمادی رکن دارالترجمہ

یارب بہ فرّ دولت شاہنشاہ دکن	آرایشِ خلافتِ عظمیٰ شتاب باد
آبے کہ رفت باز در آید بجو بیار	ملکِ قدیم از سر نو فتحیا ب باد
فرقِ مبارکش کہ بہ عرش برین رسد	در سائے جناب رسالتما ب باد
نجمِ سعادتش کہ جہاں روشن است ازو	بر آسمان ہندو دکن آفتاب باد
بخت بلند منظر انوارِ مصطفیٰ	قلبِ سلیم جلوہ گاہ پوزا ب باد
اخلاف او بدولت و اقبال ہر یکے	فیروز منت دوزما مور و کامیا ب باد
قلبش کہ گوہریت ز دریائے معرفت	از سبیلِ رحمت حق فیضیا ب باد
حسنِ ازل نقاب بر رخ بر کشید است	بر روئے او جمال ابد بے نقاب باد

در دلسانِ صدقِ عمادی دعا اوست

یارب دعا صدق و صفا مستجاب باد

قصیدہ در مدح شہنشاہ سخن تاجدار دکن حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ

(از اکھاج مولوی عبداللہ خان صاحب کاکلی)

﴿﴾

خوشا و میکیش مجر حرف رانی بود
ز خندہ گل و بیل چه ذوق پیدا است
نجات ال مل پر شوقی کوبان جرس
نگاہ لطف تو تا بار یابیم بخشید
تر گرد باد مخالف نشانده ام دامن
چپال به سوخت دل و جانکه سخت حیرانم
زمینہ تا لب آہی نیا دست بر تنب
درین مایہ عمرم شد دست صرف فنا
بے قصیدہ دلا مطلع و گر برخواست
بہ پیر و موعہ شب عالم جوانی بود
بہ نرم آصف سابع کہ دوش زہرہ چرخ
پایالہ ماہ خمش بہر بادہ خوار بجوم
آہن بہ بست پری حور البشامی کرد
بوصف زلف و لب تو بہ سبیل و سکون
ترا ز کان ملاحت نصیب و افسہ بہت
بہ رونمایی تو آئینہ سکت در ساخت
چہ رنگہا تو نقش و نگار خود بستنی
پریدہ رنگ جہاں از حیاے رخسارت
ز تیر ناز تو بہر پہنش است سفتہ جگر
ترا نواخت خدا در ازل بہ تاج شہی

کہ جیب سامعہ پر از دہسانی بود
کہ برچمن اثر گشت زعفرانی بود
جہاں قافہ رامیہ سر کار دانی بود
دماغ دل ہمہ مصرف مکہ دانی بود
مرا از لطف تو تا سید آسانی بود
شرارہ کہ ازل آتش بہنی بود
کہ در خم چہ قدر ضعف و ناتوانی بود
ز دست رفت مت عیکہ جاہانی بود
چہ مطلعیکہ بگویند مہر ثانی بود
کہ شیشہ در بغل و چہرہ ارغوانی بود
ز قفس شتریش مست نغمہ خوانی بود
رہسبیل ہمیش در مزاج ثانی بود
تشیہا بہ باغ تو در نواں باغبانی بود
چہ بیچ و تاب و چہ جوش چہ تر زبانی بود
چہ سود مشوق صباحت کہ ذوق آبی بود
گرفتہ جام بخت جسم بہ بنیانی بود
کہ غاۓہ بہ رخ نازک لکامانی بود
ز روئے لالہ صحرا و بوستانی بود
بقوس ابوئے تو تیر جہاد دانی بود
بہ فرق خادم تو افسر کمانی بود
ز بانو غامہ کاکلی در معانی سفت

بیش جود تو عالم بہ قطرہ نہ رسد
ہمیں بہ جود و دلیری ز حاتم دستم
غرضکہ ہر شہ گیتی کہ تا نہ خد میت
کشید جام حیات بحشہ حیوالت
زمین بہ زمین قدومت با سہاں چربید
صد بہ کنگرہ بام تو نہ بام خیال
کشودہ چہ سمانا سخن دانش
ز حکمت سبت آموز حکمت لقمان
فکندہ بہ جہاں از نشید خوش طرب
بہ رزم او ہم تو بود یا کہ صاف عطف
ز او ہم غویت عبس بخوف ہلاک
قد بہ حکم تو در رزم نطع می گسترز
چو آب خیر تو ہش ہلاک افروخت
بروئے کاغذ میداں بہ نشی توقع
سر عدد و حسامت چو گوی و چو گائے
چو زلفک بہ زمین فیل تو ز خرطوش
سگت گرفت بانداں بہ پنجہ شیرینیاں
قلم بہ سبت مدحت زمر قناد و گجفت
بیابا بہ دعا چہرہ ارغوانی کن
زہر جلالت و اہبت خدا بمر دراز
کہ رشک خامہ عاقانی و فغانی بود

نصیب تو بہ ازل دادن و دہانی بود
ہر آنچہ گفت کسے حرف و داستانی بود
بجام تو کہ گرفتار سر گرائی بود
رسید خضر بہ عمر یکہ غیر فانی بود
بہت رفت ہراں کو بلند نشانی بود
کمینہ زمینہ اوفرق فرقدانی بود
شد دست راز ہوید کہ پرنہانی بود
زدانش تو اسطوبہ تر جہانی بود
حریر خامہ تو دنت راغنی بود
برائے عصم تو یا مرگ ناگہانی بود
ز سیف منہ تو لرزندہ سیستانی بود
قضا بہ حکم تو مصرف تیغ رانی بود
علم بہ خطہ اوصاف باد بانی بود
ز خون عصم مداد تو سلم سنانی بود
سنان چشم عدو سیل و سرمد دانی بود
زمین و فوج عدو سپکر و خانی بود
تو گوی نیل و ماں لقمہ دہانی بود
ز مرد منزل این راہ کئے توانی بود
دعا چو سکہ بود و ثنا سبانی بود
نگاہ ہزار بہر آفتش کہ دانی بود



والدین اسکی صحت کی طرف سے مطمئن مین

اور اس طرح ماں باپ کو اپنے بچوں کی صحت کی طرف سے قطعی مطمئن کبھی ہے۔ اگر ماں کے دودھ نہ ہو تو گائے یا بکری کے دودھ میں متھوڑا سا انفنٹون ملا کر پلائیے۔ اس میں بالکل ماں کے دودھ کی خاصیت پیدا ہو جائے گی شربت انفنٹون چند کثیر النفع اور سریع النفعہ اجزاء کو کیمیائی اصول پر باہم ترتیب دیکر تیار کیا گیا ہے اس کو بچے نہایت شوق سے پیے ہیں اور یہ جسم کو طاقت پہنچاتا۔ اعضا کی صحیح نشوونما کرتا۔ آفات ہضم کو توی بناتا اور تمام امراض سے بچوں کو محفوظ رکھتا ہے۔



نوری کی عمر اس وقت تین سال کے قریب ہے۔ اس کی صحت میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس کے والدین اس کی صحت کی طرف سے متفکر رہے ہوں۔ دانت نکلنے کے زمانہ میں دوا اندیشہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر وہ اس قدر آسانی سے گل آئے کہ کسی کو خراب نہ ہوئی۔ شیرخواری کے زمانہ میں اکثر ایسا بھی ہوا کہ ماں کے دودھ نہ ہونے کی وجہ سے اسے گائے یا بکری کا دودھ دیا گیا مگر اس سے بھی اسکی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑا۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ اسے روز پیدائش سے انفنٹون دیا گیا ہے شربت انفنٹون ہی وہ واحد دوا اور غذا ہے جو بچوں کو روزانہ سے سنبھالنے کا کام انجام دیتی ہے

انفنٹون بچوں کے لئے آسجیات ہے

ہر دو اخانے اور سو سے مقررہ قیمت پر بیگا

انفنٹون مینوفیکچرنگ کمپنی

چند منرکتہ الآرا تصانیف

کتب خانہ ہذا میں قسم کے اردو فارسی اور عربی کے علمی و ادبی کتب کے علاوہ
مدارس تعلیمی ہر اقسام کے آلات تعلیمی موجود ہیں اور آرڈر پر
ہر قسم کے کتب فراہم کئے جاتے ہیں۔

متن عرب

مصنفہ ڈاکٹر گستاوی بان مترجمہ ڈاکٹر سید علی بلگرامی مرحوم کا بے مثل کارنامہ جس کو
آنریبل نواب جیون یار جنگبہا درحیف جسٹس ہائیکورٹ کے عالمانہ
قیمت سے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے خرچہ ٹپہ بزمہ خیردار

متن ہند

مصنفہ ڈاکٹر گستاوی بان مترجمہ علامہ
ڈاکٹر سید علی بلگرامی مرحوم کا
بے مثل کارنامہ جس کے اس وقت چند کتب باقی رہے
ہیں جلد توجہ فرمائیں

قیمت (۵) روپیہ

عہد عثمانی میں اردو کی ترقی

از سید محی الدین قادری نور
گزشتہ پچیس سال سے حیدرآباد دکن میں
اردو ادب کی نشو و نما اور ترقی کا
تفصیلی تذکرہ (۲ جلد)

قیمت (۵) روپیہ

سب ذیل

کتب زیر طبع ہیں
عنقریب شائع
ہو جائیں گی

سنیہ مسوینی

اتارک

ہر ہل

ڈوگ کی بی بی (سابقہ شہنشاہ)

ضامی پیلوی

ابن سعد

مولفہ مولوی فیض محمد صاحب بی آؤپ ایڈ عثمانیہ سلطان ابن سعد کی زندگی
کے واقعات کا ایک دلکش اور حیران کن مرقع جس نے عرب کی
زندگی میں ایک نئی روح چھڑک کر اس سرزمین میدان عمل میں
لاکھڑا کیا۔ اس کتاب سے سلطان کی کارگزاریوں
اور عرب کے موجودہ حالات کا پتہ چلتا ہے

قیمت (۵) روپیہ

مشاہیر ہند

مولفہ سید پادشاہ حسین صاحب کراچی
ہندوستان کے چھ مشاہیر۔ آغاخان
اقبال۔ اکبر حیدری۔ توس۔ منگور
اور جواہر لال نہرو کی سوانح حیات ان کے
علمی و ادبی کارناموں پر تبصرے انکی قوم پرستی کے
کارناموں اور ان کے پیغامات شرح و بسط کے ساتھ
لکھے گئے ہیں۔ انہیں کے دیدہ زیبی کے علاوہ شاعرانہ
کی تصویریں بھی شامل ہیں قیمت (۵) روپیہ

سرمسپین

مولفہ مولوی فیض محمد صاحب و سید پادشاہ حسین صاحب
لادت جس کے حالات زندگی سے ہر فرد بشر واقف ہونے کے لئے بے چین ہے۔ بادشاہی
ذرائع سے ہمارے اس رومانوی داستان کو مولفہ نے انداز میں پیش کیا ہے۔ طبعیت پرست
خرچہ ٹپہ بزمہ خیردار

قیمت (۵) روپیہ

المشہر سید عبد القادر انیدہ سنس گورنمنٹ کالج کراچی پرنٹرز پشاور

تخیلاتِ عالیہ

از

نواب عانت جنگ معین الدولہ بہادر شاہ اقبال امیر پائیک

صفِ مرگانِ جانتی کھینچے تن کے بیٹھے ہیں
پس مرون بھی تنہائی سے جب گھبرائے اٹھا ہوں
وفاؤں سے مری ہیں دل ہی دل میں منفعل کیا
ہر بھی لے نگاہِ نازیہ خست گری کیسی
الہی مجھ سا ناکام منتِ بھی نہ ہو کوئی
تر نقشِ قدم پامال کرتے ہیں زمانے کو
قدم رکھنا سنبھل کر اور سراپا نازِ محفل میں
بگڑ کر بن گئی قسمت ٹھکانے لگ گئی محنت

قیامت اٹھنے والی ہے کہ وہ یوں بن بیٹھے ہیں
نسلی کو مری تجھ مرے دفن کے بیٹھے ہیں
یہ مانا محفلِ اغیار میں وہ تن کے بیٹھے ہیں
جگر تھامے ہوئے ہم سامنے چلن کے بیٹھے ہیں
مرے پہلو میں بھی وہ منتظرِ دشمن کے بیٹھے ہیں
جہاں بیٹھے ہیں وہ فتنے قیامت بن کے بیٹھے ہیں
بہت فتنے تماشا ئی ترے جو بن کے بیٹھے ہیں
جو روٹھے تھے مقدّر کی طرح وہ بن کے بیٹھے ہیں

مُعین اب یہ کیا ہے اٹھ قیامت ہو گئی برپا

کھلے بالوں وہ آکر رو برو دفن کے بیٹھے ہیں



از
نوابت نواز جنگ بہادر دست

تماشا دیکھئے جس کو ہم اپنا دل سمجھتے ہیں
میں دل قربان کرتا ہوں میں جی پر کھیل جاتا ہوں
ستم ہے یوں خزاں کے ہاتھ سے پامال ہو جائیں
سمجھ دی ہے جنہیں اللہ نے وہ بھرستی میں
دل بسمل ہمارا ٹوٹا ہے اس سرست میں
محبت نے ہماری آنکھ پر پردہ یہ ڈالا ہے
کسی کی جستجو میں ہے یہ اپنے ضعف کا عالم
گل و بل کا افسانہ تو سنتے ہیں وہ ہنس ہنس کر
یہ ہے وارفتگی اس رشکِ بلی کے تصور میں
نخل کر سائیہ و امانِ دولت سے کہاں جائیں
بتانِ مابہوش اپنی اُسے منزل سمجھتے ہیں
مگر پھر بھی وہ مجھ کو کبھی قابل سمجھتے ہیں
وہ برگِ گل جنہیں ہم پارہ ہائے دل سمجھتے ہیں
ہر اک موجِ نفس کو دامنِ ساحل سمجھتے ہیں
کہ وہ تیغِ نگاہِ ناز کا گھساٹل سمجھتے ہیں
کہ مرتے ہیں اسی پر ہم جسے قابل سمجھتے ہیں
کہ پڑتا ہے قدم جس جا اُسے منزل سمجھتے ہیں
میری روداد کو اقصائے باطل سمجھتے ہیں
کہ دل کو دل نہیں ہم جانتے محمل سمجھتے ہیں
تمہیں کو مامن و ملجاستِ عادل سمجھتے ہیں

فروغِ حقین ہیں ہو یا اس کی قدرت ہے
وہ ماہِ نو ہے لیکن سب کمال سمجھتے ہیں۔

آئین حکومت

یہ ایک صاحب قوت اجتہادی مکتبہ "مانٹسکیو" کے قدیم منغلے کا ترجمہ ہے۔ "مانٹسکیو" کو قانون کے نفاذی رخ کے منغلے میں اس کے فلسفیانہ پہلو سے زیادہ دلچسپی تھی۔

اس نے ہر موجودہ قانونی نوعیت کا مطالعہ کرنے کی خاطر تمام یورپ کی سیاحت کی تھی اور کمال مطالعہ کے بعد اس شاہکار "روح قوانین" کی تیاری میں پورے تین برس صرف کئے تھے۔

اس مضمون میں اس نے ہر قدیم و جدید ضابطہ قانون کی جانچ پڑتال اور ان کے تمام حسن و قبح کا جائزہ لینے کے بعد یہ تجویز پیش کی ہے کہ انگریزی دستور ایک ایسا صحیح نمونہ ہے جسے تمام عالم کو اختیار کر لینا چاہیے۔ اس مضمون نے دور دور تک جبریت انگیز اثر پیدا کیا۔ اس کے ذریعہ سے اس تحریک کو بھی بہت مدد پہنچی جسے "القلاب فرانس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ان دوری قوموں کو بھی جو خود مختاری اور حکومت عامہ کے درمیان کسی صحیح رستے کی تلاش میں تھیں اس کی ترغیب پیدا ہوئی کہ وہ انگریزی پارلیمنٹی دستور کو قبول کر کے اپنے ملک کو ترقی یافتہ بنالیں۔

(۱)

حکومت عامہ

(عمومیہ)

حکومت کی تین قسمیں ہیں۔

(الف) حکومت جمہوری۔

(ب) حکومت شاہی۔

(ج) حکومت استبدادی

(الف) جمہوری حکومت میں عامۃ الناس یا عامۃ الناس کے ایک جزو

کو شاہی اختیارات مائل ہوتے ہیں۔

(ب) حکومت شاہی میں صرف ایک فرد حکومت کرتا ہے لیکن اس کی حکومت ایک معین و مکمل قانون کی پابند ہوتی ہے۔

(ج) اور حکومت استبدادی میں بھی صرف ایک ہی شخص حکومت کرتا ہے لیکن اس کی حکومت کسی ضابطے اور قانون کی پابند نہیں ہوتی۔ وہ جس طرح چاہتا ہے اپنی مرضی کے مطابق حکمرانی کرتا ہے۔

جب جمہوری حکومت میں تمام شاہی قوتیں عامۃ الناس کے ہاتھوں میں آجاتی ہیں تو وہ حکومت عامہ بن جاتی ہے۔

اور جب یہ شاہی قوت عامۃ الناس کے صرف ایک طبقے سے متعلق ہوتی ہے تو اسے حکومت امراور (Monarchy) کے نام سے پکارتے ہیں۔ حکومت عامہ میں عامۃ الناس بعض حیثیتوں سے شاہی اختیارات کے حامل ہوتے ہیں اور دیگر طرز ہائے حکومت میں ان کا مرتبہ رعیت سے زیادہ نہیں۔ عامۃ الناس دو ٹوں کے بغیر حکومت نہیں کر سکتے اور اس حالت میں جو قوانین کہ حق رائے دی کا تعین کرتے ہیں، وہ بنیادی طور پر مانے جاتے ہیں۔

عامۃ الناس کا جنہیں اس طرز حکومت میں شاہی اختیارات مائل ہوتے ہیں یہ فریضہ ہوتا ہے کہ وہ جہاں تاک ممکن ہو کاروبار حکومت کو خود ہی چلائیں۔ اور جہاں ممکن نہ ہو نہ کر سکیں انہیں وزراء پرچھوڑ دیں۔

عامۃ الناس کے وزراء اس ذمت تک ان کے قابل اقدار وزراء نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ خود انہیں منتخب نہ کریں اسی لئے اس طرز حکومت کا یہ ایک بنیادی اصول ہونا چاہیے کہ وزراء صرف انتخاب ہی کے ذریعہ سے مقرر کئے جائیں۔

عامۃ الناس میں اتنی قابلیت ہوتی ہے کہ وہ ایسے وزراء منتخب کریں جن پر وہ اپنی اہم ذمہ داریوں کا بار ڈال سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں اس کا علم بھی ہوتا ہے کہ شہریوں میں سے کون سا شخص میدان کارزار کا تجربہ رکھتا ہے۔ اور کے سپاہدار بنانے میں ملک کی فلاح معصرت ہے۔

بغیر انہیں اس سے بھی واقفیت ہوتی ہے کہ کون سا جسر گرم اور متدین ج ہے اور اسی کو وہ میرپنہا سکتے ہیں۔

ایلیکشن کے واسطے اپنے کو نامزد کریں، پہلے ان کی قابلیت کا امتحان لے لیا جائے جو امتحان میں پورے نمائندوں کے نام فہرست سے خارج کر دیئے جائیں اور اس ترکیب سے اس نے بخت و اتفاق اور تجزیہ و انتخاب، دونوں کی سرحدوں کو ملا دیا تھا۔

شاہی اور استبدادیت کو اپنے قائم رکھنے میں زیادہ دیانت و راست بازی کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ ایک بات میں ہمیشہ قانون اور دوسرے میں خوفناک تلوار ان کی سلطنت کے تمام نظام کو محکم و استوار رکھنے کے لئے کافی ضمانت ہوتی ہے۔

لیکن حکومت عامہ میں ایک بڑی حد تک تمام امور افراد کے سیاسی ماسن پر مبنی ہوتے ہیں۔

جب کوئی حکومت عامہ، جب وطن، سلامت روی اور جذبہ مساوات سے محروم ہو جاتی ہے، تو وہ حرص و ہرزہ کے انھوں بہت جذبہ پاش پاش ہو کر رہ جاتی ہے حکومت عامہ کا بنیادی اصول صرف اسی بات سے متزلزل نہیں ہوتا کہ افراد میں روح مساوات کی کارفرمائی باقی نہیں رہتی، بلکہ جس وقت اس فقدان جذبہ مساوات کے ساتھ ساتھ شخص یہ انتہائی خواہش بھی کرتے ہیں کہ وہ ان تمام اعیان کے ہمسایہ سمجھا جائے جو قوم کی متفقہ رائے سے ملک کے ارباب حل و عقد بنائے گئے ہیں، تو اسی وقت حکومت عامہ، مٹاؤں پر مبنی ہے۔ جس وقت کہ بڑے بڑے معرکہ سر کئے جاتے ہیں، اور بڑی بڑی فتح مندیاں حاصل ہو چکی ہوتی ہیں، جن میں عامۃً انسان کا بڑا حصہ ہوتا ہے اس وقت افراد کا عذر اور اس ملحدی پر پوچھ جانا ہے کہ کوئی کسی کو اپنے سے ادنیٰ دیکھنے پر طیار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ فتح ایران کا نتیجہ یہ ہوا کہ شخص کی جمہوریت کا خاتمہ ہو گیا اور شخص کو فتح کرتے ہی ”سیرا کیوزہ“ بنا ہو کر رہ گیا۔ اس لئے حکومت عامہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے کو مندرجہ ذیل دو افراتو سے ہمیشہ بچائے رہے۔

(الف) عدم مساوات کا مذہب، جو حکومت عوام کو حکومت امرا کے اصول پر لے آتا ہے۔

(ب) انفرادی امتیلا، اور حد سے گزری ہوئی مساوات کا میلان کیونکہ ان چیزوں کا استبدادیت پر جا کر خاتمہ ہوتا ہے۔

(۲)

حکومت امرا

یہ تمام مندرکہ بالا امور ایسے اتفاق ہیں جن کا عالم بادشاہ کو اپنے قہر و زلکاریں اس قدر نہیں ہو سکتا جس قدر کہ عامۃً انسان کو کچھ دربار میں ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ عامۃً انسان میں اس قدر صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ امور حکومت کو چلا سکے۔ حالات کاملاً لو کر سکیں اور مواقع سے فائدہ اٹھا کر اچھے حکام بن سکیں۔

یہ درست ہے کہ شہریوں کی اکثریت اس قابل تو ضرور ہوتی ہے کہ وہ کثرت رائے سے دوسروں کو مختلف عہدوں پر مقرر کر سکے لیکن وہ اتنی کافی بیانت نہیں کہ اپنی کہ خود سے کثرت رائے سے کوئی کام سپرد کیا جاسکے۔

اور ہر چیز کہ مخلوق میں اتنی صلاحیت ضرور پائی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کے نظم و نسق کے باب میں کوئی نقد و رائے قائم کر کے خود دہ گیری کر سکے، لیکن وہ اس کے شایان نہیں ہوتی کہ خود نظم و نسق کا بار اٹھا سکے۔

مخلوق کا تو ہمیشہ یہ عالم رہا ہے کہ یا تو وہ نہایت ہی تیز رفتاری سے کام کرتی ہے یا انتہائی سست رفتاری کے ساتھ اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوتی ہے۔ بعض اوقات تو وہ ہزاروں، بلکہ لاکھوں ہاتھوں کی قوت کے ساتھ ہر چھوٹے بڑے کام کو انجام دیتی ہے۔ اور بعض اوقات ہزاروں لاکھوں پاؤں پاؤں کے باوصف وہ ایسی سست رفتاری سے حرکت کرتی ہے جیسے زخمی کھنکھو را۔

ہر عزیز حکومتوں میں عامۃً انسان مختلف طبقوں میں منقسم کر دئے جاتے ہیں اور اسی طبقاتی تقسیم کی خوبی پر ”حکومت عامہ“ کی عمر اور فساد لاج بنی ہوتی ہے۔ مرنے والا ایلیکشن پر کارفرما ہو جانا ”حکومت عامہ“ کا طریقہ سیاست ہے اور سر اسرا فرد کا منتخب کرنا ”حکومت امرا“ کا دستور ہے۔

ایلیکشن کا طریقہ ہر شہری کے دل میں امیر پیدا کرتا ہے کہ اسے اپنے وطن کی خدمت کا موقع مل سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک غلط طریقہ ہے۔ ادنیٰ وہ طریقہ ہے جسے درست و ہموار کرنے کے سلسلے میں زبردست دھماکے قانون نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

مثال کے طور پر ”سولن“، کو بیچئے، اس نے متیجھ میں تمام فوجی اہل صاب کے لئے تویہ طریقہ جاری کیا تھا کہ لوگوں کو انتخاب کے ذریعہ سے نامزد کیا جاتا تھا۔ اور جوں اور سینٹروں کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ وہ ایلیکشن کے ذریعہ مقرر کیا جاتے تھے۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ اس نے یہ قاعدہ بھی مقرر کیا تھا کہ جو لوگ

اس نوعیت کی جماعت خواص دو طرح اپنی اصلاح کر سکتی ہے (۱) یا تو ایک اعلیٰ سیاسی وصف کی رو سے امراء عامۃ انسان کو اپنا ہم مرتبہ سمجھ کر ایک وسیع جمہوریت کی شکل پیدا کر لیں۔ (۲) یا اس سے کمتر سیاسی وصف سے کام لیکر اپنے اپنے اقتدار و منصب کو اعتدال کے سانچے میں ڈھال لیں۔ حکومت امراء اس وقت ایک مذموم حکومت کی شکل اختیار کر لیتی ہے جبکہ امراء کے اقتدار میں مطلق العنانی کی بوہٹ لگتی ہے۔

جب تک امراء کے خاندان اپنے وضع کردہ قوانین کو ایک ایسی شاہنشاہی سمجھتے رہتے ہیں جو متعدد بادشاہوں پر مشتمل ہو تو کبھی فساد کا اندیشہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت حال میں تمام شاہنشاہیان ایک محکم قانون کی زنجیر سے جڑی رہتی ہیں لیکن جبکہ یہ قانونی پابندی اور بخوری نظر آتی نہیں رہتی تو حکومت امراء میں مطلق العنان شاہی اور امراء میں مطلق العنان بادشاہوں کی سی شان پیدا ہو جاتی ہے اور یہ صورت حال مدے گزری ہوئی خرابی کا سرچشمہ اس وقت بن جاتی ہے جب امارت، وزارت کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور پوتڑوں کے رئیس پیدا ہونے لگتے ہیں کیونکہ یہ موردنی اور پوتڑوں کے رئیس اپنے اقتدار کے استعمال میں غدار برتنے پر قادر رہی نہیں ہوتے۔

جس زمانے میں امراء کی تعداد قلیل ہوتی ہے ان کے اقتدار میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور ان کا شخصی اختیار کھٹے لگتا ہے۔ اور جس عہد میں ان کی تعداد کثیر ہو جاتی ہے اس وقت ان کے اقتدار میں انحطاط پیدا ہو جاتا ہے اور ان کا شخصی اختیار بڑھ جاتا ہے۔

حاکمانہ اقتدار کا ہمیشہ رتبہ زنی، اور شخصی اختیار کا ہمیشہ رتبہ منزل رہنا ایک ایسا سلسلہ عمل ہے جو ایک مطلق العنان بادشاہی پر جا کر ختم ہوتا ہے ایسی مطلق العنان بادشاہی پر ختم ہوتا ہے جس کی طاقت بھی ایسی ہی وسیع ہوتی ہے جیسے اس کے خطرے۔

موردنی حکومت امراء کے اندر امراء و اعیان کی فردانی پنجہ حکومت کی گرفت کو نرم کر دیتی ہے۔ موردنی امراء چونکہ سیاسی اوصاف سے محروم نہ ہوں برکتوں سے ناواقف، احساس فراموش سے بے خبر۔ اور محنت و مشقت سے بیگانہ ہوتے ہیں اس لئے ان کی حکومتیں ہمیشہ ہو کر موت کے گھاٹ اتر جاتی ہیں۔

حکومت امراء اگر ایسے قوانین مرتب کرنے میں کامیاب ہو جائے جو عین و عنبر کے عوض امراء کو حکومت کی تللیوں، جہان بینی کے خطروں اور حکمرانی کے خون آناں مہنگا موں سے آشنا کر دیں اور اعیان میں اس کا احساس پیدا

حکومت امراء میں شاہی قوت انجمن کے ایک گروہ خاص سے وابستہ ہوتی ہے۔ یہ گروہ گروہ خاص ہے جو قانون بناتا اور اسے جاری کرتا ہے اور باقی ماندہ انسان اس گروہ خاص یا یوں کہیے اس طبقہ اعیان کی رعیت ہوتے ہیں جب امراء و اعیان کثیر تعداد میں ہوتے ہیں اس وقت اس مطلق العنانی کی استواری و بقا کی خاطر اس کی شدید ضرورت ہوتی ہے کہ ایک سینٹ (مجلس فعلا) ترتیب دی جائے اور اس کے ذریعہ سے قوانین نافذ اور حاکمات طے کئے جائیں۔ اس طرح سینٹ کے ساتھ حکومت امراء وابستہ رہتی ہے، اور مطلقہ امراء پر حکومت عامہ مبنی ہوتی ہے۔ اور عامۃ انسان کے واسطے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔

بہترین حکومت امراء سے کہتے ہیں جس میں عامۃ انسان اس قدر محروم اقتدار اور خفاکش ہوں کہ اس باب اقتدار کو انہیں ملنے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ”آئینی جیر“ نے انجمن میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ جن کی آمدنی دہرے سے کم ہے وہ ووٹ دینے کے حق سے محروم کئے جائیں گے۔ تو اس قانون سے حکومت امراء کی ایک بہترین صورت پیدا ہو گئی تھی کیونکہ یہ ہلکی سی شرط ظہریوں کے ایک نہایت ہی قلیل حصے کو متاثر کر گئی تھی۔ اور کوئی نمایاں فوڈ رائے وہی کے حق سے محروم نہیں رہا تھا ان خاندانوں کو جو حکومت امراء پر مشتمل ہوں، عامۃ انسان سے ہر ممکن صوبہ سے وابستہ ہونا چاہیے۔

حکومت امراء جس قدر بھی حکومت عامہ سے مشابہ رہے گی۔ اسی قدر کمال ہوتی چلی جائے گی۔ اس حکومت کے تمامی امور میں سب سے زیادہ ناقص امر یہ ہے کہ اعلیٰ طبقہ، پست طبقوں کا گلہ گھونٹتے رہیں۔ حکومت عامہ کے مقابلے میں حکومت امراء کے اندر زیادہ قوت موجود ہوتی ہے۔

امراء و اعیان ایک جماعت خواص بناتے ہیں جو اپنے اختیار و نفوذ اور مفاد و ملی کے واسطے عامۃ انسان پر نگاہ رکھتی ہے لیکن اس جماعت خواص کے واسطے اپنے ارکان پر پابندیاں قائم کرنا، اور ان کے حوصلوں پر نگاہ رکھنا اس قدر آسان نہیں ہے جیسا کہ عامۃ انسان کے معاملے میں ہوتا ہے۔ عامۃ انسان کو تو جرائم کی سزا ملتی ہے۔ اور خواص کو بھی اگر وہ بالکل علانیہ طور سے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، پاداش جگسٹا پڑتی ہے لیکن امراء و اعیان کے پوشیدہ جرائم سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی کی جاتی ہے۔

کر دیئے جائیں۔

جمہوری حکومت میں پارٹیوں کا اقتدار خطرناک ہو سکتا ہے لیکن شاہی حکومت میں اسے بہ آسانی برداشت کیا جاسکتا ہے اور خصوصاً ایسی شاہی حکومت میں جس کا میلان استبداد کی طرف پایا جاتا ہو۔

آزادی کو ترقی دینے کی خاطر انگریزی قوم نے ان تمام درمیانی قوتوں کو بر باد کر دیا جو ان کی شاہی کی تکمیل کرتی ہیں۔ اور اس آزادی کی حفاظت کرنے کے ان کے پاس محقوق دلائل بھی ہیں اگر کبھی انگریز اس آزادی کو تلف کر دیں گے تو وہ دنیا کا ایک بہترین غلام قوم بن کر رہ جائیں گے۔

صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ شاہی حکومت میں درمیانی مناصب قائم رکھے جائیں بلکہ ایسے سائنس دانوں کی ضرورت ہے کہ قوانین کی امانت کو بھی باقی رکھا جائے اور ظاہر ہے کہ قوانین کی یہ امانت سیاسی مجلس قانونی ہی کا اندر پائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ یہی وہ مجلس ہے جو قوانین کا اعلان کرتی ہے اور جب وہ فراموش ہونے لگتے ہیں تو انہیں دوبارہ حافظوں میں واپس لاتی ہے۔

امراء کی کاہلی بے پردائی بے نیازی اور جہالت اس کی منقضی ہے کہ ایک ایسی سیاسی مجلس ضرور مسلط رہے جو قوانین کو اس زمین سے سسل کھود کھود کر باہر نکالتی رہے جس میں امراء انہیں دفن کرتے رہتے ہیں۔

جس طرح حکومت عامہ سینیٹوں، مجسٹریٹوں اور ججوں کے اختیارات کی قطع و برید کے ہاتھوں تباہ ہو جاتی ہے اسی طرح حکومت شاہی اعلیٰ طبقے کے خصوصی حقوق، اور شہر دلوں کے رعایتی اختیارات کے زلزلہ رفتہ رفتہ کم ہو جانے سے برباد ہو جاتی ہے کیونکہ اعلیٰ طبقے کے حقوق کے مجروح ہو جانے سے عائدات کی استبدادیت رونما ہوتی ہے اور شہر دلوں کے رعایتی اختیارات کے سلب ہو جانے سے فرد و حد میں استبدادی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

قدیم زمانے کے لوگ آج کل کی سی شاہی حکومت سے بہت کم واقف تھے جو امر کی قوت پر مبنی ہوتی ہے اور اس سے تو بالکل ہی ناواقف تھے کہ شاہی حکومت مجلس قانون اور پارلیمنٹ کے ماتحت رہتے ہوئے کیونکر قائم ہوتی ہے اگر ٹیکس کے قابل تعریف تعصبات کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو پتا چل سکتا ہے کہ انگریزوں نے اپنے سیاسی دستور کا چر بہا اسی سے طیار کیا ہے۔

انگریزوں کا سیاسی دستور تین قوتوں کی علیحدگی پر مبنی ہے (۱) قانونی اختیار (۲) محلی اختیارات (۳) اور عدالتی اختیارات (الف) قانونی اختیارات پارلیمنٹ

کر سکیں کہ اگر انہوں نے صحیح انسان بن کر حکومت نہ کی تو اندرونی نیازیوں اور بیرونی حملے ان کے ملک اور ان کے خاندانوں کو تباہ کر دیں گے تو بیشک اصلاح و ترقی کی ایک نمایاں صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

کسی حد تک اعتماد و اعتبار کے پیدا ہو جانے سے بادشاہی میں جاہ و جلال اور انوکھا کام و استقلال پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جمہوریت کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہ تو عدم اعتماد و خطرات سے نشوونما حاصل کرتا ہے۔ ایرانیوں کے حملوں کے خون نے یونانی جمہوریت کو بیدار رکھا تھا اور اسی خوف کی بدولت یونان کا ہر فرد جمہوری قوانین کی پابندی سے روگردانی کا تصور کرتے ہوئے بھی کاپٹنے لگتا تھا۔

ہر چند یہ عجیب بات ہے، لیکن واقعہ یہی ہے کہ حکومت امراء اور حکومت عامہ کی مثال پانی کی سی ہے جسے اگر ایک مدت تک نہ چھڑا جائے اور جو ایک زمانے تک نہ بہہ سکے تو اس سے فساد کی بو آنے لگتی ہے۔

(۳)

شاہی

تمام درمیانی، ماتحت اور پابند قوتیں کی شاہی حکومت کا قیام طیار کرتی ہیں جس میں ایک فرد واحد، بنیادی قوانین کے مطابق حکومت کرتا ہے شاہی حکومت کی درمیانی اور ماتحت قوتیں، قدرتی طور پر امراء و اعیان کی شخصیتیں ہوتی ہیں۔ امارت شاہی حکومت کا ایک لازمی جز ہے اور اس وجہ سے یہ ضرب المثل عالم وجود میں آئی ہے کہ اگر شاہی نہیں ہے تو امارت بھی نہیں، امارت نہیں ہے تو شاہی بھی نہیں۔

یورپ میں بعض افراد ایسے ہیں جو امارت کو فطری طور پر سے معدوم کر دینا چاہتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ یہ دیہاتے ہیں جسے سرخو میں صدی میں خود پارلیمنٹ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن ناکام رہی۔

شاہی حکومت میں امراء و اعیان، علماء اور شرفاء کے مخصوص اختیارات کو اگر محض و معدوم کر دیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو ایک خاصہ ہرگز ہر حکومت کی بنیاد پر جائے گی یا پھر مطلق انسان بادشاہی کا دور سب سے استبداد کہا جاتا ہے شروع ہو جائے گا۔

میں علماء و پارٹیوں کے مخصوص اختیارات کا زیادہ حامی نہیں مگر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان کے اختیارات ایک حد پر لاکر ہمیشہ کے لئے متعین ضرور

کے ہات میں رہتے ہیں۔

(ب) اعلیٰ اختیارات بادشاہ کے ہات میں۔

(ج) اور عدالتی اختیارات مجسٹریٹوں کے ہات میں

اگر کوئی جماعت، یا امرا، یا خود عامتہ الناس، ان تینوں مندرجہ بالا قانونوں کو اپنے ہات میں لے لیں تو اسی روز انگریزوں کی آزادی کا خاتمہ ہو جائے۔

اپنے دستور نمائندگی کی بدولت انگریزوں نے قدیم جمہوریت کے بدترین عیب سے نجات حاصل کر لی ہے جس کی رو سے عامتہ انسانوں کی حکومت کے معاملات میں عملی حصہ لینے کے حقوق حاصل تھے۔

ہر سلطنت میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو پیدائش (دلت) یا اعزاز کے باعث دیگر افراد سے ممتاز ہوتے ہیں اگر انہیں عامتہ انسان میں شامل کر دیا جائے اور ان کا بھی ایک ہی ووٹ شمار کیا جائے تو یہ آزادی ان کے حق میں غلامی سے بدتر ہوگی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی قومی آزادی کی حفاظت میں کوئی حصہ نہ لیں گے۔

اس لئے مناسب ہے کہ انہیں کچھ مخصوص حقوق اور خاص اختیارات مقرر کیے جائیں۔

اسی وجہ سے انگلستان میں مجلس قوانین براہ راست انہیں پرستل ہے اور اسی کی رو سے عامتہ انسان پر ان کا ایسا ہی اقتدار ہے جیسا خود عامتہ انسان کو اپنے اوپر حاصل ہے۔

دارالامراء (اسکا موروثی ہونا ناگزیر ہے)

کیونکہ اس کا موروثی ہونا ایک قدرتی بات ہے، اور اس کے علاوہ موروثی ہونے کے باعث اس کا اختیارات خصوصی کی حفاظت ہو سکتی ہے ورنہ دوسری شکل میں ان کے واسطے خطروں کا پیدائش ہو جانا ایک بدیلی سبب بات ہے۔

دارالامراء کے موروثی ہونے میں صرف ایک خرابی واقع ہو سکتی ہے وہ یہ کہ رکنیت کے موروثی ہونے کے باعث امرا اور فرانس منظمی کے ادا کرنے میں کوتاہیاں اور غرضیاں شروع کر سکتے ہیں جو اس کا علاج یہ کہ روپے پیسے اور حقوق خلائق کے تمام امور میں انہیں بے دست دیا کر دیا جائے۔

پراول یونین ایشورس لمیٹڈ

صدر دفتر..... دہلی ————— برانچ نظام شاہی روڈ حیدر آباد کوکن

چند خصوصیات

آسان شرائط دست نامہ و دستاویزات کی اجرائی.....

قلیل چندہ۔ مالانہ ادائی..... چندہ جات کی ادائیگی کے مقول ہمت

ملکی معاشی حالات کے اعتبار سے جلد قسم کی سہولیتیں

پبلک خدمت اور سہولت کے لئے تقابلی دفتر

قلیل آمدنی والے حضرات کے لئے ۱۴ ماہانہ چندہ پر صما رکیلے بمبہ کیا جاسکتا ہے

اس سے بھی کم چندوں پر خاص فرائض کے تحت بمبہ کئے جاتے ہیں

ملکی تعلیمیافتہ نوجوانوں کو کاروباری تعاون کے لئے دعوت عام ہے

برانچ سکریٹری

(۴)

حکومت استبدادی

استبدادی حکومت کی فطرت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مستبد حکومت کا انتظام دوسرے کے سپرد کر دینے پر مجبور ہے۔

خدا کا وہ قابل رحم بندہ جس کے پانچوں حواس اس سے ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہوں کہ وہی سب کچھ ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ قدرتی طور پر کامل جاہل ناکارہ عشرت پسند اور احمق ہوتا ہے اور اسی وجہ سے مجبور ہوتا ہے کہ امور سلطنت کی باگیں ہات سے چھوڑ کر دوسروں یا کسی دوسرے کے سپرد کر دے۔

اگر وہ کاروبار کو مختلف لوگوں کے سپرد کرتا ہے تو ان میں باہمی آویزشیں پیدا ہوتی ہیں اور مستبد یا مطلق العنان فرمانروا کو ان کے جھگڑے چکانے کی زحمت گوارا کرنا پڑتی ہے جسے وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔

اس لئے مطلق العنان فرمانروا کے واسطے آسان یہی ہے کہ وہ کسی ایک وزیر کو تمام سیاہ و سفید کا مالک کر کے اپنے جسم کے انبار کو نرم گدوں پر پڑے رہنے کے واسطے چھوڑ دے۔

وزارت کا قیام استبدادی حکومت کا ایک بنیادی قانون ہے

جسے نظر انداز کیا ہی نہیں جاسکتا۔

مطلق العنان فرمانروا کو جس قدر زیادہ افراد پر حکومت حاصل ہوتی ہے اسی قدر وہ ان پر حکومت کرنے میں کاہلی کو دخل دیتا ہے اور کاروبار حکومت جس مقدار سے وسیع ہوتا رہتا ہے اسی مقدار سے اس کی بے نیازی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

استبدادی حکومت ابتدائی سے خرابی کی طرف مسلسل قدم اٹھاتے چلی جاتی ہے کیونکہ اس کی عین فطرت ہی خراب واقع ہوئی ہے۔

ان حالتوں میں بھی جب کہ بعض اتفاقی امور استبداد کی امداد کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ استبداد اندر ہی اندر سخت ہوا چلا جاتا ہے اگر آب و ہوا، مذہب اور موافق کی مساعدت، اور بعض قابل اور قانون پسند افراد کے سامعی کی بدولت اتفاقی طور سے موافق حالات پیش آجائیں۔ یا آئندہ رہیں تو استبداد کی حکومت کسی نہ کسی طرح چند روز ضرور چل سکتی ہے لیکن یہ مندرجہ بالا موافق امور استبداد کو چندے سے چلاتے ہوئے ہیں مگر اس کا غیر فطری فطرت کو تبدیل کر دینے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور ہر چند یہ تمام اتفاقی امور دیو استبداد کو کچھ دن کے لئے ہلکی سی زنجیر سے باندھ تو سکتے ہیں مگر اس کی خورش، ہلچل کشمکش درندگی اور زنجیر شکن زور زبانی کے طبعی میلانات کو فنا کرنے کی طاقت کبھی نہیں رکھ سکتے۔

غزل

از جناب رکن الدین احمد صاحب دفاہدگار صدیابی فرزند شمس العلماء ذابغیر زنجبک دلا مرقم
میں جانتا ہوں دعائیں مری اترکیا ہوں
شب فراق سے چھوٹے تو صبح ہجر ملی
وہ آنکھ ملنے ہی دل اپنا ہو گیا چھلنی
درون سینہ جو آتش ہر سوز الفت سے
جو اپنے حال سے خود بے خبر ہے اس کو وفا
جو تیرے بلا ہوا سے مفر کیلے ہے
جو روز کا ہو یہی رنگ پھر سحر کیا ہے
چھری ہر تیرے برچھی ہے وہ نظر کیا ہے
وہ آہ بنکے نہ نکلے تو پھر سحر کیا ہے
کسی کے دل پہ گزرتی ہے کیا خبر کیا ہے

رکس ٹاکیہ

(سابق اسپرٹڈ ٹاٹ)

قابل تعریف جن انتظام - برٹش وائیکن
پکچروں کے بہترین انتخاب و مصماط
گودون - یونائیٹڈ آرٹسٹ اور
فاکس کمپنی کے ناڈور کارٹا ہیکارکی
نمائش کیلئے اس باؤس کو انتہائی چھٹی
حاصل ہے

سنٹرل ٹاکیہ

گولی گورڈ

قابل رشک شہرت اور مقبولیت کا مالک
جو ابتدا سے اپنی روایات کو قائم رکھ کر بہترین ہندوستانی فلم دکھائے
سبق سبقت رکھتا ہے خصوصاً یہ مختصر زاد پر بھائے فلم اس کی لئے مختص
ہیں اور یہ بلکہ کا بھید ہر روز اور مقبول ترین سینما تسلیم کیا جاتا ہے

یولی ٹاکیہ

سکندر آباد
(نزد ریولی)

بلد سے بہت قریب یولی انٹرپرائز
کما سب سے زیادہ خوبصورت اور کما سینما گھر
بہترین برٹش ورامیکن فلم دکھائے جاتے
ہیں اور جس کو خاص و عام کی سہجی
حاصل ہے

ویسٹ ٹاکیہ

بلدہ کی آراستہ اور خوبصورت ترین عمارت ہے جسکی حاشیہ بندی ایک
یائین باغ سے کی گئی ہے اعلیٰ قسم کی شین نصب ہے میٹر و گولڈون یونائیٹڈ
آرٹسٹ اور فاکس کمپنی کے بہترین انگریزی شاپکار پیش کئے جاتے ہیں

کشتا ٹاکیہ

کلزاروین

جس کو از سر نو دوہن کی طرح سنوارا گیا ہے اور اعلیٰ قسم
کی مشنری نصب کر کے بائیس کی شان دو بالاکردی گئی ہے
اب یہ وسط شہر کا مقبول ترین سینما ہاؤس ہے جہاں
ہندوستان پکچر دکھائے جاتے ہیں

ریل ٹاکیہ

سلطان بازار

دھچی اور تفریح کا قدیم مرکز جو بہترین ہندوستانی ناٹک فلم دکھانے میں اپنا جواب رکھتا

ریولی انٹرپرائز

کے زیر انتظام اس وقت حیدرآباد و سکندر آباد میں انگریزی اور ہندوستانی فلموں کی نمائش کے لئے جدا گانہ شہرت اور مقبولیت
کے مالک اعلیٰ درجہ کی شین اور آرام دہ فریج سے آراستہ چھ بہترین سینما ہاؤس ہیں جن میں اعلیٰ اقسام کے ہر صفت موصوف اصلاحی اخلاقی
اور معاشرتی فلمیں پیش کی جاتی ہیں۔ اور جن کو امر اور روسا کی قدرا فرماؤں اور مسرتی نے نمایاں حیثیت دے رکھی ہے۔ اپنے شہر کے ان تفریحی مراکز کو ہرگز
فراموش نہ کیجئے

”قطرہ میثود دریائے نیل“



لوگ تھوڑی رتسم کو اس لئے پس انداز نہیں کرتے کہ وہ تھوڑی ہے جو کہ وہ کبھی بڑی رتسم کے مالک نہیں بن سکتے۔ دنیا میں قطرہ میثود سے

دریا اور پیسے سے روپیہ بنتا ہے۔
شخص خواہ وہ کتنی ہی قلیل آمدنی رکھتا ہو اگر ہر مہینہ کچھ نہ کچھ پس انداز کرنا رہے تو ایک روز دو لاکھ بن سکتا ہے۔ یہ الفاظ کتنے ہی تعجب انگیز معلوم ہیں مگر حقیقت سے خالی نہیں ہیں۔

ان لوگوں کی تقلید نہ کیجئے جو ہر روز اتنا ہی خرچ کر دیتے ہیں جتنا کہ پسند کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ایک منٹ بھی برے وقت کا مردار دار مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایک مطمئن اور پرسرٹ زندگی روپیہ خرچ کرنے سے نہیں بلکہ جمع کرنے سے بنتی ہے۔

آج ہی آپ کسی معمولی رتسم سے ہمارے سیونگ بینک میں اپنا کھاتہ کھول لے۔ اس مستقل ارادے کے ساتھ کہ آپ ہر ماہ اس میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوگی کہ آپ کی جمع کردہ رقم کو بڑھاتے ہیں بینک نے کس قدر اہم خدمت انجام دی ہے۔

دن کمرشل بینک لمیٹڈ

روبرڈ لائونگ

ٹیلوون نمبر ۳۳

عابد روڈ

نظم ہستی

از جناب علی اختر صاحب

دنیا کے گردش ایام سہ رہا ہوں میں تغیرات کی اک رو میں بہ رہا ہوں میں
مجھے ہے اپنی حقیقت سے اس قدر نسبت فنا نہ اور کسی کا ہے کہ رہا ہوں میں
حیات کیا ہے، فریب حیات کیا کیسے!

نجانے کون سے عالم میں رہ رہا ہوں میں

کھلی تھی شام کے سائے میں اک لطیف کلی دلوں میں ڈوبنے والی، نوائے ساز چمن
کلی نہ تھی کہ چمن کا، ہجوم رعنائی سرٹ کے ایک ہی نقطے پہ پھتا ضیا فگن
لطافتوں کا یہ عالم کہ جھومتی تھی گنا، پلار ہاتھ کوئی سا غر شراب کمن
عجیب لطف سے رہ رہ کے مسکراتی تھی نقاب اٹھائے ہوئے نو عروس بزم چمن
مگر سحر کو جو دیکھ تو کچھ نہ پوچھ نہ دیم! یہ شمع محفل گلزار بس سے تھی روشن
پڑی تھی خاک پہ راز حیات پائے ہوئے

فریب عشرت دوراں کے زخم کھائے ہوئے

وہ شمع جس کی دنیا سے ہجوم ظلمت میں نظر فریب تھا لیلائے شب کا حسن جبین
اُبل رہے تھے رباب نشاط سے نغمے کھنک رہے تھے سر بزم ساغر زریں
وہ رنگ و بو، وہ لطافت، وہ حسن نقش نگار کہ جس سے ہوتی کمال دانش چیں
حدیث عشق میں کھوئے ہوئے تھے پروانے جمال شمع تھتا بیگانہ رہتے کین
مگر وہ صبح کا عالم، ارے معاذ اللہ کسی زبان میں جس کے بیان کی تاب نہیں

رہیں سوج ہوا، اشت خاک تھی، پر تھے

نہ شمع تھی نہ شنگے، نہ ساز و ساغر تھے

یہ کیا نظام ہے! شد! بزم ہستی کا: نہ دل میں شان بصیرت، نہ آنکھ محرم راز
مذاق سیر بھی صبر آزمایہ ایسے میں: نہ ہو جو بازوئے خستہ میں طاقت پرواز
وہ غنچہ جس کے تبسم سے قبل پیش آئیں ہزار مرحلہ سخت و گردش ناساز
ہوا کی ایک ہی جنبش میں کچھ سے کچھ ہو جائے نہ رنگ و بو کا وہ عالم، نہ وہ جمال و طراز

کھلا کسی پہ نہ اب تک کہ ماجرا کیا ہے

اس انقلابِ بے بدل کا مدع کیا ہے



دان

جناب حکیم آزاد انصاری صاحب

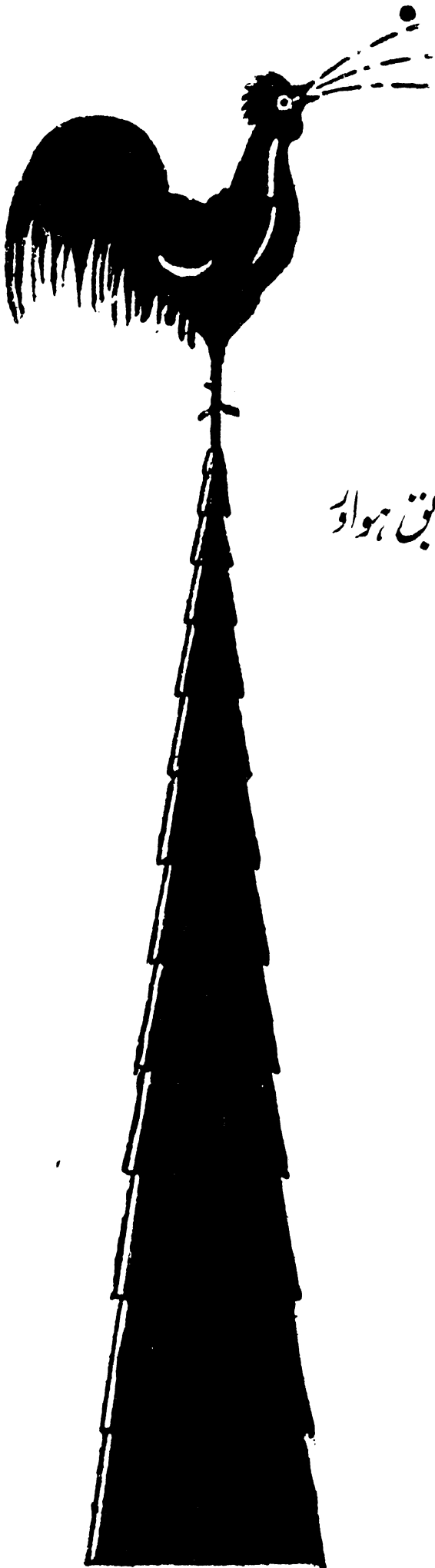
آؤ کچھ کوششِ فلاح کریں
 آؤ فکرِ مالِ کار کریں
 آؤ سعیِ ترقیات کریں
 آؤ دیکھ کی دولتِ تلاش کریں
 آؤ علمی نوا بلند کریں
 آؤ تا غایتِ مراد بڑھیں
 آؤ سعیِ نجاتِ ملک کریں
 آؤ جو مر رہے ہیں ان کو چلائیں
 آؤ اس دشتِ کوچن کو چائیں

آؤ کچھ باہمی صلاح کریں
 آؤ عزمِ خیالِ کد کریں
 آؤ غمخواری جیات کریں
 آؤ بابِ شفا تلاش کریں
 آؤ درہائے جہل بند کریں
 آؤ تا منزلِ مفاد بڑھیں
 آؤ فکرِ حیاتِ ملک کریں
 آؤ جو گر رہے ہیں ان کو اٹھائیں
 آؤ کچھ خدمتِ وطن کر جائیں

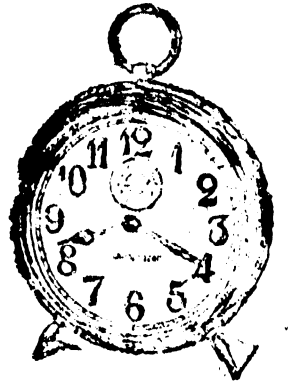
فرصتِ کارِ مفتنم جانو

مالو آزاد کا کہا مانو

کام کا موقعِ محفل سمجھو
 ورنہ بربادیاں اٹل سمجھو



خدمتگذاری کا انحصار
کفایت شعاری علم و تجربہ
پرنقص ہے



اور یہی راز بیس سال سے زائد ہماری کامیابی کا ہے
الارم والی گھڑیاں جو ہر ایک کے مذاق کے مطابق ہواؤ

جسکو
ہر شخص خرید سکتا ہو ہمارے

شوروم
میں موجود ہیں۔



ان میں سب اپنے پسند کی ضرورت خرید کیجئے۔

طسنس
جلال انڈسٹریز

ہیڈ آفس:- مدراس

تاجران اعلیٰ ٹریڈنگ و گورنمنٹ سپلائرز
شنگھائی - عابد روڈ جید راکاؤکن۔

مائش میں رکھنے کے قابل چینی کے
سلیپ
اپنے دستروان کی زینت کیلئے انقباض کیجئے



اے۔ ایس۔ عبد الفتار

کراچی اینڈ ٹوٹے امپوریم

سکندر آباد ٹیلیفون ۶۰۵

جمیل اسٹریٹ

سیاست کی زبان

جدید ادب کی تخلیق — الفاظ کے دھوکے

۱۷

جناب ہر القادری صاحب

گوارہ کیا جاسکتا ہے کہ دوسری ہی تقریر میں سابق تقریر کی ایسے عجیب و غریب انداز میں شرح کی جاتی ہے جس کو نہ تو "تائید" کہا جاسکتا ہے نہ "تردید" اور پھر لطف یہ ہے کہ اس دوسری تقریر میں دانستہ طور پر لفظی الٹ پھیر اور حنوی فریب کی کافی سے زیادہ گنجائش رکھی جاتی ہے زیادہ سمجھ دار لوگ کسی خاص موقع پر مقرر کی تقریر کا حوالہ دیکر ان سوچید کے ایفاء کی یاد دہانی کرتے ہیں۔ جو تقریر میں کئے گئے تھے لیکن مقرر بہت عشوہ گر کی طرح صاف مکر جاتا ہے، تمام دنیا کہتی ہے کہ آپ نے تو صاف طور پر وعدہ کیا تھا، وہاں سے جواب ملتا ہے کہ ہماری تقریر کے غلط معنی لے جا رہے ہیں، اول تو ہم نے وعدہ نہیں کیا تھا، اور اگر الفاظ کے کھینچ تان کو "موااعد" کی صورت دیدی جائے تو پھر ہم نے کچھ شرطیں بھی ملگالی تھیں۔ جن کے بغیر ایسے وعدہ کا تصور بھی حماقت ہے۔ مقرر کے اس جواب پر لوگ خاموش ہو کر رہ جاتے ہیں۔

سیاست کا لٹریچر کتنا پر لطف مذاق ہے!

ایک مذہبی ذمہ دار ہستی کی بارگاہ میں باریاب ہوتا ہے، وفد کا قیاد اپنے مقاصد بیان کرتا ہے، قومی سے قومی دلائل اور وضع سے واضح براہیں پیش کئے جاتے ہیں۔ وہاں ایک تبسم ناز کے بعد زبان میں ساز اس طرح گویا ہوتی ہے:-

ہم نے وفد کے مقاصد کو دلچسپی کے ساتھ سنا، ہم کو آپ کے

دور حاضر کی سیاست نے جہاں دماغوں کے لئے غور و فکر کی پیچیدہ راہیں پیدا کر دی ہیں، اور ذہنیوں کو ایک ایسی فضا میں پہنچا دیا ہے، جو سمجھ میں نہ آنے والی صداؤں سے لبریز ہے، وہاں ایک ایسی عجیب و غریب زبان اور جدید ادب کی تخلیق کیا ہے، جس کو جتنا زیادہ سمجھا جائے اتنی ہی زیادہ پیچیدگیاں اور الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ بڑے بڑے سیاستدانوں کی تقریروں کو پڑھنے تو آپ کو جتنے الفاظ، محتاط اسلوب بیان، خوشنما مگر ٹھوس ترکیبیں نظر آئیں گی لیکن تقریر پڑھ چکنے کے بعد جب آپ اپنے دماغ کی قوت فہم و ادراک کی طرف متوجہ ہوں گے تو آپ کو جواب ملے گا:-

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"

یہی لاہوتی تقریریں "اخبارات میں موٹی موٹی سرخیوں اور جلی عنوانات کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں، اخبارات میں ان پر نقد و تبصرہ کیا جاتا ہے اور انہی تقریروں سے کسی حکومت، انجمن یا ادارے کی پالیسی متعین ہوتی ہے، حالانکہ ان تقریروں کو ایک شخص بھی اچھی طرح نہیں سمجھتا جس کو خوش قسمتی سے کچھ اتنا تاویل جاتا ہے، تو وہ

"کال را کہ خبر شد خبرش باز نیاد"

کے مصداق مقرر کی پالیسی کے آگے دم بخود ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس "لا اوریت" اور مطالب و مقام کی "بھول بھلیوں" کو کسی کیسی حد تک اگر برداشت بھی کر لیا جائے، تو مقرر کی اس "معنوی قلابازی" کو کس طرح

مقاصد کیساتھ ایک حد تک سہروردی ہے، ہم ذمہ دار عہدیداروں سے دریافت کرنے کے بعد آپ کے مفاد پر غور کریں گے، لیکن ہم آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتے۔ اور ہم یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ آپ کو کب تک ہمارے جواب کا انتظار کرنا پڑے گا۔ آپ لوگوں کو حکومت کی مشکلات کا بھی خیال کرنا چاہئے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں آپ کے مقاصد حکومت کے مقاصد سے متصادم تو نہ ہوں گے۔

اب وفد کے ارکان میں اس جواب پر مباحثہ ہوتا ہے۔ ایک رکن: ”مٹھی ہمارے مقاصد کو دلچسپی کے ساتھ سنا گیا، امید کی جھلک تو نظر آتی ہے۔“

دوسرا رکن: ”اور اظہار سہروردی بھی تو کیا گیا ہے“

تیسرا رکن: ”مقاصد پر بھی غور کیا جائے گا۔“

چوتھا رکن: ”معاف فرمائیے! آپ تینوں صاحبان خاک نہیں سمجھے، پیسے رکن کو ”دلچسپی“ کے لفظ نے دھوکے میں ڈال دیا۔ اور دوسرے ”اظہار سہروردی“ کے فریب میں مبتلا ہو گئے، اسے بھائیو!

ایک حد تک ”پر بھی غور کیا“

پانچواں رکن: ”آخری جملے تو مایوس کن سے ہیں، مگر الفاظ کی احتیاط بنانی ہے کہ ہمارے مقاصد کا یقیناً گہرا اثر پڑا ہے۔“

جس طرح شعراء مشق کی لکھی ہوئی زلفوں کو نہیں سنا جاسکے، بالکل اسی طرح ارکان وفد جواب کا کوئی صحیح مفہوم متنبہ نہیں کر سکتے۔

سیاست کی زبان کستھ ”دلچسپی“ ہے!

تقریر کا طلسم کسی کونسل میں کسی مسئلہ پر گرم بحث ہوتی ہے، حزب اختلاف کے ارکان کے تند و تیز فقرات

پر صدر کو بولنا پڑتا ہے۔ کونسل مال تالیوں، تہنہوں اور چٹختی ہوئی انگلیوں کی آوازوں سے گونج جاتا ہے، آخر میں ایک صاحب اٹھتے ہیں اور مخالفین پر غصہ و نفرت کی نظریں ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”معزز ارکان بڑے جوش کا اظہار فرمایا ہے، لیکن

وجوش اور غصہ سے دلائل کی اہمیت میں کوئی اضافہ

نہیں ہوتا۔ مگر میں بہ ہر حال اس جوش کی قدر کرتا ہوں

اگرچہ مجھے اس جوش نے تکلیف بھی پہنچائی ہے حکومت پبلک کے جذبات کا ہر وقت احترام کرنے کیلئے تیار ہے، مگر کسی چیز کے احترام اور اس کے تسلیم کرنے میں بہت فرق ہے، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ زیر غور اسکیم میں آپ کے مقاصد کیلئے رعایت رکھی جائیگی، مگر یہ رعایت ان حدود سے تجاوز نہ ہوگی جو شاق ثانی میں درج ہیں۔ شاق میں انصاف ہے کہ کسی طرح کی ترمیم نہیں ہو سکتی، لیکن کیا عجیب ہے کہ جب اسکیم کے چلانے کا وقت آئے تو شاق میں کوئی جزوی ترمیم کر دی جائے، لیکن یہ ترمیم حکومت کے اعلیٰ ترین افسر اور ذمہ دار رکن کے خیال کے مطابق ہوگی۔ آپ لوگ مطمئن رہیں آپ کی بات سنی جائیگی اور آپ کو کسی نہ کسی حد تک مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے گی بشرطیکہ حالات نے اجازت دی“

اس ”تقریر دلیلیہ“ کو پڑھیے اور بے اختیار حجب و گریبان کی دھجیاں اڑا دیجئے، مسکرائیے۔ ہنسی، تہقیر لگائیے، اور پھر:۔

اشک دشت بھری آہ سے سوکھیں دریا

مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن پانی میں

جگرہ جانیئے۔ اگر آپ کی سمجھ میں کچھ نہ آئے، تو اپنے سر کو کسی دیوار سے ٹکرا دیجئے، لیکن ”سیاسات“ کے اس لقی و دق محرم میں آپ کو کوئی دیوار بھی نزل سکے گی، اور اگر تھوڑا بہت مطلب سمجھ میں آجائے تو خاموش رہیئے، غیجہ، ناشگفتہ، سے بھی زیادہ خاموش۔! کیونکہ:۔

محبت میں افشائے راز شدید ترین جرم ہے

سیاسی تقریریں آہ کتنی فریاد ہوتی ہیں!

الفاظ کے دھوکے یہ اسی ادب کے مخصوص جملے اور الفاظ ہیں جو

اپنی جگہ فریب کے طلسم اور دھوکے کے گورکھ دہند

ہیں ان میں سے چند یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

”اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی“

اس جملہ کو کہہ کر آپ ہالیہ سے زیادہ بڑا جھوٹ بول سکتے ہیں، جو چاہے

فرمایئے، جو دل میں آئے کہے جانیئے، دانستہ طور پر جھوٹ کے انبار

لگا دیجئے کوئی ”متہمدن“ انسان آپ پر الزام دروغ بانی نہیں لگا سکتا

اور اگر کوئی ”خیر مہذب“ چس پٹاخ کرے تو فرما دیجئے کہ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا :-

”اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی“

میں تو اس کے بعد تمام دروغ بافیوں اور غلط بیانیوں پر بری ہو چکا۔ ”میرے الفاظ کے غلط معنی لئے جارہے ہیں“

اس جملہ کو کہہ کر آپ اپنے کہے ہوئے تمام الفاظ کی تردید کر ڈالئے ”نہیں“ کو ”ہاں“ اور ”سید“ کو ”تیا“ بنا دیجئے، بیدریغ تھیلی پر سرسوں جھالیئے، اور طمانیت قلب کے ساتھ پانی کی موجوں پر سرفراغ محل کھڑے کر دیجئے، لوگ کچھ کہیں ”آپ کی رائے“ سب کو بیوقوف جاہل اور کم فہم سمجھے اور بدستور کہے جلیئے۔

”میرے الفاظ کے غلط معنی لئے جارہے ہیں“

الفاظ آپ کی زبان سے نکلے ہیں، آپ ہی انکا صحیح مفہوم سمجھتے ہیں۔

”اگر حالات نے اجازت دی“

کرکری وندہ کا ایفاء نہ کیجئے، جب تک آپ کے مقاصد پورے نہیں ہوتے آپ کے حالات، آپ کو اجازت کیوں دینے لگے، اگر کوئی کہے تو انکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ دیجئے کہ میں نے صاف طور پر کہہ دیا تھا۔

”اگر حالات نے اجازت دی“

رے حالات نے مجھے اجازت نہیں دی، اسلئے مجھ پر وندہ پورا نہ کرنے کا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔

”ایک حد تک“

یہ کڑا اثر اکاٹا مہ ہے، اکثر غلط استعمال ہوتا ہے، اور اس سے خوب کام نکلتا ہے آپ بھی سے یہ کہہ کر :-

”میں ایک حد تک آپ سے ہمدردی رکھتا ہوں“

اس شخص کے ساتھ قطعاً ہمدردی نہ کیجئے بلکہ اٹھا اُس کو تباہ کر ڈالئے وہ بڑبڑاتا ہو تو آپ مسکرائیئے وہ گردہ ہو تو اسکو ٹھکرا دیجئے، وہ آپ سے کاٹنا نہ لائے کی درخواست کرے تو آپ اُس کو نیز سناشتہ چہرہ دیجئے، اس لئے کہ آپ نے اس سے ”کال ہمدردی“ کا نہیں، بلکہ ”ایک حد تک ہمدردی“ کرنے کا وندہ کیا ہے۔ لہذا سیاست کی نگاہ میں آپ بے قصویں۔

کسی امیدوار نفل و کرم سے

”اگر ممکن ہو تو میں آپ کی امداد کروں گا“

کہہ کر آپ اُس کی قطعاً مدد نہ کیجئے، آپ کا بس چلے تو اُس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر دیجئے آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ آپ نے ”بشرط امکان“ اُس کی امداد کا وعدہ کیا تھا۔ جب شرط ہی پوری نہیں ہوئی، تو ”شرط“ کا ذکر ہی کیا!

”اگر“ ”لیکن“ ”بالفرض“ ”غالباً“ ”سجداً امکان“ ”بشرط صحت“ وغیرہ اسی قبیل کے الفاظ ہیں، جن کے معنی ادب و زبان کی لغت میں کچھ اور لکھے ہیں، اور سیاست کی لغت میں ان کا مفہوم کچھ اور ہے۔ جب کسی وعدہ کے سلسلہ میں ”غالباً“ کہا جاتا ہے، تو اُس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ :- یقیناً ایسا نہیں ہوگا۔

دستور اور معاہدے

زبان دیکھئے، تو طلسم اور زیادہ واضح

طور پر نظر آئے گا۔ ایک جملہ بھی آپ کو ایسا نہ ملیگا جس کے ”ایک“ معنی متعین کئے جائیں۔ ہر دفع میں تاویلات کیلئے کافی سے زیادہ پچک رکھی جاتی ہے، اور ہر ضابطہ کی عبارت پر ”اگر“ اور ”مگر“ ”چنیں اور چنیاں“ کے اتنے نقاب ڈالے جاتے ہیں، کہ ان رنگین پردوں میں نگاہ بھٹکتی ہوئی پھرتی ہے۔ الفاظ بظاہر بہت سادہ ہوتے ہیں لیکن اس سادگی میں نیت کی تصنع اور ضمیر کی بناوٹ کا دریا متموج ہوتا ہے جب ان آئین و صنوا بط پر اعتراض کیا جاتا ہے، تو اُس کی تشریحات کی جاتی ہیں، یہ تشریحات، بلکہ کواور زیادہ انجمن میں ڈال دیتی ہیں، یہ تشریحات اس بچہ کے سوال سے ملتی جلتی ہوتی ہیں جس نے اپنے باپ سے کہا تھا :-

”ابا! آپ نے لڑو دینے کا وعدہ کیا تھا“

باپ نے جواب میں کہا :-

”بیٹا! میں نے کہا تو تھا مگر طلوع آفتاب کا منظر“

خود ایک خواب شیریں ہے۔

بچہ جواب سے مطمئن تو نہ ہوا، لیکن اس کے جذبہ نے غور و فکر کی شکل اختیار کر لی، جو الفاظ کے طلسم میں گم ہو کر رہ گیا۔

میں بڑے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں، کہ یہ تمام الفاظ اور جملے اراداً استعمال کئے جاتے ہیں، نیت کے فریب اور دلوں کی کجی بچہ چھپانے کے لئے یہ خوشنما بیٹیاں تیار کی جاتی ہیں، سیاسی ادب و زبان کا

”اس سال مسلمان واپس جائیں، وہ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے
ہاں سال آئندہ زیارت کر سکتے ہیں، بشرطیکہ صرف تین دن
زائد قیام نہ کریں، ہتھیار لگا کر نہ آئیں، صرف ایک تلواریں لے سکتے
ہیں وہ بھی غلاف میں“

لاٹائی دس سال تک موقوف رہے، دوست و دشمن
آپس میں مل سکتے ہیں لیکن اگر کوئی قریشی بغیر اذن نہ
چلا جائے تو واپس کر دیا جائے گا، مگر جو شخص مدینہ سے مکر چلا
آئے وہ واپس نہ ہوگا“

عرب کے قبیلہ کا جی چاہے خواہ قریش سے معاہدہ کر لیا
محمدؐ دار و اضلاعہم الضمان سے کچھ روک ٹوک نہ ہوگی۔

کیا اس صلحنامہ میں ایک لفظ بھی ایسا ہے جس کی تاویل کیجاسکے، یا جس کو
مختلف معنی پہنائے جاسکیں، صاف صاف باتیں، سیدھے سادے جملے
نہ کوئی ثروا لیدگی اور نہ کوئی ابہام، ایک جاہل سے جاہل شخص بھی اس صلحنامہ
کا وہی مفہوم سمجھ سکیگا، جو مفہوم ایک عالم اور فکرمند کے ذہن میں آئے گا، صلحنامہ
کا لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے، سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے اس صلحنامہ کے لفظ لفظ کی کس طرح پابندی کی، اسکا صحیح حال
اس واقع سے معلوم ہوگا کہ جس وقت صلحنامہ لکھا گیا، عین اس وقت
سمیل بن عمر کے صاحبزادے ابو جندل جو شرف بہ اسلام ہو چکے تھے، اور
اسلام قبول کر نیچے جرم میں کفار قریش کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے
بھاگ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور سرکار کے سامنے زمین پر
گر کر اپنے زخم دکھائے، ابو جندل کا ننگدل باپ اٹھ کھڑا ہوا، اور زخمی
بیٹے کے منہ پر طمانچہ مار کر اس نے کہا:-

”محمدؐ! صلح کے مطابق اس لڑکے کو جو کہ سے بھاگ کر

آیا ہے میرے حوالے کر دو“

ابو جندل نے ہلک بھلک کر آہ و زاری کی:-

”یا رسول اللہ! کیا مجھے پھر مشرکین کی طرف لوٹا دیا جائیگا“

بڑے سخت امتحان کا وقت تھا، ایک طرف صحابہ کرام کی بے چینیاں تھیں،

اور دوسری طرف ابو جندل کے زخموں سے بہتا ہوا خون تھا، لیکن معلوم

ہے کہ سرکارِ دو عالم نے کیا جواب دیا:-

”اے ابا جندل! صبر کر خدا تجھے اور تیرے ساتھ مستحقین

سارا اطلسم اسی مقصد کے لئے تعمیر ہوتا ہے کہ دروغ کو فروغ حاصل ہو
منافقت اپنا کام کر سکے اور مصلحت و حالات کے اعتبار سے جس لفظ کو
جو بھی چاہیں معنی پہنچا دیئے جائیں، اور جس جملہ کی جیسی ضرورت ہو، اسکے
مطابق تاویل کیجاسکے۔

جھوٹے مدعی | آج تمام دنیا میں ہی ہو رہا ہے، اور یورپ اس ”بدعت“
کا امام ہے۔ مثال کے طور پر ”تخفیف اسلحہ“ کی کانفرنس

کو لیجئے، جن میں قریب تمام حکومتوں کے نمائندوں نے گلے بھاڑ بھاڑ کر اور
گردنیں ہلا کر تخفیف اسلحہ کی تجویزیں پیش کیں، کتنی کمپیاں قائم ہوئیں، کتنی
دفعات مرتب ہوئیں، کتنے تقریریں کی گئیں، لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ الفاظ
کا طیسر زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکا، تجاویز پیش کی گئی تھیں اسلحہ کی تخفیف کی
اور ہوا یہ کہ اسلحہ میں اس قدر اضافہ کیا گیا کہ گزشتہ دور کی تاریخ اسلحہ کی اس
زیادتی کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اسلحہ کی اس زیادتی نے اٹلی کو
ابھارا، جس نے حبش کو اپنے آہنی چنگل میں آخر درجہ ہی لیا۔ جاپان نے
چین پر حملہ کر دیا اور آج مشرق کا ایک حصہ دہوئیں اور خون کے طوفان میں
غرق ہو رہا ہے، اسی قوت نے فلسطین کے ٹکڑے کر دیئے، اور کیا خبر
ہے کہ یہ فتنہ جنگ کے کتنے آتش نشانوں کو حرکت میں لا کر دم لیگا۔

اٹلی کو ب نے مجرم بتایا، اور واقعی وہ مجرم ہے بھی، مگر وہ ریاست
کی اسی زبان میں اپنے کو ”بیگناہ“ ثابت کر رہا ہے، جس زبان میں بہت
سے اپنے کو ”موصوم اور بے خطا“ بتاتے رہتے ہیں، بہر حال موجودہ
سیاسی ادب نے بعض خوشگام اصطلاحات کا تو ضرور اضافہ کر دیا ہے، مگر ساتھ
ہی اس کی بدولت بہت سے خوفناک فتنوں کا دروازہ کھل گیا ہے، اور
اس زبان کے بولنے والے کا ”دل“ اس کی ”زبان“ کے ساتھ شاذ و نادر
ہی متفق ہوتا ہے۔

آپ نے موجودہ سیاست کے معاہدوں، تقریروں، اور دستوروں
کا حال دیکھ لیا، ہم خانہ سے قبل ایک ایسے صلحنامہ سے آپ کی نگاہوں کو
روشناس کرانا چاہتے ہیں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل معرض وجود
میں آیا تھا، اور جس پر انسانیت کی تاریخ کو ناز ہے۔

صلح حدیبیہ | یہ صلح حضرت سیدنا محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
کفار قریش کے مابین ہوئی تھی، صلحنامہ کی شرطیں حسب ذیل

تھیں:-

کو اس مصیبت سے نجات دے گا تب ہم معاہدہ کر چکے
بدعہدی نہیں ہو سکتی۔

یہ ہے اسلام کی سیاست اور پیغمبر اسلام کی مصلیٰ نہ زندگی کی ایک
جھلک! اگر اس داستان کو طول دیا جائے تو ضخیم دفتر بھی اس کے لئے کافی
نہیں ہو سکتے۔

شرم لڑا، تہذیب نو خوبی اور تمدن حاضر کے کمال! سیاست کے
تبانِ عشوہ ساز! شرم سے پانی پانی بوجھاؤ، کہ تمہارے فطری دھوکے دنیا کو جہنم
بنائے ہوئے ہیں۔

ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ اشتراکیت، فوضویت، اشتمالیت اور فاسیت
کی تحریکوں سے دنیا کو کبھی امن نصیب نہیں ہو سکتا، دنیا کے زخمی دل پر اسلام اور
صرف اسلام ہی سکون کا مرہم رکھتا ہے، وہ اسلام جس کے قانون میں منافقت
اور فریب بدترین گناہ ہے، جہاں دل اور زبان ایک ہوتے ہیں، جس کی
جمہوریت تمام خانہ ساز جمہوریتوں سے زیادہ بلند اور اعلیٰ ہے، جس کے بنائے
ہوئے قانون میں نہ بادشاہ کے لئے کوئی لچک ہے اور نہ دولتمند کے لئے کوئی
رعایت! اسلامی حکومت کے خلیفہ کو ایک بڑھیا ٹوک سکتی ہے، ایک بچھا

حال راگیر اس کا دامن پکڑ کر اپنا حق طلب کر سکتا ہے، اسلامی حکومت کا کلٹر
جب خلیفہ کے رہنے والوں سے خراج وصول کرنے کے لئے جاتا ہے تو شکست
خوردہ کفار اس کے طرز عمل کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھتے ہیں۔

”زمین و آسمان اسی انصاف کے سہارے قائم ہیں“
دنیا کو اختیار ہے، خواہ وہ برائی کو قبول کرے، یا نیکی کو، اندھیر
میں رہنا پسند کرے، یا ظلمت میں۔

کاش! توپ کی گرج، پیاؤ کے نعموں اور جام و ساغر کی کھنک
میں میری کمزور آواز نہ سنی جاسکے۔

قطعہ تاریخ ساگرہ مبارک

از جناب یہ کاظم علی صاحبزادہ

مبارک کو چشمن اصفیٰ
سرور و عجب شام آب نگاہ
پرفیض آتش قبول چشمن تابناخ
مست از عجب آب و عسل و عسل
یہ تاریخ مبارک

یاد رکھیے ہماری نوکری دوسری شہر ہے نہ ہیڈ آفس بلکہ یہ ہی ایک دوکان ہے۔



ایس ایم۔ لقمان چشمن عینک ساز
(خلف ڈاکٹر ایچ۔ ایم سلطان صاحب چشمن عینک ساز شاہی)
عینک کے خریداروں کیلئے امتحان مفت
ہمارا پتہ یاد رکھیے
تیار کرنے کا خاص انتظام
دیگر ڈاکٹر کے لئے کے مطابق عینک

زیدی کو بھی بس اسٹانڈ سلطان بازار بدلو



از جناب صاحبزادہ مکیش (عثمانیہ)

بادہ شوق نہیں عشق کے پیمانوں میں	لطف سجدہ نہیں تنہیل کے بت خانوں میں
کیفِ رومان نہیں زبیت کے افسانوں میں	جوشِ ارمان نہیں شوق کے کاشانوں میں
میری آشفۃ فراہی سے لیشیاں نہ رہو	سوختہ جاں نہ رہو، سوختہ ساماں نہ رہو
کھکھے کھکھے سے ہوئے یوں بگرے مان نہ رہو	میں اگر دوسرے ہوں تم سے تو پریشاں نہ رہو
بے خود حوسن فراموش ہی رہتے دو مجھے	جوشِ ناز نہیں خاکوش ہی رہتے دو مجھے
خوگر رنج ہوں غم کو ش ہی رہتے دو مجھے	میں جو روپوش ہوں روپوش ہی رہتے دو مجھے
حسنِ افسرہ ہوا دکا گراں جاتی میں	کشتیِ ناز ہے عشق کی طغیانی میں
چشمِ مخمور رہیں، محو در افشانی میں	میں بھلا دیکھ سکوں تم کو پریشانی میں
بزمِ رنگین میں اپنی نہ بلا و مجھ کو	حسن کے کیف سے بے خود نہ بناؤ مجھ کو
آپ بیتی کی حکایت نہ سناؤ مجھ کو	اب نہیں چھڑیں لذت نہ سناؤ مجھ کو
دل پہ امید کا ہر نقش جواب آسا ہے	لذتِ شوق کا ہر لمحہ ستم افزا ہے
یہ غلط ہے کہ ہر آنکوش تنہا واسے	نو گرفتار بلا ہوا بھی دیکھا کیسا ہے
چشمِ خونبار میں وہ شوق تماشا نہ رہا	دلِ بے تاب میں وہ جوشِ تمنا نہ رہا
مئے ویدار میں وہ نشہ ہیبا نہ رہا	تم مناؤ تو میں من جاؤں اب ایسا نہ رہا
یقدرت کے بنائے ہوئے شہہ کار ہو تم	ارضِ تاریک پہ فردوس کے انوار ہو تم
مانتا ہوں کہ ہمیشہ سے وفادار ہو تم	کیون مری یاد میں لذت کش آزار ہو تم
چاہتا ہوں کہ مرا پاس نہ ہونے پائے	مرے جذبات کا احساس نہ ہونے پائے
لذتِ یاس میں ہوں آس نہ ہونے پائے	مجھ کو یہ عہدِ کرم راس نہ ہونے پائے

بھول جاؤ مجھے کیون یاد کیا کرتے ہو

تضمین

(برغزل مولوی سید امین الحسن صاحب لٹل ناظم اول دیوانی بلدہ)

(از حضرت حسن مارہروی)

میں ہوں رقیب سب کو رقابت مجھی سے ہے | ہو بالکنا یہ یا بہ صراحت مجھی سے ہے
شے اگر نکاش حقیقت مجھی سے ہے | ان کو جو التفات کی عادت مجھی سے ہے
گو یا زمانہ بھر کو شکایت مجھی سے ہے

مانا کہ جاں نثاروں میں آنکھ ہے اک جہاں | بالفرض ان کے دل میں کوئی اور ہے نہاں
لیکن حیرتِ ظن ہے کسی اور کو کہاں | وہ سادگی سے بزم میں ہیں مجھ پہ مہرباں
میں یہ سمجھ رہا ہوں محبت مجھی سے ہے

عاشق کوئی امیر ہو کس کا کہ ہو غریب | پریشانی نہیں کسی کی رہے دور یا قریب
ہو آشنائے کہ غیر نگہباں ہو یا رقیب | اور دل سے کچھ غرض نہیں اللہ سے نصیب
اس فتنہ خو کو ہے جو عداوت مجھی سے ہے

باتیں بنا بنا کے یہ ایک بات پائی ہے | مل جل کے باہم اُن سے طبیعت ملائی ہے
ترکیبِ راہ و رسم کی ہم نے بتائی ہے | میرے ہی عشق نے انہیں نرمی سکھائی ہے
آغ از کار و بارِ عنایت مجھی سے ہے

چرچا جو میرے مرگِ مفاجات کا ہوا | پہلے تو شک پھر ان کو یقین جب ذرا ہوا
یوں بعد مرگِ حق عبادت ادا ہوا | وہ قبر پر کھڑے ہوئے کہتے ہیں کیا ہوا
مجھ کشتہ الم کی عیادت مجھی سے ہے

نازک مزاج حد سے سوا بالیقین ہے وہ | ظاہر ہے صاف ادا سے کہ چین جربیں ہے وہ
مجھ کو غرض کسی سے اگر خشکیں ہے وہ | میری نگاہِ شوق سے برہم نہیں ہے وہ
میدانِ حشر میں یہ رعایت مجھی سے ہے

گلگشتِ باغ میں ہو کہ نہ صرف شغلِ مے | اس کو غرض کسی سے نہیں ہے یہ بات طے
درباں کی کیا بساط ہے ہمارا کیا ہے شے | مغل طرازیوں کا ہے گردِ ذکر مجھ سے ہے
دشمنِ فریبیوں کی حکایت مجھی سے ہے

ہے لذتِ ستم کا سوا میرے کس کو ذوق | گردن ہے میری اور محبت کا اس کے طوق
کیوں امتحانِ ضبط میں احسن کو ہونہ شوق | لٹل نہیں وہ غیر سے صبر آزمائے شوق
اس حیلہ جو کی ساری مناسبت مجھی سے ہے



کرنٹ اکونٹ سیونگ بینک

۳ فیصد روزانہ بقایا پر ۴ فیصد روزانہ بقایا پر

فکسڈ ڈپازٹ

شرح سود ریانت کیجئے

ہر کھاتہ میں بلا کسی فیس کے کھاتہ کھولا جاتا ہے۔

منصب اور وظائف

خزانہ عامہ سرکار عالی سے حاصل کر کے حربہ ہش

ایصال و جمع کئے جاتے ہیں

طلائی و تقروی زیور

دیگر قابل اعتماد کفالتوں پر قرض دیا جاتا ہے۔

سرکار عالی کے پرمیری نوٹس واجبی نرخ پر خرید و فروخت کئے جاتے ہیں۔

طلائی و تقروی دیورات واجبی نرخ سے خریدے جاتے ہیں۔

اضلاع کے اصحاب

ہمارے ذریعہ علاقہ انگریزی کو منی آرڈر و پارسل وغیرہ آسانی روا

کر سکتے ہیں۔ منی آرڈر وصول ہونے پر نوڈا بہ نرخ وقت اور تبدیل

سکہ نشاندہ مقام پر روانہ کر دیا جائیگا۔ اسی طرح علاقہ انگریزی کے

منی آرڈر پارسل یا وی پی پی ہم وصول کر کے روانہ کر دیں گے۔

حالی و کلدار کا تبادلوں اور ممکنہ سہولتوں کے ساتھ بینک کے تمام کاروبار انجام دے جاتے ہیں

منالال اونکارل بینکرس

حیدرآباد دکن

فون ۵۳۲۱

اسٹیشن روڈ

قصیدہ مدحیہ تقرب سالگرہ مبارک

از جناب محمد عبدالسلام صاحب ذکی بی اے (عثمانیہ)

مبد رفیع میں جتنا ہو خدا سے لے لو	مانگئے والو اٹھا ہاتھ دعا سے لے لو	اہل جاپان سے لو شاہ پرستی کا سبق	درس حربی اہل دلا سے لے لو
ساز لو شمع سے اور سوز لو پروانے سے	اور حیاتِ ابدی آبِ بقا سے لے لو	سیکھو سوجوں سے عباد ہو کے ہم طمانا	اور کچھ درس و فاعلِ وفا سے لے لو
حسن اور عشق سے لو بنجو دی اور کیف و سحر	فرحت انگیزی دل باد صبا سے لے لو	عافیت اور خوشی گلشنِ فردوس سے لے	صحت ملک کو قانونِ شفا سے لے لو
مہرِ بخش سے چمک اور گہرِ دریا سے	ستی بارہ کی تاثیر ہوا سے لے لو	اور افلاک سے لو طلس و دریا و حریر	چتر کلکار کو اکب کی سبھا سے لے لو
زنگِ زینبے فلکِ حسنِ بیاں کی خاطر	شفقِ شام کی رنگینِ فضا سے لے لو	لے لو اقبال کو یورپ تو ایراتِ حشم	جوشِ بہت عزتِ بیاں کی اداس سے لے لو
پانی کو تر سے تو جنت سے نسیمِ جان بخش	انہیں ہم کو گلِ ترکی ادا سے لے لو	شاہ کی سالگرہ کی مبارک تقریب	خرمی آج مسرت کی فضا سے لے لو
خوابِ شیریں لو غسل سے تو گلوں سے خوشبو	اور نجات کو بیل کی نوا سے لے لو	تم سے ہو سکتا ہو کر شاہ کے احسا کا خا	مینہ کے قطروں کی ہمت کی گھٹا لے لو
پر پرواز لو پر لیل سے سیماں سے تخت	طرزِ تقریر کو سوسنی کی ادا سے لے لو	مانگو غمِ خضریٰ حضرت عثمان کے لیے	اور تاثیر دعا لطفِ خدا سے لے لو
فصلِ گل سے لو منو اور سیما سے نفس	جتنی رعنائیاں ہو گل کی قبا لے لو	جب ملک مدہ رہے محتاجِ عطا و خیر	جب ملک مہر کے پر تہ سے ضیا کو لے لو
اہن کیے سے مدینے سے نویدِ برکت	سازگی گلشنِ رضواں کی ہوا لے لو	جب ملک وصل بہار سے گلشن کی منو	جب ملک پھول کو اغوشِ صبا لے لو
علمِ اسرارِ حیاتِ ابدی کے ہیں جو درس	حضرتِ خضر کے پیغامِ بقا سے لے لو	جب ملک چرخِ بریں میں منور انجم	جب ملک ہزین نور سے لے لو
ساحلِ بحر سے کردار لو خوداری کا	غمِ دپام روی پیار کی اداس سے لے لو	زیرِ فرمان رہے جو وقت ملک شاہ کے	انے کی مقصد دلِ فضلِ خدا لے لو
	نکر کیے نہیں دنیا کی سفاک کافراں	گو ہر جود و کرم دستِ عطا سے لے لو	



از
جناب محمد حبیب ضا اوج منتظم بی بی سی (دہلی)

سارے عافیتِ شاہجہاں میں جو پلی
پیارے اسکا زمانے نے رکھا اردو نام
اپر تھی نظر غیاثِ ملوک و شاہان
اسکی نظروں کا ہوا ایک زمانہ گھاس
رفتہ رفتہ ہوئی پردیسوں کی بھی یہ جیب
لیں جو شہرت نے بلا میں تو اثر نے صدقے
اسکے عشاق میں سنتے تھے ولی کا ہم نام
”جان“ صدقے گئی ”بگیم“ نے بلا میں لے لیں
اور ”دوس“ نے بھی حکمت سے سنبھالا اسکو
”سوز“ کو کرب میں بھی نیند اسی سے آئی
اور سعادت کو بھی ”رنگین“ بنایا اسنے
اس سے ہی عشق کا سودا نے خریدا سودا
اور شہرت پہ ”امید“ اس سے ہی غالب آیا
اور شاہی کے زمانے میں یہی تھی ہم راز
اور اکبر نے بھی ہنس نہس کے ہنسایا ہمارے
لگلیا انکو جواب اس میں ہی اللہ سے بھی
آج گردش میں کہیں کل کو کہیں ہوتا ہے
آخرش ایک گردہ ہو گیا اس کا بھی رقیب
تا کہ میں رہتے تھے لے لے کے چھری زہر بھی

ایک معصوم صفت بھولی سی نازک لڑکی
تھی یہ مجبوندہ اطوار و اوصاف تمام
کچھ دنوں لکھنؤ دہلی میں رہی یہ زبان
بڑھتے بڑھتے یہ سہ نو ہوا بدر کا مل بڑ
اس کے گردیدہ ہوئے ساسا میر اور غریب
ایک عالم میں لگے ہونے اسی کے چرچے
ہر کہ و میر اسے جھک جھک کے کیا کرتے سلام
اس کے اطوار پر ہر دل سے دعائیں نکلیں
میر نے اپنی غویبی میں بھی پایا اس کو
”درد“ نے درو میں راحت بھی اس سے پائی
آتش عشق کو آتش کے بھایا اسنے
اپنی شہرت کا ہے ممنون اسی سے انشاء
”ذوق“ نے اس سے جوان بخت کا ہلا باندھا
تھی غریب لوطی میں یہ ظفر کی دمساز
چند دن جاتی نے رور کے رلایا ہے اسے
اس سے ”شکوہ“ کیا اقبال نے اللہ سے بھی
لیکن اک رنگ زمانے کا نہیں ہوتا ہے
ساتھ قسمت بھی زمانے کا دے کیس کے نصیب
ظاہری دوست تھے پر دل میں عداوت تھی بھری

اس کی ناموس شہرت کے ہوئے یہ درپے
 غیر تو غیر تھے اپنوں نے بھی منہ موڑ لیا
 خار کی طرح سے آنکھوں میں کھٹکتی تھی یہ
 حق میں دشمن کے بھی تنب دیکے دعا وہ نکلی
 را کھڑاتی ہوئی آخر وہ دکن میں پہنچی
 سایہ عاطفت شاہ میں آئی آخر
 ہو کے بیمار وہ تہمتیں مسیحا آئی
 اسے خوش اردو کہ تو آدمی در محفل مسا
 شاہ کے دست سیمایا ہوئی پھر زندہ
 اس کے سوئے ہوئے قوم جگائے شہ نے
 بنکے دلہن وہ ہوئی محفل فن کی زینت
 ”جامعہ“ اعلم کے گلشن کا وہ رنگین پودا
 معدن علم و ہنر کان غمیل و حکمت
 آج ہے جس سے روان علم و عمل کا سیلاب
 جیہ اللہ کی رحمت کا اثر طاری ہے
 اپنی تقدیر پہ نازاں ہوا ہے اردو زبان
 شکر کر آج ترے درپے ہے شہرت کا ہجوم

برسر رہا سے رسوا کیا چپکے چپکے
 اس سے رشتہ کوڑا غیر سے جھٹ جوڑ لیا
 خانہ بردوش ہی ہر جا پھٹکتی تھی یہ
 چوٹ کھائی ہوئی ناگن کی طرح وہ نکلی
 خوش نصیب تھی کہ اس رشتہ چین میں پہنچی
 اس کی قسمت تھی ظل اللہ میں آئی آخر
 ”یوسف ثانی“ کے حاکم ”رشتہ لیا“ آئی
 مثل یابی تو شدی زینت این محفل مسا
 اس کی قسمت کا ستارہ ہوا پھر تابندہ
 چار چاند اس کے نیسے میں لگائے شہ نے
 شاہ نے جامعہ کی بخشی اسی سے عزت
 ”شاہ عثمان“ نے محنت سے جسے بچا
 جسکے جوہر سے بڑی ملک دکن کی زینت
 کرتا ہے گھٹن حکمت کو جو ہر دم شاداب
 آج اس جامعہ میں ”اردو زبان“ جاری ہو
 تیرا حامی ”شہ شاہان“ ہے نظام دوران
 تو کہ ہے باعث خوش طبعی سلطان العلوم

تا قیامت تجھے اب خوف و خطر کس کا ہے؟
 تیرا سرتاج ہے عثمان تو ڈر کس کا ہے؟

دنیا کا مزاج کیا ہے، مجھے پوچھو
 کل کیا تھا، اور آج کیا ہے، مجھے پوچھو
 تلخی ایام کے شکوہ سنو
 اس دکھ کا علاج کیا ہے، مجھے پوچھو
 حکیم آزاد انصاری

ظاہر میں عیاں کیا ہے، مجھے پوچھو
 باطن میں نہاں کیا ہے، یہ مجھے پوچھو
 میں ہر دو جہاں کے راز سے واقف ہوں
 راز و جہاں کیا ہے، یہ مجھے پوچھو

زمرہ حسن طاکیر

شان و شوکت اور آرائش و زیبائش کے اعتبار سے شہر کا
شاہی سینما کہلاتا ہے۔ اعلیٰ امین۔ اعلیٰ فرخپور
اعلیٰ پروگرام۔ اعلیٰ انتظام

سلک طاکیر

موتی محل سے زیادہ ہر دلعزیز زاد مقبول عام و خاص شہر کا واحد
توجہ صورت ترین سینما ہے جس میں فوٹو گرافی کی غیر معمولی دلچسپی
اور اصلی آواز کا خاص انتظام ہے۔ یہاں کے فلمی پردہ گر اہم
ہمیشہ منتخب اور بہترین ہوتے ہیں۔

سلک مختصر کے زیر انتظام

حیدر آباد و سکندر آباد
میں

چار شاندار اور مقبول عام سینما

راجہ شہزاد طاکیر (سکندر آباد)

سکندر آباد و حیدر آباد کا مقبول عام سینما جو سنگڑی زبان کے
بہترین فلموں کے لئے مشہور ہے۔ تمام ضروریات آرائش
آئینہ کا پورے کام۔

(سنگڑی زبان میں)

گنگا اوتارن

(سنگڑی زبان میں)

نرپات

منہا طاکیر (سکندر آباد)

سکندر آباد میں مقبول ہونے کے علاوہ حیدر آباد کے شائقین
کی دلچسپی کا بھی مرکز ہے۔ ہمیشہ منتخب اور دلچسپ
سے بہت بانی کام بہترین فلموں پر مبنی ہے۔
زمرہ محل میں یہ فلمیں سنگڑی زبان میں

نیز گنگا اوتارن کے ساتھ شہر کی نئی مساکر کے باکس میں جو کہ کچھ ایسی خوبیت رکھتا ہے کہ جو اس کی
نیز گنگا اوتارن کے ساتھ شہر کی نئی مساکر کے باکس میں جو کہ کچھ ایسی خوبیت رکھتا ہے کہ جو اس کی



(از جناب عبدالباری صاحب معنی اجنبی)

نیشہم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چون سلام قنایم ہمہ ز آفتاب گویم

اگر دنیا کے آفتاب کی توجہ سے اس خاکدانِ عالم کی ہر چیز اپنی
حقانیت و صلاحیت کے مطابق بلا تخصیص مستفید ہوتی ہے تو دین و
ملت کے اس آفتابِ عالمیت کے چشمہ بذل و نوال سے فرزندانِ آدم
اپنی اپنی لیاقت و اہمیت کے مطابق بالافرقی مذہب و ملت استفادہ
میں مصروف ہیں۔

اگر آسمان پر چمکنے والے سورج کی عنایت سے نباتات قوتِ البیدگی
حاصل کر کے نشوونما پاتے ہیں، پھول اس کی تجلیات سے رنگینانِ دام
کرتے ہیں، پھول اس کی مہربانیوں سے اپنے اپنے جامِ بویہ پیتے ہیں، اور
حیوانات پرورش پاتے ہیں۔ تو اوگٹ سلطنت سے جلوہ دینے
والے اس آفتابِ ملت کے فیضانِ عام نے علوم و فنون کے ایسے
سدا بھار باغ لگا دئے ہیں جن میں چھشتانِ انسانیت کے نونہال
پرورش پا رہے ہیں۔ ترقیوں کے رنگانگ پھول کھل رہے ہیں۔
مناؤں اور امیدوں کے پھل پک رہے ہیں، اور اشرف المخلوقات
انسان ہی نہیں بلکہ انسانیت پرورش پا رہی ہے

اگر سورج کی کرنیں سمندر کے پانی میں ڈوب کر اپنی حرارت
باطنی سے پانی کو ہوا کی صورت میں تبدیل کر کے، بادلوں کے کاندھوں پر

یہ دنیا کے اس آفتاب کا ذکر نہیں ہے، جس کے طلوع و غروب
کائناتِ دنیا والے ہر صبح و شام روزانہ دیکھتے رہتے ہیں۔ اور خدا جلے
کب تک دیکھتے رہیں گے، بلکہ اہل وقت میری مراد اس آفتابِ دین و
ملت سے ہے جو اپنی جلالتِ شان اور عظمتِ مرتبت کے باعث
دنیا کے آفتاب سے ہر صورت ممتاز ہے۔

اگر دنیا کا آفتاب افقِ شرق سے برآمد ہو کر دنیا والوں پر نور برنا
ہے اور اس کی روشنی سے کرۂ ارضی کی ہر سطح معمورۂ انوار ہو جاتی ہے
تو دین و ملت کا یہ آفتاب جس نے مشرق سے طلوع ہو کر مغرب والوں
سے بھی اپنی عظمت و جلالت کا خراجِ اعتراف وصول فرمایا ہے۔ نور
پاشیوں میں آسمانی آفتاب سے بھی زیادہ حیرت انگیز اور فیاض ہے
کیونکہ اپنی نورانی شاعیوں سے ظاہری سطحوں کے علاوہ دلوں کے
باطنی گوشوں کو بھی روشن اور درخشان بنائے ہوئے ہے۔

اگر دنیا کے چوتھے آسمان والے آفتاب کی ضواریوں سے خاک
کے ہر ذرے کی پیشانی تاروں کی طرح جگمگا اٹھتی ہے تو حکمرانی کے ستاروں
آسمان والے اس آفتابِ ہدایت سے اکتسابِ نور کر کے انسانی افراد
کی قسمتوں کے ستارے آسمانی چاند سورج کو شریک ہیں۔

اور وہ شمس الملتہ والدین جس نے اپنی حرارت ایمانی سے خامکاران علم و عمل کے قابو میں کر دیا اور عمل کی ایک نئی روح چھوڑ دی، اور اپنی ذات سرا با آیات سے مفہوم ذیل کی جتنی جاگتی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر دی کہ

فیض روح القدس اربازہ فرماید

دیگران ہم کج بندہ اسچہ مسیحائی کرد

غرض حقیقت یہ ہے کہ شمس الملتہ والدین کا لقب شہر یار دکن کا جزو نام ہو کر جس قدر چمکے ہے اس کی تابناکی اور درخشانی کا اندازہ لگانا مجھ ایسے تنہا با علم و فن کیلئے جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔

نہ بخش غایتے وارو نہ سعدی راسخن پایان

بمیر و شمسہ مستغنی و دور یا ہمنپاں بانی

عہد عثمانی کی تصنیفات پر حین شمس الملتہ والدین کے دور حکمرانی کی برکتیں دیکھیں سلطان العلوم کے دریاے کرم کی روانی اور اس کی فیض رسانی کا مطالعہ کیا نظر سبحانی کے الطاف خروانہ سے بہرہ اندوز ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ امیر المومنین کے اسوۂ حسنہ کے تذکروں نے سامعہ نوازی فرمائی۔ مگر اتنی مقدت کہان ہ کہ ان کا استفعا کر سکوں۔ اتنی استطاعت کہان ہ کہ بحر ذخار کی گونا گوں موجوں کو ایک کوزہ میں اور آفتاب عالیشان کی جیسا ب کر لوں کو ایک گوشہ میں سمو سکوں۔

آفتاب جلوہ گر ہے اس کی روشنی عام ہے۔ اس کا فیضان عالمگیر ہے۔ خوش نصیب اور بلند اقبال ہیں وہ رجال جن کے دامن اس کے جلوؤں سے لبریز ہیں۔ جن کی آنکھیں اس کے پرتو سے روشن ہیں جن کی قسمتیں اس کے فیضان سے بہرہ باب ہیں۔ اور بد قسمت و حرام نصیب ہیں وہ لوگ جو یہ سب کچھ ہونے ہوئے بھی محروم ہیں، انہی آنکھیں بند ہیں ان کے دل خالی ہیں ان کے نصیب سوئے ہوئے ہیں اصل یہ ہے کہ اگرچہ آفتاب وہی ایک ہے۔ اور اس کی روشنی سب پر یکساں پڑ رہی ہے۔ مگر طبیعت و ظرف کے اختلاف امد و تاہمیت و استعداد کے فرق سے آفتاب کی تاثیرات بدلتی رہتی ہیں، لہذا ان چمن و صوب کھا کر پھولتے پھلتے ہیں تو زمین شور کی گیارہ سبز خس و خاشاک ہو کر رہ جاتی ہے۔ "تمازت آفتاب کی بدولت، پہاڑوں کے

چڑھا دیتی ہیں اور آسمانی فضا کے بروقت سے یہی ہادل دنیا کو برابر کرتے ہیں۔ تو اس آفتاب دین کی عالمگیر شعاعیں، بحر رحمت میں نہا کر، سحاب کرم اڑا رہی ہیں اور بلا قید و موسم مخلوق الہی کے شوق پر ہر وقت جود و عطا کے سوتی برسا رہی ہیں۔ آفتاب روز و شوق سے نکلتا ہے، مغرب میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کی روشنی رات کی سیاہی میں تکمیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ مگر دین و ملت کے اس آفتاب کا نورانی پرتو رات دن کی ہر ساعت میں کاشا سلطنت کو بیت المعمور تک پہنچے ہوئے ہے اور اپنے وابستگان دولت پر اپنے دامن کرم کا سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور جب تک زمین پر آسمان قائم ہے اور آسمان پر آفتاب و جشان ہوتا رہے گا۔ ملت کے اس نیر تابان کی روشنی پھیلتی ہی رہے گی۔ برہمتی ہی جائے گا۔ اور جب تک مورخ کے ہاتھ میں قلم اور قلم میں صلاحیت تحریر موجود ہے اور تاریخی و استثنائی بیان ہوتی رہے گی، "زمانہ" دین و ملت کے اس آفتاب کی تعریف کے گیت ہمیشہ زبان حال سے گاتا رہے گا۔

فانک شمس و الملوك کو کتب

ادنا طلعت لم یبدل متھن کو کتب

وہ آفتاب جس کے سایہ میں دمرف دکن والے چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ ایک عالم اسلام طمانیت کے سانس لے رہا ہے۔

ہمہ آسودہ زیر سایہ لطف و اذیت

عرب ممنون انعامش عجم مومن احسانش

وہ آفتاب جس کے نورانی اجالے میں اعلیٰ، فنی، ادبی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، تجارتی، اخلاقی، غرض دینی اور دنیاوی ترقیوں کی شاہراہیں مخلوق کو نظر آرہی ہیں۔ اور ہدایت یافتگان منزل ارتقا اس طرح رطب اللسان ہیں۔

بلطف آصف جم مرتبہ ہی لازم

چشمہ گویش لطف او فراوان

وہ آفتاب جس نے اپنے درخشندہ اقوال و اعمال سے "اولی الامر منکم" کی صیح تفسیر اور "امیر المومنین" کے اصلاحی معنی کو واضح فرما کر، اسلام اور بادشاہت کی غرض و غایت کو روشن فرمادیا اور دنیا پر کراچی، نہاں و بدو وجود پاک تو اے طلہ سبحانی، جہانگیری۔ جہانداری، جہاںگیری۔ جہاںگیری۔

ماں کر گیا، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کہ ماں بچہ کو دودھ پلاتی ہے۔ لیکن یہ نہیں کہتی کہ اسے کتنا پینا چاہیئے، بلکہ چھاتی منہ میں دیدیتی ہے۔ اس کے بعد بچہ کو اختیار ہوتا ہے کہ جتنا چاہیئے پیئے یا نہ پیئے۔ درآن حالیکہ ماں بچہ کی استعداد پر نظر رکھتی ہے۔ کیونکہ اسی معیار سے آئندہ اس کا جوہر ملی ماں کو پرکنا ہے۔

سبحان اللہ! یہ حکیمانہ تہنیل کتنی عام فہم اور دلنشین ہے۔ ہر ایک کم سمجھ انسان بھی ظرف و استعداد کے اس نکتہ اختلاف کو آسانی سمجھ سکتا ہے کہ۔

توفیق با ندادہ ہمت ازل ہے

سینوں سے شفاف پانی کے چشمے ابل پڑتے ہیں، توڑ کا ہوا آب کیف متعفن ہو جاتا ہے۔ پھل سب ہی کچھتے ہیں مگر اپنی اپنی اہلیت و صفت کے مطابق اچھا اور بُرا مزہ دیتے ہیں، پھول سب ہی کھلتے ہیں مگر اپنی اپنی ماہیت و طبیعت کے اعتبار سے اپنا اپنا رنگ دکھاتے ہیں۔ اور خوشبو یا بدبو کے حامل ہوتے ہیں۔ میوے اپنے اپنے درختوں پر رکھ قوت لہو حاصل کرتے ہیں مگر درخت سے جدا ہو کر تمازت آفتاب کی تاب نہیں لاسکتے اور خراب ہو جاتے ہیں، تو پھر اس میں آفتاب کا قصور نہیں ہے، بلکہ ظرف و استعداد کا فتور ہے۔

گر نہ ببند بر ذر شپیرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گاہ

نمود حضرت ظل سبحانی کا ارشاد ہے۔ اور الیا ارشاد ہے کہ اس کا ایک ایک حرف یقین کی روشنی میں دل کی لوح پر لکھ لینے کے قابل ہے۔ وہ ہوندا۔

”ان کا جتنا ظرف ہوگا، اتنا ہی رشد و ہدایت“

دعاے بخیری

از جناب شاہ صدیقی

(۱۰)

نہ اب خیال گریماں نہ ہوش بخیہ گری
سکون یا کس بڑی چیز ہے محبت میں
ترے ستم کا نتیجہ ہے غم کی رسوائی
میری لطیف عبادت کو کوئی کیا جالے
کچھ اس ادا سے اٹھایا نقاب رخ تو نے
میرے سکوت سے ظاہر ہے تیری باتوں نے

تری نگاہ نے بخشا ہے کیف بے خبری۔
مجھے پسند نہیں اہتمام چہارہ گری
فغان سے بڑھ کے ہے میری فغان کی بے اثری
ترا خیال ہے میرا وظیفہ سحری
کہ میں نے کبریٰ لیا اعتراف کم نظری
جفا کی نغمہ سرائی وفا کی لوح گری

خدا کرے کہ مجھے ہوش زندگی نہ رہے
ترا کرم ہو تو احسن عشق بھی نہ رہے

ہندوستان کا اصل معنوں میں پیدا جنگل فلم، جس میں شیر
بہر، ہاتھی، مگر، بوزینہ

۱۹۱

دوسرے جنگلی جانوروں کا کام ہے

پیالین ٹاکنز
میں دیکھئے

زیر

جنگلی جانوروں کا کام اس
فلم کی صرف ایک خصوصیت
قصہ کی بے انتہا دلچسپی، ایسے
کرشمے وغیرہ اس کا علاوہ
ہیں

نیا سیلی۔ نوین یا گنٹ وغیرہ

IMPRESSIVE



سُحان اللہ!!!

چار کمان برانڈ پینٹ۔ وارنش وغیرہ جو سو فیصدی ملکی اشیاء سے
تیار کئے جاتے ہیں۔ ولایتی مال سے بھی بہتر ثابت ہوئے!!
آپ بھی انہی جملہ ضروریات کے لئے آئندہ اسی

کارخانہ کا مال استعمال کریں تاکہ ملکی صنعت کو فروغ ہو

المستہزہ جیم بخش خاں پروڈیوسر

دلی حیدر آباد نیشنل انڈسٹریز

کارخانہ جیم آباد بنگلہ
صدر دفتر شاہراہ عثمانیہ

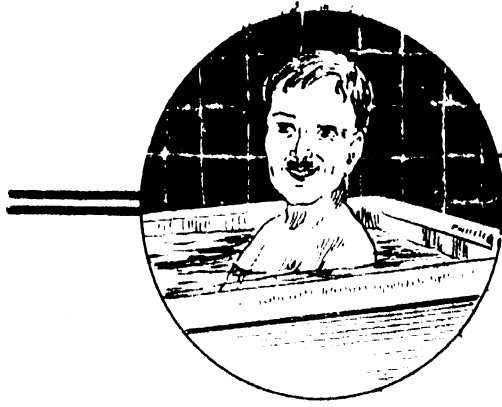
ٹپو

ریڈنسی من گیٹ

use
چار کمان



THE HYDERABAD NATIONAL INDUSTRIES



نیچر کیور کلینک

پانی - بھاپ - بجلی - ماش
کے اثرات جسم انسانی پر

دواؤں سے اپنا پیٹ نہ بھرنے

سہل اور سریع التاثر بیرونی علاج

جب مرض کی صحیح تشخیص دشوار ہوتی ہے تو بعض اطباء کا تخیل شش نیچا ہے اور مختلف تجویزوں کے مطابق عدد قسم کی دواؤں میں محض اس وجہ سے ملحق ہے۔ اگر جاتی ہیں کہ ان کے اثرات سے صحیح تشخیص ممکن ہو سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض پر مایوسی غالب آجاتی ہے اور وہ تنگ کر علاج سے بدل ہو جاتا ہے۔

مگر زمانہ قدیم کا ایک ایسا طریقہ علاج بھی ہے کہ جس میں دواؤں کی ضرورت نہیں پڑتی اور مریض آسانی کے ساتھ معمولی بیرونی علاج سے تندرست ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس طریقہ میں مختلف امراض کے دفعہ کے لئے معمولی سی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تشخیص کا سوال اس قدر اہمیت نہیں رکھتا جیسا کہ دوسرے طریقہ ہائے علاج میں۔

پانی اور بھاپ دفعہ امراض کیلئے حیرت انگیز طور پر سرریح التاثر ثابت ہو چکے ہیں ان کو مختلف امراض میں مختلف طریقوں پر استعمال کر نیے جو نتائج برآمد ہوئے ہیں وہ نہایت اطمینان بخش ہیں۔ اور اکثر ایسے مریض اس علاج سے شغایا ہوئے ہیں جو کسی دوسرے طریقہ سے نہ ہو سکے تھے۔ اس علاج کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک سہل ترین بیرونی علاج ہے جس میں کوئی وقت یا تکلیف نہیں ہوتی۔ اور جو کسی حالت میں بھی مضر ثابت نہیں ہوتا۔

میں اس طریقہ علاج کے متعلق ۳۵ سالہ تجربہ رکھتا ہوں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ یہ طریقہ علاج - دمہ - گھٹیا - تپ دہی - ذیابیطس - جلدی امراض - صدے کے امراض - داغی امراض - جگر کے امراض - کسان - ناک - آنکھ کے امراض - فیض دہی - جیش - اسہال - درد گردہ - فالج - خون کی خرابی اور وباؤ - سوزاک - آتشک - کمزوری - باہ - دھنکی خرابی - موٹاپا - لاغری - اور بچوں و عورتوں کے مخصوص امراض میں خصوصاً اور دیگر عام امراض میں عموماً نہایت مفید اور سریع التاثر ثابت ہوتا ہے۔

ایک تازہ صد اقتسامہ

مشہور پالکشن مرلید مغلف اکبر دیوان بہادر
رام گوپال لکشمی ناراین روم
میں برت تعلیق کرتا ہوں کہ میرا علاج سمجھو کے
مشہور اکبر کو سیرج کیرتی دیو شرما نے پانی اور مٹی
کے ملاشر سے نہایت کامیابی کے ساتھ کیا۔

مجھے اس امر کا یقین ہو گیا ہے کہ جو علاج قدرتی
ذرائع سے کیا جائے طریقہ پر شرما صاحب جیسے ماہرین
سے کرایا جائے وہ دوسرے کسی طریقہ سے زیادہ مفید ہوگا
شرما صاحب ایک خدائے انان ہوگی جو سے
اپنے مریضوں کے علاج میں خاص توجہ سے کام لیتے ہیں
میں ان کی کامیابی کیلئے دعا کرتا ہوں۔

میں عام مریضوں کو اور خصوصاً ان حضرات کو جو مسلسل علاج سے پریشان ہو چکے ہیں اس طریقہ علاج کو آزمائشی دعوت دیتا ہوں

(ڈاکٹر) کیرتی دیو شرما

ایسیر بلنگ - شہراہ عثمانی

PHONE No. 581

فون نمبر (۵۸۱)

RELIANCE
ENGINEERING HOUSE

RELIANCE
ENGINEERING
HOUSE

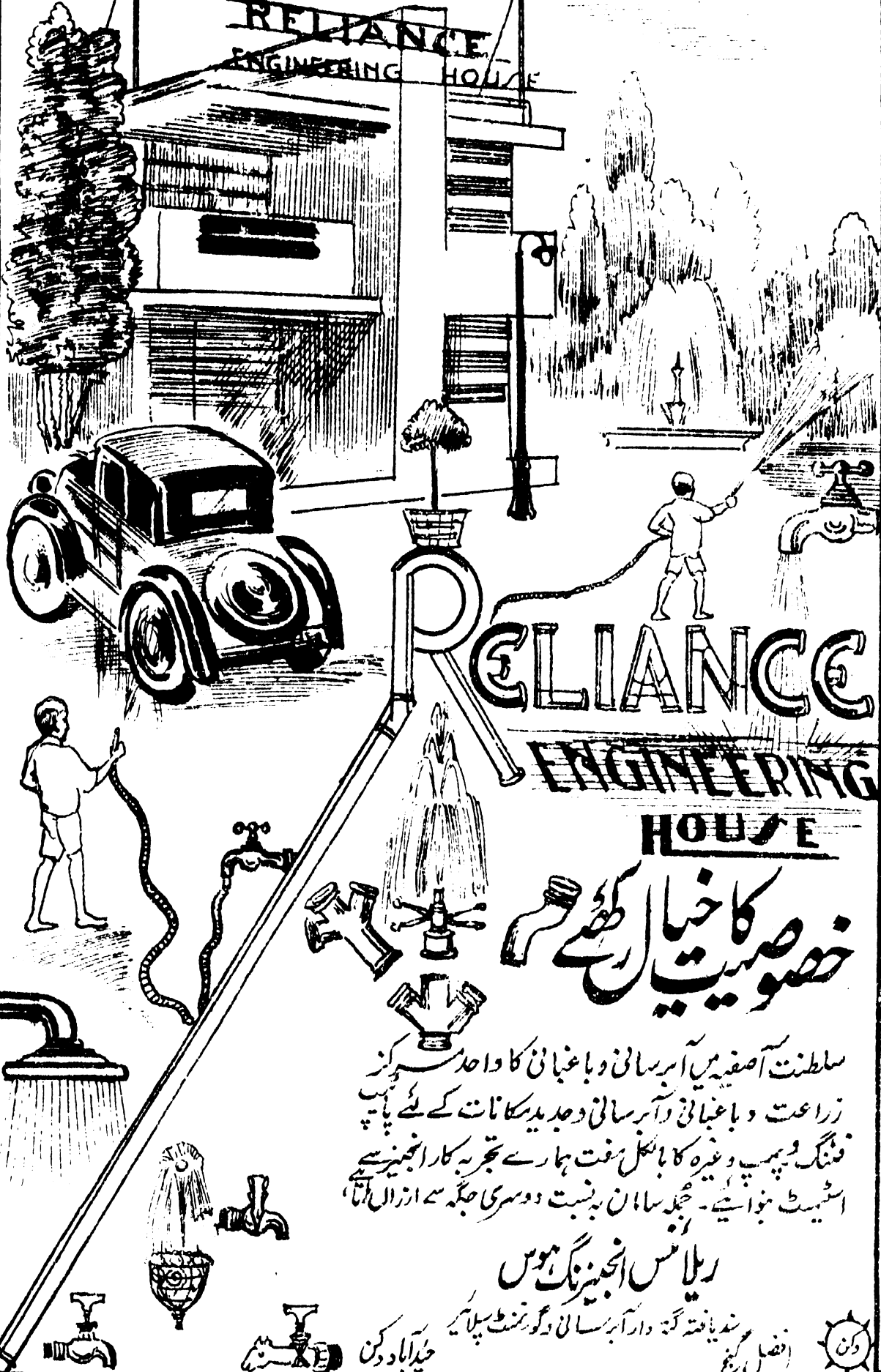
خصوصیت کا خیال رکھئے

سلطنت آصفیہ میں آب رسانی و باغبانی کا واحد سرکاری
زارعت و باغبانی و آب رسانی و جدید کمات کے لئے پائپ
فٹنگ و پمپ وغیرہ کا باکل مفت ہمارے تجربہ کار انجینیر سے
اسٹیٹ بنوائے۔ مجید سامان بہ نسبت دوسری جگہ سے ارزاں آتا،

ریلاس انجینئرنگ ہوس

نئیافتہ گتہ دار آب رسانی و گورنمنٹ پلانک
افضل مینج

حیدرآباد دکن





جناب امیر القادری صاحب

جہان میں نقشِ وفا چھوڑ کر گزرتا جا
نگاہِ دہر ہے پھر نوبیس کی جانب
جہانِ شوق میں ساغرِ کیف ہے ہر ذرہ
مٹا سکے نہ جسے انقلابِ مستقبل
جھکا جھکا کے سرِ کبرِ کفر کو بلند
قسم ہے پائے محمد کی ٹھوکروں کی تجھے

حنین و بدر کے خاکوں میں رنگ بھرتا جا
جہاں پہ نورِ فشاں ہو کے خود نکھرتا جا
شرابِ عشق سے ان ساغروں کو بھرتا جا
جبیں دہر پہ اکٹ ایسا نقش کرتا جا
مٹا مٹا کے نقشِ شمسِ خودی اُبھرتا جا
گند رہا ہے تو پتھر کو نرم کرتا جا

حرّی سے پھر کوئی نغمہ سن رہا ہے تجھے
قریب آ کہ زمانہ بُلارہا ہے تجھے

ترے غلامِ ازل سے ہیں نصرتِ اقبال
تری نگاہِ کرم کا ہے منتظر شاید
بڑھا وہ ہاتھ کہ ہے ختم جس پہ میا کی
نہ دیکھ رشک سے تہذیب کی مناش کو
نہیں ہوئی ابھی سیدارِ جرأتِ فاروقؓ
ترے تبسمِ رنگین پہ ہے چمن کی نظر

یہ کہیوں کہوں کہ تجھے کامیاب ہونا ہے
وہ ذرہ جس کو ابھی آفتاب ہونا ہے
عروسِ دہر کو پھر بے نقاب ہونا ہے
تجھے جہاں میں فقط بوتراب ہونا ہے
ابھی جہان میں بڑا انقلاب ہونا ہے
کہ خارِ خس کو چمن میں گلاب ہونا ہے

تمام دہر کا سلطانِ نبی کے بھیجا ہر
خدا نے تجھ کو مسلمانِ نبی کے بھیجا ہر

شفاف خانہ سعاد منزل

(کے)

مغربیات

۱۔ جذام کو روتی۔ جلد امراض خبیثہ کا نہایت مجرب کیا جاتا ہے قوت باہ کیلئے داسلی و حاجی بیش قیمت ادویہ و نسل جنون۔ تیار کئے گئے ہیں مستورات اور چھوٹے بچوں کیلئے علاج میں خاص سہولت رکھی گئی ہے اضلاع کے لئے خصوصیت سہولت کا انتظام کیا گیا ہے کہ خط آتے ہی فوراً جواب دیا جاتا ہے۔ باہر کے احباب (۵) پانچ آنہ کے ٹکٹ روانہ فرما کر ادویات طلب فرمائیں۔ اوقات مطہر صبح (۶) بجے سے (۹) بجے صبح تک شفاف خانہ سعادت منزل روپے سٹخاس چوک سپان شاہ علی بندہ پھر سائے نوبے صبح سے رات آٹھ بجے تک (شاخ) شفافانہ روپے سجد پھر گئی قریب جنگش بس مچھلی کمان۔

۲۔ طلاء نادور شامی برقی قوت والا مکمل خارجی علاج نہایت سریع التأثير بیضر اور سہل الاستعمال قطعی مایوسی کی حالت میں بھی مفت حاصل کر کے تجربہ کیجئے۔ اذکار رفتہ کمزور و نوجوان و ضعیف مرد و کیلئے یکساں مفید قیمت فیش نشی خود دے (کلان) (ع) اضلاع کے اصحاب کو ہر قسم کی ادویہ و طبی امداد بغلٹ ہم پونچا نیکے لہو شفافانہ جدید انتظام کیے ہیں ضرورت کے وقت مفصل حالات کیساتھ (۵) کے ٹکٹ بھیجئے

۳۔ پائیوریا و انتونکی جملہ خرابیوں کا مجرب حکمی علاج دنیا کے تمام اطباء و ڈاکٹر و ایور ویکٹ ہو میوپیتیک محالین کا یہ متفقہ مین۔ ہمارا سرور و طلسمی علاج بفضل خدا و انتون کے جملہ خرابیوں کو دور کر کے پائیوریا کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ مقامی مریض صبح ہمارے باسی منہ اجائیں۔ مستورات کا علاج مستورات ہی کرتے ہیں۔ اضلاع کے مریض خراج پارسل کیلئے ۵ کے ٹکٹ بھیج کر اصل طلسمی منجن قیمتی ایک روپیہ منگوالین۔

۴۔ تجدید شباب یعنی حرب اکیر الیدین جمالی طاقت کی گولیوں کا استعمال کر کے جوانی کے پہلے ہوئے افسانہ کو پھر دہرا سکتے ہیں۔ ہزاروں دفعہ کے تجربہ نے اس کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ صرف اکیر الیدین ہی دہ دوا ہے جس کو انہماکی مایوسی کے عالم میں بھی امید کی شعلہ کہا جاسکتا ہے اس کے استعمال سے صد ہا اصحاب نے اپنے وزن میں زیادتی اور جسم میں غیر معمولی طاقت محسوس کی ہے۔

نمودہ مفت حاصل کیجئے قیمت (۳۰) گولیوں کی (ع) اضلاع کا احباب خراج ٹپہ کیلئے (۵) کے ٹکٹ بھیج کر دو اطلب کریں۔

مینجر شفاف خانہ زبدہ الحکما، عالیجناب حکیم میر سعاد علی صاحب علاج امراض کہنہ



نہرا کیلینی دی رایت آنریبل ڈاکٹر سر نواب حید نواز جنگ بہادر کے ٹی بی سی سی۔ ای۔ بی۔ بی۔ ڈی۔ صدر اعظم باب حکومت حید آباد کی روشن دماغی، فکر پروری، مالی اندیشی، علمی سرپرستی، اقتصادی قابلیت اور راعی و رعایا کی پیروی نے مختلف انواع اصلاحات سے بلکہ حید آباد کو عروس البلاد بنانے میں جو کام کیا ہے اس سے سب واقف ہیں آپ کی ضاداد و ذہانت و قابلیت کا یہ ادنیٰ ثبوت ہے کہ آپ نے ۷۷ سال کی عمر میں بی۔ اے کی ڈگری آنرز کے ساتھ لی۔ بعدہ برٹش گورنمنٹ کے مالیات کے سخت امتحان میں بدرجہ اولیٰ کامیابی حاصل کی۔ ابتداءً آپ ناگپور کے فینانس ڈپارٹمنٹ میں مقرر ہوئے۔ زان بعد لاہور کلکتہ۔ الہ آباد و مدراس وغیرہ میں متعین کئے گئے اور پھر برہما کا رگناری و قابلیت غیر معمولی اگر انگریز گورنمنٹ پریس اکاؤنٹس کی اپیل ڈیوٹی پر مامور ہوئے اس ذریعہ سے آپ کو ملک کے مختلف حصص میں دورہ کرنے کا بہت موقع ملا اور آپ نے ایک اسکیم آف دی فارس یعنی تجویز اصلاحات پیش کی جو گورنمنٹ نے منظور فرمایا اور آپ کا تیار کردہ سٹم آف پریس اکاؤنٹس کل برٹش انڈیا میں رائج ہو گیا۔ اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ کوئی ملک جہاں نردج تعلیم پر کافی زور نہ دیا جاوے۔ اور وہ صحیح طریقہ پر نہ چلایا جاوے ہرگز شاہ ترقی و کامیابی سے ہم آغوش نہیں ہو سکتا چاہے اس کے لئے کتنی ہی کوشش و کوشش کیوں نہ کرنا پڑے کیونکہ ہر قسم کی ترقی کا انحصار خزانہ کی سرسبزی اور تسلیم کی اشاعت اور اس کے عناصر انتظامی کی صلاحیت پر موقوف ہے اور یہی سبب تھا کہ سرگوبال کرشن گوکھلے نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ سر حیدری دھالی نواب سر حید نواز جنگ بہادر محض ایک پر جوش و

زبردست ماہر تعلیمات ہی نہیں بلکہ ماہر مالیات بھی ہیں اور بہ عجلت ممکنہ ترقی تعلیم کے خواہاں ہیں۔ آپ سے انجمن خدام الہند سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی میں شرکت کی درخواست کی کیونکہ۔

بالائے سرش زمزمندی بنہ می تانت تارہ ملندی۔

مگر تقدیر کچھ اور ہی چاہتی تھی چنانچہ اعلیٰ حضرت خلد آشیان نے اوسے اثنائے برٹش گورنمنٹ سے سرمدوح کی خدمات متعارفینے کی خواہش کی جو کے پوری ہوئی۔ اور سر حیدری ۱۹۰۵ء میں حید آباد کے عہدہ اکاؤنٹس خبری پر تشریف لائے۔ اوس وقت سے تاحال سوائے تھوڑے سے وقفے کے آپ کا حیدر آباد کی مالیاتی۔ عدالتی۔ اور تعلیمی تالیف کے ہر صفحہ پر نشان نمایاں ہے۔ آخر ۱۹۰۶ء میں آپ بمبئی سکرٹری بنائے گئے اور بعدہ سن ابتداءً اپریل ۱۹۰۷ء نہایت اکوڑ ۱۹۰۷ء بزمانہ رخصت سرکیشن واکر منفرم صدر المہام فینانس رہے اور اس دوران میں آپ اپنے متعدد اصلاحات جدید رائج کر کے اپنی مساعی جمیلہ حفظان صحت و تعلیمی ترقی کی جانب مبذول کیں ۱۹۱۱ء میں آپ عہدہ ہوم سکرٹری پر فائز ہوئے جبکہ آپ نے رود موسیٰ پر قابل وید غلیم الشان ہائی کورٹ وئی کالج کی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اس کے بعد ملکی طریقہ علاج کی توسیع و ترقی کی طرف آپ کی توجہ منقطع ہوئی صفا موصوف جب اس عہدہ پر سرفراز فرمائے گئے تھے اوس وقت تعلیمی اخراجات صرف دس لاکھ روپیہ سالانہ تھے اور اب بہتر لاکھ سے زائد ہیں۔

۱۹۲۰ء میں آپ برٹش انڈیا واپس گئے اور گورنمنٹ نے آپ کو

اکاؤنٹنٹ جنرل مقرر کیا مگر اسی سال اعلیٰ حضرت نے ہنگامے سے اعلیٰ حضرت کے ایما پر اپنے حیدر آباد آکر سرسبز جانا لگا کلاسی سے صلیبی فینانس کا جائزہ حاصل کیا۔ اور سرشتہ داری مالیہ کی سبیل بندی کی مفید و شاندار اسکیم رائج کی جس سے ایک طرف تو محکمہ جات میں اسراف کی کمی ہوئی اور دوسری جانب مدحوظ کی گنجائش نکل آئی ہے اور جس کے بغیر نہ محکمہ جات وسعت پذیر ہو سکتے تھے اور نہ مقامی انفران کو نعمت اختیار خود انتظامی اپنی تجاویز کو محبت مکملہ رد براہ لانے میں مدد ملتی ممکن تھی۔ ماہرین مالیات سے اسکی خوبی پوشیدہ نہیں ہے۔

ریاست سرکبر کی شکوہ ہے کہ ادھوں نے ایک کروڑ کی محفوظ رقم صنعتوں کی ترقی کے لئے پیدا کر دی سرکبر کا سب سے اہم عظیم انسان کا زمانہ جامعہ عثمانیہ ہے۔ اول کی یہ دیرینہ آرزو کہ بجائے انگریزی زبان کے اردو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے بالآخر پوری ہوئی۔ ایک بار آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”براہ کرم اس تحریک یا ایسی تحریکات کو کوئی علیحدہ صوبہ داری یا فرقہ داری نہ سمجھے۔ یہ قومی خود داری و قارور داتی تربیت کے خلاف نہیں بلکہ ایک قوم کے ارتقا میں مدد و معاون ہیں۔ بقول بزرگ نرین سیاسی فلاسفر سٹربرک ”کسی چھوٹی سی جماعت سے بھی منسلک ہونے سے ہمارا تعلق ایک سوسائٹی سے رہتا ہے اور یہ سلسلے کی پہلی کڑی ہے جس سے کہ ہم میں پبلک سے محبت کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور پھر تدریج اپنے ملک اور بالآخر بنی نوع انسان سے محبت کرنیکی تحریک ہوتی ہے“

آپ ہندو مسلم اتحاد اور تنظیم نوان کے حامی ہیں۔ محبوبہ گرسول وغیرہ اسکی بین دلیل ہیں۔ علاوہ بریس ڈریج دروڈ کس کا رکھائے تعمیرات و آبپاشی۔ برقی روشنی۔ صنعت و حرفت۔ ریلوے و بس سروس کو اپریٹو بنکس۔

معدنیات و دیگر شعبہ جات وغیرہ بھی آپ کی توجہ و حمایت کا نتیجہ ہیں۔ آپکی بیش بہا خدمات کے صلہ میں ہزار پوزل سمیٹی نے ۱۹۲۷ء میں آپکو نائٹ ہڈ کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اپریل ۱۹۲۷ء میں حصول ریلوے بھی آپکا ایک نہایت نمایاں و متمم با انسان کام ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت ظل سبحانی کی ذات بابرکات میں اکبر کو ایک بیدار مغز روشن رائے۔ دریا دل حکیم ایسا مست۔ ہمدرد خلایق

حکمران مالتو حضور معلے نے بھی آپکی ذات جامع الکملات میں ایک قابل ترین فرد بلاض وقت پختہ مغز تجربہ کار۔ فاضل و دور اندیش۔ مدبر و ماہر سیاست پایا۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام اقبالہ۔ جلالہ نے جب اپنا وفد بغرض شرکت انگلستان روانہ فرمایا تو نمائندگی اور قیادت کی ذمہ داری آپ کو عطا فرمائی گئی۔ اور سرکبر نے اپنے کو اس اعظام کا کامل اہل و مستحق ثابت کیا۔

استر دوبرار کے سلسلہ میں آپ کی خدمات قابل فرائوش نہیں سرکبر حیدری نے ایک مدبر اور سیاست دال کی حیثیت سے ان اہم اور بنیادی مسائل کے متعلق جن کا تعلق ہمساری مملکت اور برطانوی ہند کی سیاسی اور آئینی زندگی سے ہے۔ جس پختہ کاری بالغ نظری اور ہوشمندی کا ثبوت و یادہ اظہار من الشش ہے ان ہی ترقی پذیر اور وسیع رجحانات کا نتیجہ ہے کہ آپ انگلستان کے سیاسی مطلق میں بھی بہت جلد رہنما بن گئے اور طرفتہ آپ کے تدبیر اور قابلیت کی داد دینا لگی قیادت کی حکیم کے سلسلہ میں سرکبر حیدری نے جس طرح دیسی ریاستوں کی رہنمائی کی اور اسکے متعلق مسائل کو حل کرنے میں جس احتیاط و دانشمندی کا ثبوت دیا اور دے رہے ہیں اس سے اہل نظر نا واقف نہیں، برطانوی حکومت آپ کے اعلیٰ تدبیر کا اعتراف کر چکی ہے اور ہماری حکومت بھی آپ کی کارکردگی کو بہ نظر امتحان دیکھتی ہے۔

حضور معلے خلد اللہ ملکہ و سلطنت نے اپنی سلور جوبلی یعنی جن سین کے سعود و مبارک موقع پر لکھو کہا ہنگام خدا کے سامنے جن جانح و مانع شاندار و حوصلہ افزا الفاظ میں آپکی لیاقت و خدمات کا اعتراف فرمایا اس سے ہر کہ دم بخوبی واقف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ:-

ایں سعادت بزرگ و بزرگیت بنانا نہ بخشہ خدائے بخشندہ۔

اور یہ اظہار خوشنودی محض یہی نہ تھا بلکہ حضرت ظل سبحانی نے آپ کو صدارت عظمیٰ کے عہدہ جلیلہ سے سرفراز فرما کر اس کو عملی جامہ پہنا دیا آپ کا۔ زرین و درخشاں کارنامہ صرف تالیخ دکن کی زیبائش کا باعث ہو گا بلکہ تالیخ ہند میں جلی فلم سے لکھا جائے گا۔ چونکہ آپ نے خدمت الخلق کو افضل اشغل قرار دیا ہے جس کا نتیجہ خادم الخلق افضل الناس ہے اس لئے ترقی و کامگاری اپنے پورے لوازم کے ساتھ آپ کے حصہ میں آئی ہے۔ بقول لیکچر ہر کہ خدمت کردا و مخدم شد۔

آپ کے فضائل صوری و محاسن معنوی کی تفصیل مجھ جیسے بیچ میرز کے لئے محال ہے۔ میرا یہ بیان شاعرانہ تخیل نہیں بلکہ واقعہ نگاری ہے اور ختمائی صلہ سے قطعی منفرہ۔

ایزو ذوالجلال آپ کے عمر و اقبال میں روز افزوں ترقی عطا کرتا ہوا آپ کو نہ صرف حیدر آباد کی خدمتگداری کی توفیق بخشے بلکہ خلق اللہ کی خدمت کا بھی موقع دے۔

سلسلہ صفحہ (۲۲)

اس سے آپ کی قوت انتظامی درویش خیالی کی داد دینی اور فیاضانہ بلند نظری کی توصیف کرنی پڑتی ہے یہ ایک بے پایاں سمندر ہے جس کے بیش قیمت موتی ان گنت ہیں۔
منزل و تنہا ناپید و دور عثمانی کی ان ہی ترقی پذیر یوں کو پیش نظر رکھ کر جاسم عثمانیہ کے ادریس ہال میں گزشتہ ۶ مہر کو تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

”حیدر آباد اپنے متعدد مذاہب اور زبانوں کے اعتبار سے لاکھوں نفوس کی بہترین امیدوں اور توقعات کا آماج گاہ بنا ہوا ہے اور ایسی قدیم ریاست کو ہندوستانی قوم کا قدیم ترین گہوارہ کہلانے کی بھی توفیق حاصل ہے۔ حیدر آباد کی قومیت وغیرہ کے کچھ ہوئے مسائل کو قابل مبارکباد طریقہ سے سلجھا کر ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے لیے ایک قابل تقلید مثال قائم کر دی ہے۔“

غزل

از جناب صدق جاسی

وہ پوچھتے ہیں تو نے تو پر کیاں نہیں دیکھا
اللہ رے سیاہی تری اے روزِ جدائی
ویرانی دل یاس کے ہاتھوں ہوئی ورنہ
وشت کدہ دل کامرے حال نہ پوچھو
تو نے بھی اور خرم جگر دیکھنے والے

گر زخم نہ کہدیں تو کہوں ہاں نہیں دیکھا
وہ دیکھتے ہیں جو شبِ بھراں نہیں دیکھا
اس گھر میں بھی کیا کیا سوسائیاں نہیں دیکھا
کیا تم نے کوئی خسانہ ویراں نہیں دیکھا
پیوست ہے جو دل میں وہ بیکار نہیں دیکھا

کوچہ میں ترے صدق کو مثلِ گل و شبنم

خنداں نہیں دیکھا ہے کہ گریاں نہیں دیکھا

شمارچون ۲۲۲

Ficeajee شمارچہ

ویکابی ایتھنی کوکھی

— جو —

ریاست حیدرآباد میں اپنے بہترین و ممتاز خدمات کیلئے مشہور ہے اور جسے سرکاری تقریبات اور شاہی ضیافتوں کے اکثر مواقع پر بارگاہ جہاں پناہی میں حاضری و سربراہی کی عزت حاصل ہوتی رہی ہے

وسط شہر کی بلند اور عالیشان عمارت۔ امراد و مغزین کیلئے بہترین مقام تفریح و قیام کیلئے نہایت خوشنما پاک صاف ہوا دار کمرے برقی روشنی، برقی پنکھے، سنٹری فننگس و دیگر تمام ضروریات سے مکمل سواری و دیگر ضروریات کی سہولت۔

ہندوستانی ہنگامی، انگریزی، اٹالین خوش ذائقہ کھانے

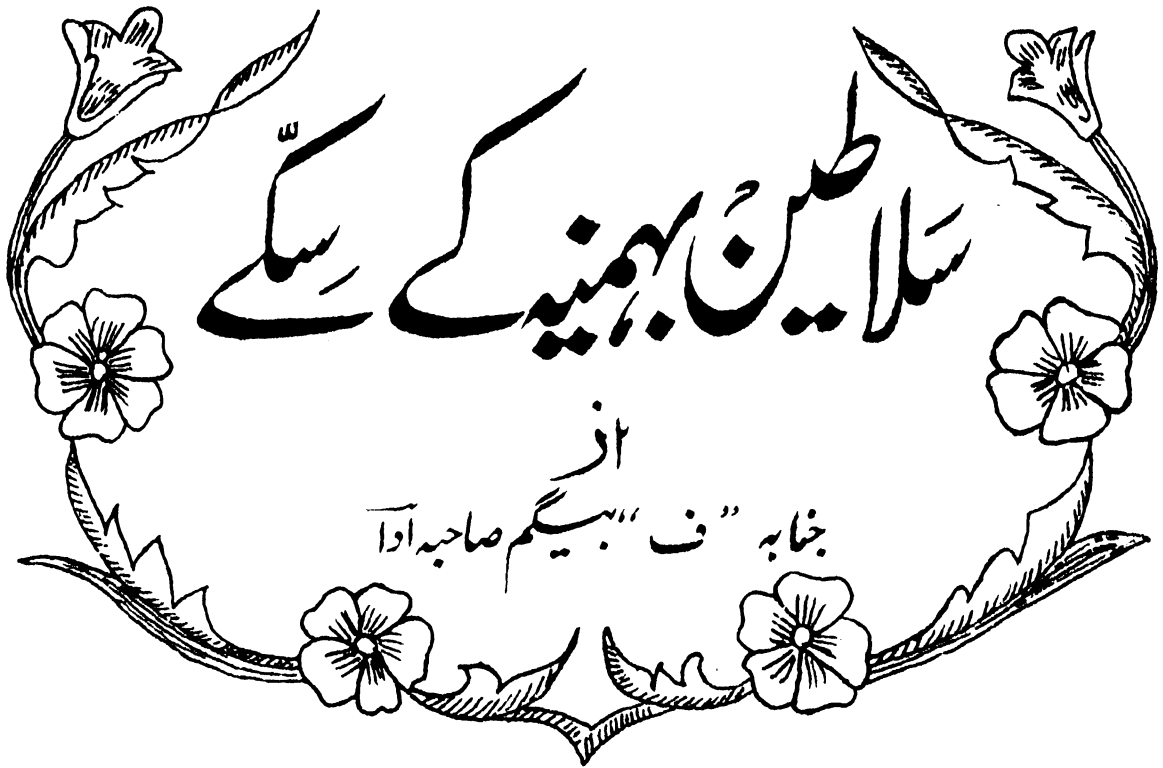
مٹھایاں وغیرہ ہر وقت تازہ تیار ہوتے ہیں اور فرمائش پر تیار کئے جاتے ہیں۔

ڈنر، ایٹ ہوم وغیرہ کی کیترننگ، ٹی پارٹی، لچ، و دیگر فرمائشات کی تعمیل فوری خوشنما کیجاتی ہے جو دوسروں کے مقابلہ میں کم خرچ اور پسندیدہ ہوتی ہے

ایریٹید و امیرس

اصول حفظان صحت کے تحت برقی قوت سے اپنے ہی مقام پر خاص طور پر تیار کئے جاتے ہیں۔
فرمائشات کی فوری تعمیل
طہنہایت باقاعدہ انتظام
یقیناً بالکل واجبی

آر، ویکابی ایتھنی کوکھی محسن الملک حیدر آباد دکن



تمام لوگ خوفزدہ ہو گئے اور دکن کے تمام چھوٹے بڑے راجہ حلقہ بگوش ہو گئے۔ ان صرافان دکن کے قتل کو بعض موزین نے ظلم قرار دیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ انتظام سلطنت کے لئے ایسے نازک موقع پر ریاست اسی کی تقضی تھی چنانچہ اس قتل عام کے بعد بہمنیہ سکھ نے بہت رواج پایا آخر میں جب محمود شاہ ثانی کے عہد سلطنت میں بہمنیہ سلطنت زوال پر ہوئی تو مہندوؤں نے اسلامی سکول کو پگھلا کر نیت و نابود کر دیا اور راجاؤں کے سکے بننے لگے اس طرح رفتہ رفتہ بہمنی سکول کا وجود غائب ہو گیا۔ سلطنت بہمنیہ کے زمانے میں سن ۱۲۵۸ء قمر کے ہوں پر تاب دساوی نصف ہوں، اور قسم دساوی شتم حصہ ہوں، راج تھے اس کے علاوہ تعلق اور غلامی کے شتمل تھے۔ ہوں کی مختلف شتموں میں کٹھی رائے کرنا بھی کا ہوں بہت زیادہ معتبر سمجھا جاتا تھا۔

اسکا سونا خالص ہوتا تھا۔ بقیہ جھفہ رہی ہوں تھے ان کا سونا غیر خالص اور درجہ دوم کا ہوتا تھا۔ رائے کرنا بھی ہوں کی قسمیں بہ نسبت دیگر درجہ سوم کے ہوں کے زیادہ ہوتی تھی چنانچہ بادشاہ ہوں اور راجاؤں کو جن نور زار عید وغیرہ کے موقعوں پر امرار و ذرا دیوی ہوں۔ بطور نذرانہ گذرانے تھے۔

ہوں کی قسمیں یوں تو بہت سی تھیں لیکن اختصاراً یہاں میں صرف چند

کے نام درج کروں گی۔

گولکنڈہ ہوں
۱۲ ماہ

سروکٹ ہوں
۱۲ ماہ

بھولی ہوں
۱۱ ماہ

نندی ہوں
۱۰ ماہ

سلطنت بہمنیہ کا پانی حسن گنگو بہمنی تھا۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے نام کا کوئی سکھ جاری نہیں کیا۔ اگرچہ کہ تختہ السلطنت کے مولف نے لکھا ہے کہ حسن گنگو نے اپنے نام کا سکھ جاری کیا تھا لیکن سکھ کی کوئی کیفیت نہیں لکھی۔ علاوہ اس کے حسن گنگو کے نام کا کوئی سکھ بھی اب تک دستیاب نہ ہو سکا۔ موزین کے اس تذبذب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حسن گنگو کے زمانے میں کوئی بہمنی سکھ جاری نہیں ہوا وغیرہ کے سکے شتمل تھے۔ عرض دکن میں سکھ اسلامیہ کی ایجاد حسن گنگو کے بیٹے محمد شاہ بہمنی کے عہد سے ہوئی۔ اور یہ اسی کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ سارے دکن میں اسلامی سکے جاری ہو گئے۔ طلائی، نقرئی و سی سکوں کو رواج عام ہوا ہوں سکوں کی جگہ اشرفیوں نے لی۔ بہمنیوں کے سکوں سے قبل راجگان ہنود کے سکے رائج تھے اور یہ راجگان دکن اسلامی سکوں کے رواج کو بہت ناپسند کرتے تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ دکن میں اسلامی سکے رائج نہ ہونے پائیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ صرافوں کو پوشیدہ طور پر ترغیب دیکر اسلامی سکوں کو گلا اور پگھلا کر نیت و نابود کر دیتے تھے کچھ عرصہ تک تو یہ کارروائی کامیابی کے ساتھ جاری رہی لیکن آخر شش راز فاش ہو گیا اور صرافوں کو اس عمل سے باز آنے کے لئے تاکید اور تنبیہ کی گئی لیکن راجاؤں کی پیشی کی وجہ سے ان منکھرام صرافوں نے شاہی حکم کی تعمیل نہیں کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کے حکم سے ان کے تمام صرافان دکن کو تہ تیغ کر دیا گیا مقتولین کی تعداد کس قدر تھی تاریخ میں نہیں بتائی۔ اس خوریزی کے بعد

خارج کر دیا ہوگا۔ چنانچہ عادل شاہ بہرہ خان نظام شاہ بحری نے بجائے
خلفاء کے ناموں کے بارہ ائمہ کے اسماء کندہ کروائے تھے۔ تیسرے
یہ کہ سکے جعلی ہوں۔

غزل

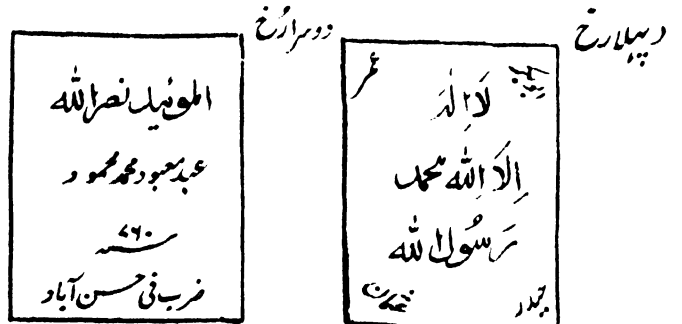
از جناب محمد مہدی مہدی

نغمہ ایسا نہ دیا تو نے | روح کو تلملا دیا تو نے
مجھ کو دکھلا کے ایک جھلکائی | محو حیرت بنا دیا تو نے
دردِ دل سرفراز مجھ کو ہوا | گوہر بے بہا دیا تو نے
باتوں باتوں میں خیال اتنی | ہر اوپر لٹا دیا تو نے
مار ڈالا اگر نگاہوں سے | تو لبوں سے جلا دیا تو نے
دین دنیا کو بھول بیٹھیا میں | ایک جلوہ دکھا دیا تو نے
کھیل ہے ایک یہ ترے آگے | جس کو چاہا مٹا دیا تو نے
تاں نظر کس کو ہے دیکھیں | رخ سے آئین ہٹا دیا تو نے
شبِ غم میر کی دنیا کو | نور سے جگمگا دیا تو نے

ضبط تجھ سے نہ ہو سکا مہدی

حالِ دل سنا دیا تو نے

بیجا پوری ہوں ہوں راجہ کرنا ملک بیدری ہوں درنگل ہوں
۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۱۲ ماشہ ۳ ماشہ
محمد شاہی ہوں کی قمیص تابیخ فرشتہ نے چار لکھی ہیں۔
محمدی ہوں محمدی ہوں محمدی ہوں محمدی ہوں
۳ ماشہ ۶ ماشہ تولہ ۳ تولہ
اسی طرح نقرئی سکے بھی کئی اقسام کے ہوا کرتے تھے۔ مثلاً۔
تنگہ محمدی تنگہ محمدی تنگہ علای تنگہ تغلق
تولہ نصف تولہ تولہ تولہ
یہی حال اسی سکوں کا تھا ان کی بھی متعدد قسمیں تھیں۔
تنگہ علای چیل چلکا تار
تولہ مساوی ۲۔ مساوی نصف آنہ مساوی بلیج آنہ
بہینہ سلاطین کے سکے جات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ان کے ایک
جانب وسط میں کلمہ شہادت اور اطراف خلفائے راشدین اربعہ رضی اللہ عنہم
کے اسماء کندہ کئے جاتے تھے اور دوسری جانب بادشاہ وقت کا نام
دارالضرب و سنہ منقش ہوتا تھا۔ تمام سکے گول ہوا کرتے تھے صرف
محمد شاہ بن من گنگو بہمنی کا سکہ مربع شکل کا تھا اور اس پر عبارت اس
طرح کندہ تھی۔



بعض ایسے بھی سکے دستیاب ہوئے ہیں جن میں دارالضرب اور سنہ کا پتہ
نہیں اور نہ ہی ان میں کلمہ اور خلفاء کے اسماء ہیں۔ اس اختلاف کی عین تین
نظائر معلوم ہوتی ہیں۔

اول نوبہ کہ محمد شاہ بہمنی بانی سکۃ اسلامی کے دور حکومت تک سکوں
کلمہ شہادت خلفاء کے اسماء دارالضرب اور سنہ کندہ ہوتے ہوں گے
اور اس کے جانشینوں نے سکون کا رنگ بدل دیا ہوگا۔ دوسری صورت یہ
ہو سکتی ہے کہ طوائف الملوکی و زراہو بہمنیہ سلطنت پر آخر آخر میں حاوی
ہو گئے تھے اور جو امامیہ مذہب کے پیرو تھے سکوں سے خلفاء کے ناموں کو



از جناب نجمہ افندی

فصل گل تھی اور صحرا بیخود خاموش تھا
خاک کے بستر پہ سبزہ نیند میں کہو یا ہوا
پھول تھے اپنی جوانی کے غور ہوش میں
تھا بلندی پر تکبر سر و قد اشجار کو
اُس کا ستنا مانہ تھا فطرت کے لب پر آہ تھی
اس قدر تھی آرزوئے دید ربانی جسے

ایک چشمہ تھا جسے بہنے کا اپنے ہوش تھا
سبز چادر میں حسین جیسے کوئی سویا ہوا
زندگی خاموش تھی اس عالم خاموش میں
چپ لگی تھی فکر کاوش میں زبان خار کو
اس فضا میں ایک زاہد کی عبادت گاہ تھی
وجہ تخریب نظر نہ تھی شکل انسانی جسے

سربسجدہ فکر انجام حسین سانی میں تھا
اُس کا گم گشت تہ خدا جھگل کی تنہائی میں تھا

خاشی پر چھوؤں کے تیسرے برساتا ہوا
جس کا نغمہ شغل زاہد میں خلل انداز تھا
یاد آتی تھی بہار اشیاں بھولی ہوئی
نغمہ طائر سے برہم تھا نظام عبدیت
چھین لی اک بے خبر نے بے خبر کی زندگی
چپ ہو اٹھایا فضاے دشت تہ لے لگی
دور ہے تجھ سے بہت امید گاہ عاشقی
اک نفس اس کا مقدس تھا بیاہرت تری

ایک طائر آنکلتا تھا کہی سکتا ہوا
اُس کی اگلی زندگی کی بازگشت آواز تھا
ذہن کر دیتا تھا حاضر داستان بھولی ہوئی
منتشر تھا صفحہ دل پر پیام عبدیت
وہم پر قربان کردی مشیت پر کی زندگی
کوشش نامحرم میں اک آواز غیب نے لگی
کس اندیرے میں ہے لے لے گم کردہ راہ عاشقی
اُس کی اک چمکار بہتر تھی عبادت ستری

تیرا سجدہ عرش کا پایہ ہلا سکتا نہیں
تو مجھے اوبے نیاز و دریا سکتا نہیں



ہندوستان - برما - سیلون کے

بہترین باغات

میں پھولوں - ترکاریوں اور پودوں کیلئے پوجا کئے جاتے ہیں۔ استعمال کئے جاتے ہیں۔ مصور کیلنگ مفت طلب کیجئے

پشن جی پی پوچا اینڈ سنس

۸ - پیر پورہ پونہ

ساگھہ ہایونی کی تقریب میں آخربیل لڑجیت سیک حب ذیل ادویہ
کے قیمتوں میں ۲۵ فیصدی کمی کی گئی ہے

نیا بے مثل ادویہ

بحرہ خاندانی عالیجناب حکیم مزارمٹوبیک صاحب دند و غذا یافتہ و مددگار شفا خانہ ہونانی کا
تریاق فاروق تیار کردہ حکیم عبدالعزیز خان صاحب رحمہم حکیم صاحب مرحوم کے
عمر بحر کا مایہ ناز سرمایہ ہے جسے اراضی بارہ کی تیرہ ہفت دوا ہے۔

قیمت فی تولد دھ، فی سرخ دھ،

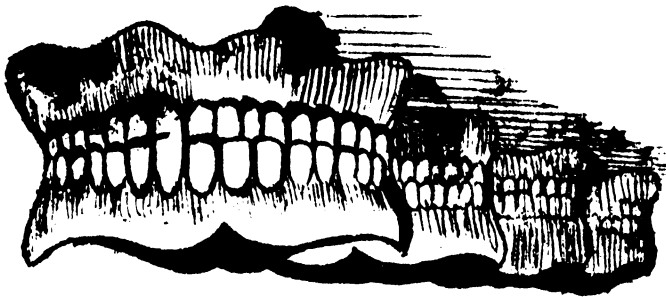
تریاق مجموعی تمام اراضی بارہ دھل فاج، لقوہ، استرقاد، اختناق، رحم
مرعہ وغیرہ کی بے خطا دوا ہے۔ قیمت فی تولد دھ، فی سرخ دھ،

حب الزہب متوی نوادوں کا بخورہ تمام کمزوریوں کا دافع خصوصاً
باہ و کمزوری اعضا و رتبہ کیلئے تیرہ ہفت ہے قیمت فی درجن دھ،

طلاد خاص لخاص لاجوائے ضرر۔ طلاء۔ تمام مردانہ کمزوریوں کا دافع
قیمت فی تولد دھ،

لبوب کبر خاص لخاص بعض نیا بے مثل سے تیار کیا گیا ہے قیمت فی تولد دھ،

المشہور تنظیم مطب اسم الشفاء بازار سدی غلہ حید آباد دکن قاتلہ طلب



کیا آجانتے ہیں

۱۔ اب ہمارا دانت زندگی بھر کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ آج ہی سے ارادہ کر لیجئے کہ ہر سال بلانا غم از کم ایک تیرہ
ماہر دندان ساز سے مشورہ کیا جائے۔

ڈاکٹر بی۔ آر۔ نائٹ

ڈنٹل سرجن (دینیا یونیورسٹی)

۱۱۳۳ گلہانغ نزد اکسلیس بلڈنگ جیڈ آباد دکن



زنتھ ریڈیو

کا صرف ایک ہی منظر ہے کسی شخص کو بھی مطمئن کر دینا کہ اس سے
بہتر ریڈیو نہیں مل سکتا۔

قیمتیں ۲۰۰ روپیہ اور اس سے زیادہ اثنا طاکے
آسان ذریعہ سے ادائیگی کا انتظام۔ اور نقد قیمت ادا
کرنے والوں کیلئے دلکش شرائط۔

تقسیم کنندگان

دی ریڈیو اینڈ ٹاک ہاؤس متصل جان ہوٹل حید آباد دکن۔

مصر قدیم میں عورت کی معاشرتی حیثیت

(از جناب حکیم عبدالحمید صاحب)

مصر قدیم کے متعلق ہر کو اب جو کچھ بھی معلوم ہے وہ سب حال کی اثری تحقیقات کا نتیجہ ہے ورنہ اس سے پہلے قرون وسطیٰ میں تاریخ کی جو باقاعدہ کتابیں تصنیف کی گئی ہیں ان میں بھی مصر قدیم کا کوئی خاص تذکرہ نہیں آتا۔ غالباً اٹھارویں صدی کے آخر تک ہم کو اس قدیم ملک کے متعلق مذہبی کتابوں کے ذریعہ صرف اتنا معلوم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں گئے اور وہاں انکو یہ واقعات پیش آئے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مصر لوں نے فلاں فلاں یہ سلوک کیا کہیں یا پھر ہیرودوٹس وغیرہ یونانی سیاحوں کے سفر نامے تھے جن سے ہم ان قدیم تہذیبوں اور تمدنوں کی ایک جھلک دیکھ سکتے تھے لیکن یہ سیاحت ایسے وقت میں کی گئی تھی جبکہ تہذیب و تمدن کے یہ اولین علم بردار اپنی عظمت و اقتدار کھو چکے تھے اور ان پر دوسری قومیں داؤد کرائی دے رہی تھیں اس وقت ہیرودوٹس یا آزارد فاسج قوم کے کسی فرد کا مفتوح و محکوم کے باقیات پر نظر ڈالنا وہی صورت اختیار کرتا ہے جس کا مشاہدہ ہمیں کھنڈروں میں اکثر ہوتا رہتا ہے جبکہ بعض یورپین سیاح ان پر ایک نگاہ غلط انداز کے ساتھ ایک خاص انداز سے ٹہکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

ہیرودوٹس کے سفر نامے کے مطالعہ سے ہمارے اس خیال کی تصدیق پائی جاسکتی ہے وہ جہاں بعض بعض مواقع پر مصر لوں کے تمدن سے متاثر معلوم ہوتا ہے وہاں اس ملک کے باشندوں اور وہاں کے رسوم و رواج کا بیان بھی لاابالبا نہ انداز سے کرتا ہے بہر حال ہم کو ان سیاحوں کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ان کے سفر ناموں سے گزشتہ عظیموں کے نقوش قائم رہے اور آج جبکہ دنیا اپنے ماضی کو شہساز کے ساتھ مڑ مڑ کر دیکھ رہی ہے اس وقت ان کے نقوش سے بعض اوقات بہت سے حل ہو سکنے والے مسئلہ حل ہو جاتے ہیں۔

۱۹۰۷ء میں جب فرانس کی فوجوں نے نیلیوں بونا پارٹ کی قیادت

میں مصر کھنچ گیا۔ اس وقت اس فوج میں جٹا بازاران میدان کے علاوہ کچھ شہسواران علم بھی تھے۔ انہوں نے مصر کے کھنڈروں اور وہاں کے باقیات میں غیر معمولی دیکھ بھلیاں کیں اور بعض تصویریں اور کتہہ کتے ہوئے پتھر چلتے ہوئے وہاں سے فرانس لے گئے۔ کتبوں کی عبارتیں ہیروگلیف خط میں لکھی ہوئی تھیں اس وقت اسکا پڑھنا اور سمجھنا ممکن نہ تھا۔

فرانس کی یہ فاتح فوج جب اپنے ملک واپس پہنچی تو کم و بیش شہر شخص کے دماغ پر مصر کے عظیم الشان ابراموں اور وہاں کے کھنڈرات کا اثر تھا۔ علماء کی مجلسوں میں اب مصر کے چرچے رہنے لگے ان سب باتوں کے نتیجہ کے طور پر دنیا کو اپنے ہنسی سے کچھ دیکھی پیدا ہو گئی اسی دوران میں شامپولن.....

Shampollion) ایک نوجوان فرانسیسی کو خطرہ مری کی داستان سن کر اس کے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اُسے چودہ برس کی عمر میں جبکہ وہ مدرسہ میں پڑھتا تھا قبطی زبان کی صرف و نحو پڑھی۔ یہ زبان قدیم مصری زبانوں سے نکلی تھی جس کا نام اہل یورپ نے ہیروگلیف (Hieroglyphe) متبرک پھر اس کے بعد کی ترقی یافتہ زبانوں ہیرائیگ (Hebraique) متبرک اور دیمینیک (Demelique) کے ناموں سے یاد کیا ہے۔ قبطی زبان انسان میں رائج تھی۔ شامپولن نے سترہ اعراس مدرسہ سے باہر آنے سے پہلے مصر کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا اس کے بعد پیرس آکر مصر کے آثار قدیمہ دیکھنے کے لیے گیا۔ جولور کے عجائب خانہ میں جج کر لیے گئے تھے۔

۱۹۰۷ء میں فرانسیسی تپ خانہ کے ایک افسر کو مصر کے ایک شہر رشید میں ایک پتھر ملا وہ اسے اپنے ساتھ فرانس لے آیا اس پتھر پر ایک عبارت تین خطوں میں لکھی ہوئی تھی ان تین خطوں میں ایک یونانی دوسری تھی فرانس کے علما نے یونانی خط کی مدد سے ڈیمینیک خط کو پڑھ لیا لیکن ہیروگلیف کی ابجد سمجھنے سے وہ قاصر رہا

علماء کا خیال تھا کہ کتبہ پر بادشاہوں کے نام لکھے ہوئے ہیں لیکن شاسپولون برابرس خط پر غور کرتا رہا آخر وہ اس مقصد میں کسی حد تک کامیاب ہو گیا اور اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر ہم قطعی زبان کی آج پر غور کریں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہیردگلیف خط سے اس کا کتنا گہرا تعلق ہے اس نے اپنے خیال میں کتبہ کی عبارت پڑھ لی لیکن پیرس کے اور فنکار نے قطعی زبان جانتے تھے شاسپولون کی تحقیقات کی ترویج کی اس کے بعد اس جان مہمت نے خود مصر کا سفر کیا۔ اور مصر قدیم کی زبان کی صرف دو نسخہ اس تحقیقات میں اس نے جو محنت کی اس کا اثر اس کی صحت پر خراب پڑا اور آخر کار وہ ۳۳ سالہ میں جبکہ اسکی عمر محض اکتالیس سال تھی وفات پا گیا۔ شاسپولون نے ثابت کر دیا تھا کہ خط ہیردگلیف پڑھا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد بہت سے علماء کو مصر کے آثار اور عمارتوں کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ ان ہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ایک نیا علم پیدا ہو گیا جس کو فرانس میں ازپولری اور انگلستان میں اجیپٹالوجی و مصریات نام دیا گیا مصریات کے عالم صرف مصریات ہی میں نہیں بلکہ یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی موجود ہیں اور اب خود مصری فضلا بھی اس میں کافی دلچسپی لینے لگے ہیں۔ عالمان مصریات کا کام صرف کتبہ پڑھنا نہیں ہے بلکہ وہ اپنے علم کو مکمل اور وسیع کرنے کے لیے عمارتیں اور قبریں اکھودتے ہیں اور جو چیزیں وہاں سے دستیاب ہوتی ہیں ان پر غور و بحث کرتے ہیں اور اپنی ان اثری تحقیقات سے مصر قدیم کے باشندوں کے معاشرتی معاشی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور مذہبی حالات کے کھوج نکالتے ہیں نقاشی کی ہزاروں چیزیں رسیب و زینت کی سینکڑوں کتبیاں اور مصری کتابیں جو پاپیروس کے پتوں پر لکھی ہوئی ہیں انھوں نے حاصل کر لی ہیں۔ ہیردگلیف اور اس کے بعد کی زبانوں کی صرف دو صورتیں کر لی گئی ہیں اور اب مصری نوشتوں کو پوری محنت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

تحقیقات کا یہ ذوق برابر بڑھتا رہا اور عجیب غریب انکشافات اس ذوق کو بڑھتے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سن ۱۸۵۸ء میں مشردس نے اٹھارویں خاندان کے بادشاہ توتمیس رابع کا دفن دریافت کر لیا جس میں بہت سی نادر چیزیں کے علاوہ اس بادشاہ کا گھوڑا بھی دفن تھا لیکن سب سے اہم انکشاف جس نے مصریات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا وہ مقبرہ توت عنخ آمون ہے جو نومبر ۱۹۲۲ء میں مسٹر کارٹر کی سرکردگی میں کھدایا گیا تھا مقبرہ کیا تھا۔ پورا ایک تلو تھا جس میں سو میانی لاشیں میسول قسم کے آلات و اوزار سینکڑوں تصویریں اور کتبے تھے جو اس وقت کی معاشرت اور تہذیب کے غدو غال کو نمایاں کر رہے تھے اور اب معلوم ہوتا تھا کہ ایک عجیب خاصہ مزیں مینا کو زمین میں دفن کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مصر قدیم کے متعلق جو کچھ بھی ہم اس وقت جانتے ہیں وہ سب ماہرین مصریات کی محنت و کوشش کا نتیجہ ہے اور اس ملک کی عورتوں کے معاشرتی حالات کے متعلق جو کچھ لکھا جانوا الہیہ وہ بھی سب انھیں تحقیقات سے ماخوذ ہے غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس مضمون سے دلچسپی لینے کے لیے یہ تمہید کس قدر ضروری تھی۔ اب ہم مصر قدیم کی عورت کی معاشرتی حالت کا ایک عمومی نقشہ پیش کرتے ہیں اس کے بعد عورت کی زندگی کے بعض مخصوص عنوانات کے ماتحت معلومات پیش کریں گے۔

شہر طیبہ کا ایک عام منظر

ملک میں اور راستے تنگ ہیں ایک منزلہ مکانا جو گارے سے بنائے ہیں ہر طرف نظر آتے ہیں کہیں دو منزلہ مکانات بھی دکھائی دے

جاتے ہیں بہت کم مکانات ایسے ہیں جن کے دروازے بند ہیں اس لیے ہم اکثر مکانوں کا جائزہ لے سکتے ہیں عام طور سے مکانوں کا اندرونی حصہ صاف ستھرا نظر آتا ہے۔ رفیرچر بہت کم ہے کھجور کے پتوں کی چٹائیاں جو بیٹھنے اور سونے دونوں کے کام آتی ہیں۔ مٹی کے چندر کا بیاں۔ چار پانچ پیالے مٹی کے مرتبان جن میں پانی اور تیل بھرا ہوا ہے اور کسی دیوتا کی ایک چھوٹی سی مورتی۔ بس یہ کائنات تھی جو عام گھروں میں پائی جاتی تھی بعض گھروں میں لکڑی کے دو ایک صندوق بھی میں بعض دو منزلہ مکانوں کی نیچے والی منزل میں ایک کمرہ گدھے کے لیے مصطلع کا کام دیتا نظر آتا ہے۔

فقط ایک کرتاپنہ ہوئے بچے ہر جگہ کثرت سے دکھائی دیتے ہیں اور اکثر گھروں میں عورتیں حاندای کے کاموں میں مصروف دکھائی دیتے ہیں کہیں کوئی عورت جلی میں رہی ہے کہیں روٹی پکارتی ہے کہیں کوئی اپنی مسائی کی مدد سے ایک بھڑکی سی کھدی پر کپڑا بن رہی ہے۔ ان مکانوں میں دن کے وقت مرد کہیں کہیں خال خال نظر آتے ہیں وہ طلوع آفتاب کے وقت اپنا کھانا ساتھ لیکر کام پر چلے جاتے ہیں اور شام تک واپس نہیں آتے جس قدر بازار کے قریب پہنچتے جاتے ہیں اسی قدر یہ مرد کام کرتے نظر آنے لگتے ہیں بیٹروں کی آواز لوہار کی ایک دکان کے سامان کے نیچے کی طرف کھینچی ہے جہاں دوڑے کئے آدمی ایک جنگلی رتھ کے گھوڑوں کے لیے کاٹھی تیار کر رہے ہیں۔ ہمارا ساتھی ہم سے دفعتاً کہتا ہے کہ فلاں سامان کے قریب نہ چلے جانا پھر اسکی تشریح وہ یہ کرتا ہے کہ وہ کپڑا رنگنے کا کارخانہ ہے اس کے بعد ایک مصری نظم کا حوالہ دیکر کہتا ہے کہ ”مٹری ہوئی مٹری کی طرح رنگوں کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔“

پتہ پتہ سے ہمارے پاس مصری خواتین کا کوئی ایسا مجموعہ نہیں ہے جس سے ہم وہاں کے معاشرتی حالات کا بیک نظر اندازہ لگائیں برخلاف اس کے کم اہل میں حورانی توہین کو نافذ کچھ نہیں اور اب اسکے ذریعہ ہماری بہت سی مشکلیں رفع ہو جاتی ہیں۔ جس طرح انسانی تمدن کی بعد کی تاریخ میں چند افراط پر کل ایک خاندان یا گھر نے کام و جد و جہد سے ہو گیا اسی طرح قدیم مصری سوسائٹی میں بھی لوگ الگ الگ خاندانوں میں منقسم ہو کر زندگی بسر کرتے تھے رشتہ اور برادری کا احساس بہت گہرا تھا اور مختلف گھرانوں کے درمیان چوری اور راہ کو قسم کی رنجیریں موجود تھیں وقتی قانون کے مطابق شخص صرف ایک ہی بیوی رکھ سکتا تھا جو اس کی اولاد کی نگرانی کر سکتی تھی۔ بیوی کے تمام حقوق شوہر کے برابر تھے عورت کے ساتھ بہترین سلوک کرنا مرد کا فرض سمجھا جاتا تھا۔ عورت اپنے شوہر اور اپنی اولاد کی تمام راحتوں اور مسرتوں میں برابر کی شریک تھی وہ گھر کی خادمہ نہ تھی بلکہ ملکہ تھی اس وقت تک جتنے اثمار اور کتبے پائے گئے ہیں ان پر اس خوشگوار رشتہ کے مسلسل واقعات نہایت واضح طور پر کتبہ ہیں۔

شوہر اور بیوی کا رشتہ خالص اور مستقل محبت کا رشتہ تھا اور وہ اکثر دونوں کے بچپن ہی کے زمانہ میں شروع ہو جاتا تھا اس کا سبب بہت دلچسپ ہے اور یہ ہے کہ سوسائٹی کے ہر طبقہ میں یہ رواج عام تھا کہ سگے بھائی بہن جوان ہو کر میاں بیوی بن جاتے تھے ہر شریف نوجوان کا فرض تھا کہ وہ اپنی سگی بہن سے شادی کرے اگر گھر میں بہن کے ہوتے ہوئے کوئی نوجوان دوسرے گھر کی لڑکی سے محبت یا شادی کرنا تھا تو اس کا بغیر غیر شریفانہ اور قابل اعتراض سمجھا جاتا تھا۔

مصر قدیم میں عورت کی غیر معمولی قدر و منزلت کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ وراثت کا سلسلہ سب سے بڑے لڑکے کی طرف نہیں بلکہ سب سے بڑی لڑکی کی طرف منتقل ہوتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ دولت اور جائیداد لڑکیوں کو نہیں بلکہ لڑکیوں کی ملک ہے جس چیز کو خون کا رشتہ کہتے ہیں اس کا اصلی مرکز ماں تھی باپ نہ تھا اور ماں ہی گھرانے کی رنجیر کی سب سے زیادہ مضبوط لڑی تھی ماں کی تعریف و توصیف میں اس زمانہ کی تمام تحریریں بھری پوری ہیں۔

ہر نوجوان کو سب سے پہلے تعلیم کی عباتی تھی کہ وہ شادی کر کے اپنا گھر بناے اور ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالے بزرگوں کا کام تھا کہ وہ نوجوانوں کے اخلاق کی نگرانی کریں اور انہیں گرامی سے بچائیں۔

مصر قدیم کے ایک عاقل مذہبی پیشوا کی ایک تحریر ملاحظہ ہو اور ان الفاظ میں نوجوانوں کو متنبہ کرتا ہے۔ "ایسی عورت سے ہنسیار ہو جو باہر والی ہو اور شہر میں لوگ اسے نہیں جانتے ہوں وہ سمند کے گہرے پانی کا گردا پ ہے جس کی کوئی پکاش

نہیں کی جاسکتی۔ اگر کوئی ایسی عورت جس کا شوہر کہیں دور گیا ہو اور تم کو خط لکے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ تم کو جال میں پھنسانا چاہتی ہے۔ یہ کیسا ذلیل کام اور ہلک جرم ہے۔"

بعض مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں کہ عورت کو مرد نے گھر کا سارا اندوختہ اور مال و اسباب سوچ دیا اور خود اس امید میں ماتحت ہو کر رہا تھا کہ اس کی بیوی اس کی کٹکٹ حیات کا مکمل بندوبست کر دے گی اور اچھے سلوک کے ساتھ رہے گی۔

وقتی قانون عورت کو کافی آزادی دیتا تھا اور قدیم مصری شاعری سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مرد و عورت کے درمیان رشتہ محبت قائم ہونے میں کوئی بڑی چیز سدھ نہ تھی اور سب کو آزادی حاصل تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ معمولی طبقے کی عورتوں کو ایسی آزادی اور اسٹش حاصل نہیں تھی پھر بھی وہ ان عورتوں سے بدرجہا بہتر تھیں جو محنت گرم محاکم میں غیر مذہب اور غیر تمدن سرزمین میں پیدا ہوئی تھیں اس غیر ملکی حالت کے متعلق زیادہ جرح و قدح فضول ہے آج میں صدی میں بھی جب کہ مساوات "مساوات" کی پکار ہر طرف سنائی دیتی ہے۔ امارت اور غربت کا یہ نقشہ قائم ہے فرعون مصر کی حکومت کے متعلق تو معمولی سمجھ والا انسان بھی یہ پکارا اٹھے گا کہ وہ اس کی بنیاد اسی عدم مساوات ہی پر رکھی گئی اور فرعون کو اپنی حکومت کے قیام کے لیے مزدوری تھا کہ وہ اس حالت کو قائم رکھیں مصر ادب اہل ہر دو محاکم میں غلامی کا رواج تھا۔ یہ ظاہر کا شکار آنا معلوم ہوتے تھے لیکن حقیقتاً وہ بھی جاگیرداروں اور ملکس و مصل کرنے والوں کے مظالم سے محفوظ نہیں تھے بڑے بڑے تعمیری کاموں کے لیے غلام بڑی تعداد میں جنگوں کے ذریعہ حاصل کئے جاتے تھے۔ بہر حال امارت و غربت کے اس امتیاز کے باوجود قراعنہ مصر کے زمانہ میں جو عروج اور غلبہ عورتوں کو حاصل ہوا آج بیسویں صدی میں بھی رشک کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے اور یونانی میاں کو مصری عورتوں کی معاشرتی حالت دیکھ کر محنت و تحسین ہوا تھا۔

مصر میں عہد بطلیموس کے بہت سے مخطوطات دستاویز ہیں اور کتا بچے دستیاب ہوتے ہیں جن سے ہم کو نہ صرف اس متوسط طبقہ عہد کے مراسم شادی بیاہ کا علم ہوتا ہے بلکہ عہد قراعنہ کے حالات بھی روشنی میں آتے ہیں۔

مصر میں عورتوں کی خدایان مختلف اطوار و اوضاع سے ہوتی تھیں جن میں عورت کی

ہوتی ہیں جو شاہی محل میں مقیم ہوتے ہیں یا دربار شہر کے بڑے گھرانوں سے ہوتی ہیں اور بعض صوبہ بھی ہوتی ہیں یعنی (مشرقی) اور لوہہ کی بنیاں یا بنہیں ان میں سے جسکی طرف زیادہ شاہی میلان ہوتا تھا اسی قدر اسکا مرتبہ بلند سمجھا جاتا تھا اسکی تقریب موجود ہے کہ نہرن کے ایک رئیس نے آسمن پٹ نالت کے پاس ایک ہدیہ بھیجا تھا جس میں اس کی بڑی بیٹی اور تین سوسترہ نوجوان ایسی عورتیں تھیں جن کے پستان خوبصورت تھے۔

جس عورت کو بادشاہ کی زوجہ شرمیہ کا درجہ حاصل ہوتا تھا وہ عموماً بادشاہ کی بہن ہی ہوتی تھی۔ کیونکہ مصریوں کی عموماً بھی کوشش ہوتی تھی کہ اس مرتبہ کو بہن کے واسطے خاص کر دیں تاکہ اس کو ایک بڑا مرتبہ حاصل ہو جائے اور بادشاہ کے ساتھ ساتھ حکمرانی میں اس کو حصہ مل سکے۔

ملکہ کے لیے اس ایک امر کی تقریب ہوتی کہ وہ خاص طور سے جلدی ملبوس میں بادشاہ کے ہمراہ لوگوں سے پیش پیش رہے بقیہ عورتوں کو اس کی اجازت نہ ہوتی تھی بلکہ ملکہ کے ذمہ کچھ خاص خاص فرائض بھی ہوتے تھے منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ مذہبی مجلسوں میں وہ بادشاہ کے سامنے شراب اور قسم قسم کے خوشبوئیں اور بھول وغیرہ پیش کرے اور سبھی مجلسوں میں اس کے ساتھ رہے۔

اگر بادشاہ جنگ میں شرکت کی خاطر دارالحکومت سے باہر جائے تو اس کی نیابت میں فرائض ادا کرے۔ قدیم شاہی خاندانوں میں اس کے القاب یہ تھے۔

لطیفہ عظیمہ، صدیقہ، مال تاج محبوبہ۔ بعد کے خاندانوں میں اس کے القاب یہ تھے۔ خدا کی بیوی خدا کی با عظمت بیوی اسکا نام بھی بادشاہ کے نام کی طرح لایا جاتا تھا پر کنگہ کیا جاتا تھا شہر کے مرنے کے بعد بھی اس کے فرائض اس سے سلب نہیں کر لیے جاتے تھے

بلکہ دیکھا جاتا تھا کہ اگر اس کی اولاد میں سے جو تخت نشین ہوا ہے اسی فرائض کے انجام دہی سے قاصر ہے تو اس پر زوجہ شرمیہ کو دلی مقرر کر دیتے تھے اور جب تک وہ بچہ اچھی طرح ہو نہ سیکھتا رہتا ہو جائے اس وقت تک اس کو با اختیار سمجھا جاتا تھا اور اگر اس کے بطن سے کوئی لیا بچہ نہ ہوتا تھا جو تخت و تاج کا وارث بن سکے اور دوسری بیوی کا کوئی لڑکا بادشاہ بنتا تو بھی اس کے لیے کوئی چیز مانع نہ بنتی اور جب تک اس میں حسن و جمال موجود رہتا تو اس سے اسی طریقہ سے ملتی رہتی جس طرح اس سے قبل اس کے باپ سے ملتی تھی لیکن بہر حال شہر کے مرنے سے اس پر ایک قسم کی مصیبت ضرور نازل ہو جاتی تھی اس واسطے کہ جانشین بہت کم اس کو اس

حیثیت بھی مختلف ہوتی تھی بعض شادیاں تو بالکل معمولی طریقہ پر کر دی جاتی تھیں بعض اوقات شادیوں میں بڑے بڑے اہتمام کئے جاتے تھے ظاہر ہے کہ اس اختلاف کا تعلق امارت و غربت سے تھا۔ عورت کو اپنے شریک زندگی کے انتخاب میں رائے دینے کا اختیار حاصل تھا بعض شادیوں میں عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ کامل قانونی مساوات حاصل ہوتی تھی۔

مصری لڑکی جس وقت سن بلوغ کو پہنچ جاتی تھی تو اپنے معاملات میں بالکل مستقل سمجھی جاتی تھی اور اس کو انہیں اپنی منشا سے طے کرنے کا اختیار حاصل تھا میاں بیوی کے تعلقات محض اسی کی رضا مندی پر موقوف تھے وہ جس سے چاہتی اپنا عقد کرتی اور محض فریقین کی رضا مندی پر ازدواجی تعلق قائم ہو جاتا تھا۔ مصری قوم میں غیرت کا جذبہ کم اور ازدواجی تعلقات کی کثرت تھی ان کے نزدیک بھائی بہن کا نکاح تو درست سمجھا ہی جاتا تھا لیکن اگر باپ بیٹی کے درمیان ازدواجی تعلقات قائم ہو جائیں تو ان کو بھی جائز تسلیم کیا جاتا تھا۔ بہر حال مساوات کا پورا پورا احاطہ تھا۔

شادی شدہ جوڑوں کے محبت جو مقبروں سے دستیاب ہو رہے ہیں وہ بہت دلچسپ ہیں۔ ان میں یا تو عورت مرد کے ساتھ برابر مساویانہ طریقہ پر بیٹھی ہوتی ہے چلنے کی حالت میں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر مرد کی کمر میں اپنے ہاتھوں سے حلقہ بنا کر چلتی ہے۔

بیوی کو سالانہ خراج اور جہیز دینے کی رسم جواب تک پورپ کے بعض مقامات میں اب بھی ان قدیم مصری آثار سے اس کی صہیت واضح ہوتی ہے۔

اب تک تو متوسط طبقہ کے لوگوں کی شادیوں کے رسم و رواج کا ذکر غفلت سے کیے طبقہ کے لوگوں اور غلاموں میں بھی شادیاں ہوتی تھیں مگر چونکہ غلام کسی جایدا کا مالک نہیں ہو سکتا تھا اور اس کی آمدنی غیر معین اور منشا ہی حالات غیر یقینی تھے اس لیے اس طبقہ کے شادیوں کے رشتے بھی بہت زیادہ مضبوط نہیں ہوتے تھے پھر بھی نیک چلنی ان کا شعار تھا اور بد اخلاق و زنا کاری نہایت ذلیل اور مذہوم حرکت سمجھی جاتی تھی۔

بادشاہ کی بہت سی بیویاں ہوتی تھیں لیکن ان میں سے صرف ایک زوجہ شرمیہ کہلاتی تھی۔ اکثر یہ عورتیں ان شریف خاندانوں سے

واقعات مضقہ کہانیں کی صورت میں باقی رہ گئے۔

ملکہ حشیشہ اپنی ایک کتاب میں قصہ بیان کرتی ہے کہ وہ ایک دن "خداے آسمان" کے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہی تھی کہ اسے وحی خداوندی کا احساس ہوا جس میں اسے حکم ملا کہ وہ ان شہر مد (بلادنت) کی طرف از سر نو لشکر کشی شروع کر دے اور ان راستوں کی تحقیق مال کرے جو ان ملکوں کو جاتے ہیں۔ تب اس نے وحی خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے ایک بہت بڑی کشتی بھر احرار میں روانہ کی تاکہ ان عجیب غریب ملکوں کی تحقیقات شروع کر دی جائے۔

ہم یہ تو نہیں بیان کر سکتے کہ اس کشتی کو وہاں پہنچنے میں کتنی مدت لگی لیکن بہر حال آخر میں وہ ہرنیل کے اس پہاڑ پر پہنچ گئی جو بلاد "حربال" میں نکلتا تھا۔ اور پہاڑ کے ساتھ ساتھ چلتی رہی یہاں تک کہ ان بلاد کے ایک گاؤں میں پہنچ گئی۔ مصریوں نے دیکھا کہ "دنت" کے باشندے عجیب غریب مکان میں رہتے ہیں بعض بعض ایسی بلندیوں پر بنے ہوئے ہیں جن میں جانے کے لیے سیڑھی لگا کر چڑھنا پڑتا تھا وہاں کے باشندوں کا رنگ سیاہ نہیں ہے بلکہ مصریوں کے رنگ سے ملتا جلتا

ہے مرد بچے دھاردار زیورات اور نہایت مخمّر لباس پہنتے ہیں اور عورتیں بغیر آستین کی زرد چادر پہنتی ہیں اس مصری تحقیقاتی مہم کا سردار "نہسی" تھا جو ایک اور سردار اور آٹو لشکریوں کے ساتھ وہاں پہنچا تھا۔

یہ مصری مہم جیب اپنے سفر سے واپس آئی تو مصری قوم اس کے استقبال کے لیے شہروں سے باہر نکل آئی اور سب لوگ "زرافہ" کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ متعجب ہوئے جسے یہ مہم بلاد دنت سے لائی تھی اس طریقہ سے یہ مصری مہم بہت زیادہ کامیاب ہوئی بلکہ حشیشہ نے اسی مہم پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس کے بعد بار بار اس قسم کے لشکروں کو بھیجتی رہی۔

ملکہ حشیشہ نے ایک عظیم الشان مندر کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی یادگار چھوڑیں ہیں جو اس کی عظمت اور شان کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ ایک دن وہ محل میں بیٹھی ہوئی خدا کے متعلق کچھ سوچ رہی تھی کہ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ "آسمان" صید کے سامنے دو ستون بنائے جائیں چنانچہ اس نے سخت انجیز کو حکم دیا اس نے حکم کے مطابق عظیم الشان چھروں کے دو ستون نیل کے راستے وہاں پہنچا دیے ایک نخل "لیکوئبرا" ہر تیس کے کنارے اب بھی موجود ہے جس کی لمبائی اب ۲۷۰ قدم ہے اور ہر ایک کا وزن تین سو پچاس ٹن ہے۔ آجکل کے انجینئران میں کہنا ہوتا ہے

۱۷ قوت فتح آسمان" مولفہ ن۔ بی سلطوبہ مصر صفحہ ۱۷۴۔

۱۸ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب "مصر و مصریہ" ۱۷۵۵ء۔

نظر سے دیکھتا تھا جس طرح سلف نے اس کو منظور نظر رکھا تھا۔ ان ملکوں میں سے جو اپنے شہروں کی وفات کے بعد بھی مملکت میں داخل ہیں وہ زیادہ مشہور تھیں۔ ایک "اع ہوتپ" دوسری "حمیس"

بعض لغات میں "خون" اتن" کی ایک تصویر ملی ہے وہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے اس کی بیوی شراب بہا رہی ہے اور اس کی چھوٹی بیٹی کچھ بھول اور کیک پیش کر رہی ہے۔

بادشاہ اپنی صغیرین لڑکیوں کی شادی روسا یا بیسہ مہرہ داروں سے کر دیا کرتا تھا اور ان کے گواہ کیلئے زمین کے بڑے بڑے قطعات دیدیا کرتا تھا اور قدیم طبقات میں شاہی نسل کے لیے خاص خاص وظائف بھی مقرر ہوتے تھے اور کچھ وظائف پولیس افسروں اور روسا و خزانہ اور روسا و محکمہ تصافوت اور کتاب مقدس کے کاتبوں اور پڑھنے والوں اور افسران کے لیے بھی ہوتے تھے یہ لوگ جنگ کے مواقع پر بادشاہ کے ہم کاب ہوتے تھے اور قلعوں پر چڑھائی کے وقت لشکر کے پیش پیش رہتے۔

امرا اور روسا کی تربیت میں وہ سردار عورتیں جن کو حکومت میں قوت نافذ حاصل ہوتی تھی شریک رہتی تھیں۔ تاریخی روایات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ "خون اتن" کے قصر میں ایک صاحب نفوذ عدوت تربیت کے فرائض انجام دیتی تھی

۱۹ء میں قبل مسیح ایک عظیم الشان ملکہ مصر میں تخت نشین ہوئی باوجود اس کے کہ مصر کے لوگ عورت کا احترام کرتے

تھے اور بادشاہ کی ماں کا بھی وہی اعزاز تھا جو اس کے باپ کا تھا پھر بھی عورتوں کی تخت نشینی کا زیادہ رواج نہیں تھا۔ ملکہ حشیشہ چونکہ ایک با عظمت ملکہ تھی اور عرصہ دراز تک وہ مصر پر حکمرانی کرتی رہی تھی اس لیے ہم اس کا تذکرہ اس جگہ مناسب سمجھتے ہیں اپنے دوران حکومت میں اس نے ایسی ہی شہرت حاصل کی جس طرح ملکہ "کلوئیا" اور ملکہ "کلوئیا" نے۔

ملکہ حشیشہ کے دوران حکومت میں اس کا شوہر بھی حکمرانی میں شریک رہا شوہر کے بعد اس کا بھتیجا اس کی مدد کرتا رہا لیکن حقیقتاً جس سال تک وہ بطلان العنان ہو کر مصر پر حکمرانی کرتی رہی۔

دنیا کا جب عہد طفولیت تھا حشیشہ کے عہد حکومت سے قبل مصری اقوام بحر احمر کے جنوبی جانب "بلاد دنت" کی طرف لشکر کشی کیا کرتی تھیں بعض لوگ ان شہروں کو امن سماویہ بھی کہتے ہیں لیکن یہ سلسلہ گزشتہ زمانوں میں ختم ہو گیا اور ان کے

اختیار تھا کہ وہ اپنے طبقہ کی جس قدر عورتوں سے چاہے نکاح کر لے لیکن اس سے عورتوں کے حقوق میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ ان میں سے ہر ایک علیحدہ مکان میں رہتی تھی اور اس کو اپنے ماحول میں پوری آزادی حاصل تھی خواہ جس بیوی کے ہاں جاتا وہاں اس کی حیثیت ایک مہمان کی سی ہوتی اور اس کا اسی طرح استقبال کیا جاتا تھا کہ جس طرح ایک میزبان اپنے مہمان کا کرتاہے۔

نکاح کے عہد نامہ کی ابتدا مصر کے آخری شاہی خاندانوں میں عمل کی وہ تیزی نہیں رہی اس کی جگہ تکمیل نے لے لی

مصری فرماؤں کا وہ تخت جو سرگرم عمل اور باجیروت شہنشاہوں کا مسکن تھا اب امام پسندانہ تکمیل فرماؤں کے پاس تھا یہ وہ ہے کہ اب اور نقل و خون اور ملک گیری کے مظاہر کی بجائے تمدن و معاشرت میں نئی باتیں اختراع کی جا رہی تھیں۔ فرعون بوخس نے ایک خاص مذہب ایجاد کر کے اس کو رواج دینا شروع کیا اس کی رو سے حق انتقال ملکیت جائز رکھا گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ جب تعدد ازواج کی رسم اپنے پورے لوازم سے جاری تھی۔ یہ صورت حال دیکھ کر عورتوں کو اپنی پڑی اور انھوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کی تدبیریں شروع کر دیں اور نکاح کے وقت عورتیں مردوں کو بہت سی شرطوں کا پابند کرنے لگیں۔ مثلاً ایک عورت کی موجودگی میں اگر مرد دوسری عورت سے نکاح کرے گا تو اس بیوی کی اولاد کو وہ نہ میں کوئی حق نہ ہوگا بلکہ تمام ورثہ کی مالک پہلی اولاد ہوگی بعض عورتوں نے خلع کا حق بھی اپنے لیے محفوظ کر لیا اور بعض تو اتنی بڑھیں کہ مرد کو طلاق کا حق قطعی نہیں ہوگا لیکن عورت جس وقت چاہے مرد سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے عورتوں کی اس سخت گیری اور ان شرائط نامیوں اور دستاویزوں کا یہ اثر ضرور ہوا کہ تعدد ازواج کا بہت حد تک انکسار ہو گیا ہم آخر کے کسی عنوان میں مصری عورت کے انحطاط پر بھی روشنی ڈالنے کا قصد رکھتے ہیں۔

خانگی زندگی سے باہر ہیریوڈلش اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ مصر کی عورتیں تجارتی مصالح اور اغراض کی خاطر بازا

میں جاتی ہیں اور بعض بعض تجارتیں ان کے ہاتھ میں ہیں اس کے بخلاف دیگر ملکوں میں کہ پڑاؤں کرتے ہیں ہیریوڈلش کا یہ بیان اس زمانہ کے متعلق ہے جبکہ وہاں غیر مصریوں کی حکمرانی کا دور دورہ تھا اس بیان کی نقدین کو قدیم تصویریں اور کتبوں سے بھی ہوتی ہے کیونکہ کائنات فرعون مصر میں بھی عورتوں کو باہر نکلنے اور تجارتی امور میں حصہ لینے کی ممانعت نہیں تھی اور ان کا اس عہد میں بھی تقبیلاً

پھر کس طرح نقل کیا گیا یہ سخت کی کارگیری تھی کہ وہ ان دونوں کو دیرلے نیل میں بہا کر لے آیا اور لاکر لقب کر دیا اور اس تمام کام میں صرف سات مہینے کی مدت صرف ہوئی ان میناروں میں سے ایک مینار اب گر چکا ہے اور ایک اب تک موجود ہے بہر حال یہ دونوں ستون اس چیز کو ظاہر کرتے ہیں کہ ملک کے ارادے بہت بلند تھے اور گزشتہ زمانوں میں ملک کو اس قسم کی چیزوں میں نہایت مہارت تھی اور وہ اپنے خالق کے معاملہ میں سوچ بچار کرنے میں اپنا بہت سادقت صرف کرتی تھی۔

تعدد ازواج تعدد ازواج کی صورت میں مرد و عورت میں مساوات یا عورت کے حقوق کی حفاظت کس طرح ممکن ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو مصر کے قدیم حالات اور وہاں کے باشندوں کے معاشرتی کیفیات کا مطالعہ کرنے کے بعد قدرتی طور پر دل میں پیدا ہوتا ہے لیکن یہ سوال ایسا پیچیدہ اور حل نہ ہو سکتا والا نہیں ہے جیسا کہ یہ نظر ہر معلوم ہوتا ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم اس ملک کی نہایت اجتماعی پر عورتیں جیسا کہ مصر میں مردوں کے چند ممتاز طبقات موجود تھے اور ہر مرد کو اپنے مخصوص طبقہ میں ہی نکاح کی اجازت تھی یہی بیوی اس کی قانونی بیوی سمجھی جاتی تھی اور گھر کے اندر وہ اس کا درجہ رکھتی تھی اور اس کو وہی سب حقوق حاصل تھے جن کا تذکرہ اوپر کی سطروں میں آچکا ہے اپنے طبقہ کی ایک عورت سے شادی کر لینے کے بعد مرد کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ کسی طبقہ کی دوسری عورتوں سے شادی کرے ہاں اسے اس کی اجازت تھی کہ اگر وہ اسکی ضرورت سمجھے تو کچھ لونڈیاں رکھ سکتا تھا ان لونڈیوں پر اہل بیوی کا پورا اقتدار اور اثر ہوتا تھا اور وہ اپنے مالک پر کوئی قانونی حق نہیں رکھتی تھیں مرد صرف اپنے عیش و آرام کے لیے انکے کھانے اور کپڑے کا کفیل ہوتا تھا اور ان کی آسائش و دلریش کے دوسرے سامان مہیا کرتا تھا دوسرے مہم کا رکھنا کسی کے لیے کوئی بڑی بات یا بلا خلاق نہیں سمجھی جاتی تھی۔

مصر کے یاد خواہوں کی حالت ازواج کے معاملہ میں کسی خاص اصول کی پابند نہیں تھی اور ان میں بطور داشت یا کنیز سیکڑوں عورتیں رکھنے کا رواج تھا اس لیے اس صورت حال کا اثر وہاں کی پبلک پر بھی پڑتا یعنی تھا چنانچہ وحدت ازواج کی حالت اور پر بیان کی گئی ہے وہ بہت عرصہ تک قائم نہیں ہو سکی تھی ایک ایک مرد اپنے ہاتھ کی گئی گئی عورتوں سے نکاح کرنے لگا اور تعدد ازواج کا وہ دورہ ہو گیا لیکن بہرین اثرات نے بہت سے خواہم کے بعد نتیجہ نکالا کہ تعدد ازواج کے باوجود مصری عورت کے حقوق قائم رہے چنانچہ مسز لوزیا برنس مسکن فراتی ہیں کہ اگرچہ مرد کو اس کا حق و

دہی حال تھا جس کا نقشہ سپر ڈولس نے کھینچا ہے بولنے جوتے اور کھیتی کاٹنے میں اور دوسرے کشتی اور معاشرتی کمپنیں عورت مردوں کے ساتھ برابر کا حصہ لیتی تھیں۔ علوم کی تکمیل میں وہ نمایاں تھیں چنانچہ "اکائس" "ایزنا" اور "سینٹر" نامی علم فکلیہ میں مہارت رکھتی تھیں اور باغیچہ علم فلسفہ سے بے شغف رکھتی تھیں۔

مصری جنازوں میں بھی عورتوں کی شرکت ضروری تھی مقابر سے جو تقویریں ہوتی ہیں جو کہ ان کا جنازوں سے قریبی تعلق ہے اس لیے ان میں جنازوں کے مناظر کی بھی کثرت ہے۔ مصر میں جب کوئی بڑا آدمی مر جاتا تھا تو اس جنازہ کا جلوس بھی بڑا اور شاندار ہوتا تھا۔ میت کی تمام ضروری رسمیں جب خدا خدا کر کے ختم ہو جاتی تھیں اور جنازہ گھر سے روانہ ہوتا تھا تو اس وقت سب سے آگے خادموں کی ایک جماعت ہوتی تھی جن کے کندھوں پر بڑے بڑے خاچے رکھے ہوئے ہوتے تھے ان خاچوں میں پھل کی ایک قسم قسم کے پھول اور خوشبوئیں شراب کی مراحیاں اور لکڑی کی تختیاں اور دوسرے تبرکات ہوتے تھے۔ یہ سب چیزیں میت کے ساتھ مقبرے میں رکھی جائیں گی تاکہ اس ہولناک جگہ میں اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ خادموں کی اس جماعت کے پیچھے ایک اور مختصر سی جماعت ہے جو بڑے بڑے صندوق تختوں پر رکھے ہوئے ہیں اٹھائے ہوئے ہے اور ان کے دائیں بائیں دو بونجی میں انکے پیچھے پیچھے ایک اور جماعت ہے جو چھوٹی چھوٹی تقویریں ہتھیا رہے ہیں۔ انکو گھٹیا اور ہار لیے ہوئے ہے اور انکے قدم بقدم کچھ لوگ مقدس کشتی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور انکے پاس بھی چھوٹی چھوٹی تصویریں اور کچھ پرندوں کی تصویریں بھی ہیں جو ان کے خیال میں روح کی مشکل صورت ہیں پھر سات یا آٹھ آدمی پھولوں سے بھرے ہوئے صندوق اور غطر کی شیشیاں لئے ہوئے چل رہے ہیں۔ اب عورتوں کی باری آئی۔ کوئی سات آٹھ عورتیں رد مالوں سے اپنے سروں کو باندھے ہوئے ہیں اور سینہ کو بی کر رہی ہیں اور ایسے دردناک اشعار پڑھ رہی ہیں کہ سننے والوں کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان عورتوں کے پیچھے ایک عورت ہے جو "سینوسٹیا کوس" کی اس تصویر کے رد و جذبہ کی صورت پر بنائی گئی ہے عبادت کی کچھ رسمیں ادا کر رہی ہے اس عورت کے پیچھے ایک بڑا بونجی ہے جو چھتے کی کھال میں لپٹا ہوا ہے اس کے ایک ہاتھ میں گٹھی ہے جس میں مختلف قسم کی دھونیاں جلا رہا ہے۔ اب میت کا صندوق ہے جسے چاریل اور سات آدمی ایک شخص کی نگرانی میں کھینچ رہے ہیں اور کچھ شخص تمام جلوس کا گو یا متہم ہے اس کے پیچھے میت کے رشتہ دار عورتیں ہیں جو مرنے والے کی کھان بنیا کر کے رو رہی ہیں۔ غرض اس کو دفن سے جنازہ مقبرے میں پہنچتا تھا۔ ہم نے

۱۔ الراء فی التلیخ والشرائع صفحہ ۱۶۲ ۲۔ منہ فیض کے لیے لافظ موت غنچ آمون صفحہ۔

اس جنازہ کو ۱۰ ہر چھوڑ دیا ہے ورنہ ناظرین کو معلوم ہو جاتا کہ عورتیں مراسم تجنیز و تکفین میں کیا کیا اور کتنا کتنا حصہ لیتی تھیں اور اس تذکرہ سے ہمارا مقصد یہی ہوتا کہ ہم مصر قدیم کی عورت کی خانگی زندگی سے باہر کے حالات اور نمایاں کرتے اور ان کے لیے والدین کی فرماں برداری ضروری تھی اور ہر لڑکے کا یہہ

بچے فرض تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کا مقبرہ بنوے اور اسکی نگرانی کرے۔ ماں باپ کی شفقت گھر والوں کی محبت و ہمدردی اور اولاد کی سزا مندی جس کو حاصل ہو جائے وہ بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا تھا۔ قدیم مصری مقبروں کے اکثر کتبوں میں یہ عبارت کندہ ملتی ہے۔

"میرا باپ مجھے پیار کرتا تھا۔ ماں میری تعریف کرتی تھی اور بھائی بہن مجھ سے محبت کرتے تھے" ۳۔

مصر قدیم کا بچہ آجکل کے بچے کے مقابل میں زیادہ مایوس تو رہتا تھا اس کی ماں تین سال برابر اس کی خبر گیری میں مصروف رہتی تھی اور جہاں بھی جاتی اپنے کندھے یا ہاتھوں پر اٹھا کر لے جاتی تھی جب وہ بیمار ہوتا تو وہ طبیب کے طرف رجوع کرتی اور وہ نہایت قابلانہ انداز سے بہت سے مرکبات تجویز کر دیتا تھا۔ کچھ کے خون بخور کے کان اور قسم قسم کے چربیوں اور گوشت کے مرکبات تیار کر کے کھلانے کا حکم دیتا تھا۔ اور کبھی کبھی ناک بھول چڑھا کر ارشاد ہوتا تھا کہ یہ بچہ مرضی نہیں ہے بلکہ اس پر جادو کا اثر ہے۔ تو بھیکر جادو کی دوا تجویز کرتا اور کہتا کہ ایک بڑا انفسالے لو اور اس کا سر اور پیر کاٹ کے علیحدہ کر دو اور اسے زیتون کے تیل میں جوش دے لو پھر اس کے سر اور پیروں کو سانپ کی چربی میں حل کر لو پھر دونوں کو ملا کر بچے کو پلا دو۔ بسا اوقات وہی طبیب صاحب نسخہ کے بجائے تعویذ کھکھڑائیت فرما دیتے تھے جس کو درد کی جگہ باندھنے کا حکم دیتے تھے اکثر اوقات ماں یہ بھی سمجھتی تھی کہ یہ بچہ امراض سے پاک و صاف ہے لیکن سحر کے خیال سے بے چین رہتی اور سمجھتی کہ اس بچے کے قریب کوئی جن ہے جو بار بار اس کو نوچتا ہے اور کسی وجہ سے بچہ روتا ہے وہ اٹھ کر اس جن سے کہتی ہے اے جن کیوں تو اس بچے کو پیار کرنا چاہتا ہے۔ میں اس کی طاقت نہیں رکھتی تو اسے چومے۔ کیا تو اسے لوریاں دینے آ رہا ہے مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اسے لوریاں دے۔ کیا تو اسے نقصان پہنچانے آیا ہے مجھے گوارہ نہیں کہ تو اسے مریں پہنچائے۔ کیا اسے بڑے آئی ہے۔ اس کی طاقت نہیں رکھتی تو اسے پکڑے ۴۔

۳۔ اے شہری آن انجیٹ از بمبئی ہیری پریسٹیڈ پی پیج دی صفحہ ۸۰۱

۴۔ تفصیل کیلئے دیکھئے تہذیب و تمدن مصر ص ۱۷۲ فصل ۵ النساء المعریہ

وہ منظر بھی کتنا دلکش ہوتا تھا جب باپ اپنے بیٹے کو اپنے آخری سامعوں میں نصیحت کرتا تھا میں نے تمہاری ماں کو تمہارے سپرد کیا۔ اس نے تمہیں ملن میں رکھا تمہارے لئے طرح طرح کی نصیحتیں برداشت کیں اس نے تمہیں مدرسہ میں داخل کیا تاکہ تم علم حاصل کرو وہ ہر روز مدرسہ میں تمہارے لئے کھانے پینے کی اچھی اچھی چیزیں بھیجتی تھی اور جب تم بڑے ہوئے تو اس نے تمہارے لئے اچھی بری ہلاک کر کے اس سے تمہاری شادی کر دی اب جبکہ تم بال بچے دار ہو گئے ہو تو تمہیں اپنی اس ماں سے آنکھیں نہیں پھیرنی چاہئیں جس نے تمہیں جنا۔ اور نہ اپنی بیوی سے بے مروتی اور کج رفتی کرنی چاہئے جس نے اپنی تمام خواہشات کو تمہاری مرضی پر رکھ دیا جو ان دونوں میں سے کسی کو برا بھلا نہ کہو تاکہ یہ تمہارے حق میں بددعا نہ کریں۔

مصر قدیم میں عورتوں کا لباس بہت مختصر ہوتا تھا نیلے رنگ کا ایک **لباس** تنگ کرتا جس کا گلا اکثر کندھوں پر ہوتا تھا اور جس کا دامن ذرا ڈھیلا ڈھیلا ہوتا تھا پہنتی تھیں۔ پہلے قدرتی بالوں پر ٹوپی اور مٹی جاتی تھی جیسا کہ جو تھے خاندان کے ایک محبے سے ظاہر ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے ٹوپی کے نیچے سے مانگ بھی دکھائی دیتی تھی۔ عورتوں کی ٹوپیاں مردوں کی ٹوپوں سے ہمشہ لمبی ہوا کرتی تھیں بارہویں خاندان کے زمانہ میں بال خواہ قدرتی ہوں جو مصنوعی دو حصوں میں عجیب طریقہ سے رکھے جاتے تھے ان کو سنہری فیتوں میں گوندھ کر چھاتی تھیں کے دونوں طرف لٹکا دیا جاتا تھا۔ ان میں عجوبی جھوٹی سینڈھیاں بھی گوندھی جاتی تھیں سر کا یہ لباس اٹھارہویں خاندان تک جاری رہا جبکہ اس کی جگہ اس سے زیادہ پھیلے ہوئے اور گھونگھور دار بالوں کے لباس نے لے لی۔ یقیناً بعض بعض عورتیں بھی مردوں کی طرح سر کو منڈوا تی تھیں لیکن عام طور پر قدرتی بال لیے رکھی جاتیں حالانکہ زمانہ سلطین سے پہلے کے زمانہ سے لیکر آخر تک سوائے تیرہویں اور یقیناً اٹھارہویں خاندان کے زمانہ میں کبھی لمبے بال نہیں رکھتے تھے اٹھارہویں خاندان کے آخر زمانہ میں فیشن اہل عورتوں نے ٹوپی کو ترک کر کے منڈے ہوئے سر کے حصوں کو کھلا رکھنا شروع کر دیا جو اس سے پہلے انھوں نے کبھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ نفرتی اپنی منڈی ہوئی چنچ۔ یا پرنسسی بالدار ٹوپی پہنتی تھی اور اس کے پیچھے بھالیں لٹکتی تھیں لیکن اس کی بیویوں کے سر منڈے ہوئے بلکہ بدو منہ دکھائے گئے میں بلکہ یہ حقیقت نمایاں ہے کہ بچپن میں لاکھوں کے سر وں کو دو بوٹو کنڈہ اندین یا برازیل یا انکاس یا جزیرہ بوسنیان کے باشندوں کی طرح امارنا کے زمانہ میں لمبا کرنے کی رسم یہ ٹونیٹن کے جاری تھی بلکہ ظاہر اس فیشن کا زیادہ عرصہ رواج نہیں رہا لیکن شاہی خاندان کی عورتیں یقیناً عرصہ دراز تک اس کے بعد اپنے سر وں کو منڈوا تی اور بالدار ٹوپی کو

ترک کرتی رہیں تاکہ آسانی سے اپنی پسندیدہ طرز کا لباس پہن سکیں۔

اس زمانہ اور اس کے بعد کے زمانہ کی جو عورتوں کی میٹا ملی ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سر وں پر قدرتی اور مصنوعی دونوں قسم کے بال موجود ہیں۔

ایک غیر معروف عورت کے جو آسن سویت کے مقبرہ میں دفن ہے بڑے لمبے لمبے ہیں کم عمر لڑکیوں لڑکوں کی طرح لوجوانی کی علامت کے طور پر اپنے قدرتی بالوں کے ایک حصہ میں منڈی مہیاں گوندھ کر سر کے اوپر اوپر لٹکا تی تھیں لیکن بعض لڑکیاں لڑکوں کی نقل میں سر کے کچھ حصے منڈوا تی تھیں زمانہ قدیم کے تنگ لباس کی سجاوٹیں آخرا زمانہ تک دیویوں کے مجسموں میں دکھائی دیتا ہے انھارہویں میں ایک خوش وضع مردوں کے لباس سے ملتا جلتا ہے لیکن اس سے زیادہ لمبا لباس اختیار کر لیا گیا۔

خاص رنگ کی پوشاک ملکہ کا لباس ہے عورتوں کی مائیں۔ کان کی کسلیں کھڑا ہیں وغیرہ مردوں میں اگرچہ عورتیں اتنی زیادہ کھڑا ہیں استعمال نہیں کرتیں جتنی کہ مرد یہ عام لباس آخر تک جبکہ رنگ کا استعمال شروع ہوا۔ مروج رہا۔ رومیوں کے آخر عہد میں پمفلٹ وضع کا شمال کی وضع کا لباس پہنا جانے لگا۔ عورتیں اکثر اپنے سر پر ٹیگس کا ایک بھول پہنتی تھیں۔ تہوار و تقریب کے موقع پر مرد و عورت دونوں نہایت خوشبودار سٹائل کی ڈلی اپنے سر پر رکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ یہ چیز نہایت احتیاط سے مقبروں اور مجسموں کے پتھروں کی نقاشی میں قائم رکھی گئی ہے رومیوں کے عہد میں عورتیں (مرد صرف) عورتوں کے موقع پر بڑے بڑے ہار پہنتی تھیں لہ

ماہرین علم الاجتماع کا خیال ہے کہ **مصر قدیم کی عورت کا انحطاط** رومی عورت کو سا لہا سال تک مساوی حیثیت سے باقی رکھنے والی چیز مصر لوہوں کا نظام ارمانی تھا ان کے بال اموال مستولہ کی کوئی زیادہ قدر قیمت نہیں تھی سب لڑکوں کی ذہنیت کچھ ایسے سانچے میں ڈل گئی تھی کہ وہ ملکیت اور وراثت کا کچھ زیادہ خیال نہیں کرتے تھے۔ وراثت کے معاملہ میں مرد اور عورت کی جو مساوات رہی اس کا سبب ہی اسی ذہنیت کو سمجھنا چاہئے۔

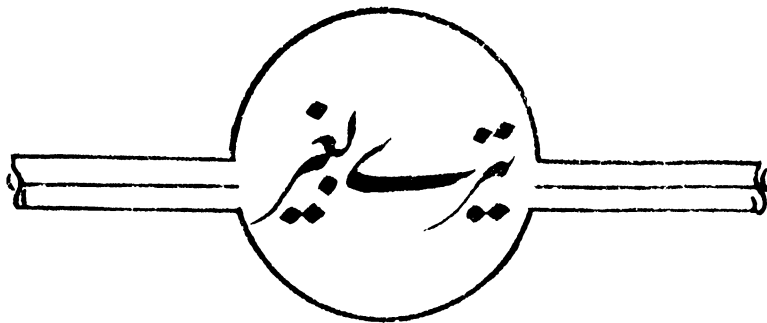
یہ نظام راجہ اور نظام سلطنت کچھ اس طرح وضع کیا گیا تھا یا وضع ہو گیا تھا کہ اس میں تین ہزار بیس تک کسی خاص تہذیبی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہاں اس چیز سے بحث نہیں کہ انسانیت کے بلند ترین مطامع کے لحاظ سے یہ نظام حکومت کس قدر غیر مناسب تھا مگر کو تو صرف یہ دکھانا مفروضہ ہے کہ اس ملک میں ۲۶ شاہی خاندانوں نے

حکمرانی کی اور یکے بعد دیگرے کوس لمن الملک بجاتے رہے اور رعایا کے حالات میں کوئی نمایاں انقلاب رونما نہیں ہوا۔ جب حالات کی تبدیلی کی رفتار کو یا کچھ مٹتی ہی نہیں تو پھر عورت کی معاشرتی حالت میں کوئی تغیر کیوں ہوتا ہے دیکھتے ہیں کہ ابتدائی خاندانوں سے بیکر آخری شاہی خاندان تک عورتوں کے معاشرتی حقوق اور معاشی حالات بنیادی طور پر وہی رہے۔ البتہ ان میں اگر کوئی تبدیلی یا انقلاب ہوا تو قراعنہ کی حکومت ختم ہونے کے بعد۔

جب بطلمیوسی خانہ ان مصر پر حکمران ہوا تو وہ اپنے ساتھ دوسرے ہی قومی خصائص اور مخالف معاشرتی حالات لایا جب نپوٹا اور بطلمیوسی کا زمانہ آیا تو اس نے ایسے احکامات نافذ کئے جنہوں نے مصری عورت کی آزادی کو سلب کر لیا اس نے عورتوں کے نفقات اور غلبہ کو قانوناً مردوں کے اختیارات بٹھائے۔ میں (مصر کے) کہتا ہے کہ یونانیوں خصوصاً ایتھنز والوں نے مرد کے حقوق کو کمیتاً کرنے کی کوشش کی، علاوہ ازیں جب ہم تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت اور مرد میں مکمل درجہ مساوات تو کبھی قائم ہی نہیں ہوا مصری عورت باوجود اس کے کہ وہ بہت بلند معاشرتی مراتب پر فائز تھی اور اس سے ملکہ نسب قائم کیا

جاتا تھا پھر بھی وہ مرد کے تسلط سے باہر نہیں مٹی بعض مقابر کے نقوش سے یہ معلوم ہوا کہ وہ حقوق زوجیت کے احترام کو بہت محسوس خیال کرتی تھی بعض اثنا قدیمیہ میں مرد کے لیے یہ وصیت موجود ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو عورت پر اقتدار حاصل تھا اور وہ ان سے نرمی کا معاملہ نہ کرتے تھے سخت دتا ج کی وراثت پر بھی خود کو غیہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت اس وقت تحت قناج کی مالک ہوتی تھی جبکہ نرمیہ اولاد موجود نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ مالک صر کے تحت میں، ہم مرد شاہوں کے مقابلہ میں صرف پانچ عورتیں ملکہ نظر آتی ہیں قدرت جب کبھی سخت دتا ج کی مالک ہوتی تو یہ محسوس کرتی تھی کہ وہ اس درجہ پر ہے جو حقیقتاً اسکا نہیں ہے بلکہ مرد کا ہے ملکہ عقبتوت جو کھڑے میں قبل مسیح حکمران ہوئی وہ داتے مامہ کی وجہ سے اس بات پر مجبور تھی کہ مردوں کا لباس پہن کر اپنے آپ کو مرد ظاہر کرے ان نلکدہ بالا واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری عورت کے متعلق استقلال اور حریت مساوات کی جو کچھ داستانیں ہیں وہ دوسرے ممالک کی نسبت سے ہیں ورنہ مرد ہی ہمیشہ عورتوں کے مقابلہ میں با اختیار ہوتے چلے آئے ہیں نقطہ۔



از علی اشرف

آتشِ ارماں میں جان زار ہے تیرے بغیر
کیسی الجھڑی رونق گلزار ہے تیرے بغیر
خاموشی اک مستقل آزار ہے تیرے بغیر
ہے صبا آوارہ اور گل خار ہے تیرے بغیر
ایسے غمخواروں سے جی بیزار ہے تیرے بغیر
کتنی سونی عشق کی سرکار ہے تیرے بغیر

آ کہ اب جینا مراد شوار ہے تیرے بغیر
گمنا پھیکا ہے بہار عالم امکان کا رنگ
آ کہ پھر تجھ کو سناؤں اجڑے درد دل
ناز فراتے ہوئے آ اب تولے جان چین
وسعتِ صحن گلستانِ اچاندنی، ٹھنڈی ہوا
جلوہ فرما شان سے پھر تخت گاہ ناز پر

پھر بہا آئی اٹھی ہے موج صہبا سا تیرا
تشنہ لب لیکن تیرا نیووار ہے تیرے بغیر



از جناب عبدالباری صاحب معنی اجیری

دام، اللہ ترا عہد سعادت رکھے زیب سر پیرے، سدا تاج خلافت رکھے
تیری چوکھٹ کو ہمیشہ در دولت رکھے تا ابد خالق عالم یہ ریاست رکھے
منجھ کو عثمان بعد اجمال سلامت رکھے

جیسے تو خسرو حق بین ہے بفضل یزدان جیسے تو منتجع دین ہے بفضل یزدان
جیسے تو صاحب تمکین ہے بفضل یزدان جیسے تو فرسلاطین ہے بفضل یزدان
یون ہی ممتاز ترا دور حکومت رکھے

خروا، دھرمین جنتک یہ دور قمری سخت شاہی پہ مبارک ہو تجھے جلوہ گری
تا ابد کثرت رعیت رہے، دنیا میں ہری آل و اولاد کو اللہ دے عمر خضر می
ان سے آباد ترا خانہ دولت رکھے

ہو سکندر سے بھی اعزاز دو چندان تیرا ہمسر نرم سبیلماں ہو شہستان تیرا
لشکرش قصر فریدون رہے ایوان تیرا جو دماغم رہے شہر مند احسان تیرا
عدل کسری کو خجل تیری عدالت رکھے

جنتک انجم اسرافاک پس ماہ رہن دولت و فتح و ظفر سب ترے ہمراہ رہن
شاہ مردان اتری تائید پہ اسے شاہ رہن خندہ زان مورت گل تیرے ہوا خواہ رہن
آگے قدموں پہ عذوق و فراق اطاعت رکھے

خطبہ پڑھتے ہیں ترے نام کا منبر پہ خطیب ذکر کرتے ہیں ادب ترا، دنیا کے ادیب
جشن پاتے رہن ایسے ہی ہزاروں ترتیب سب رعایا کو تری سال گرہ کی تقریب
بالنشاط و طرب و عیش و مسرت رکھے

صاحب عظمت و اجمال نظام سابع مایہ ایندہ منتعال نظام سابع
تو ہے تاحدوسی سال نظام سابع بنکے ساتی ترا اقبال نظام سابع
منجھ کو صہبا کش منجھا، عشرت رکھے

ہر قسم کی ادویہ کا تازہ اسٹاک



پیٹنٹ دوائیں فوڈز وغیرہ

تجربہ کار کمپونڈر

نسخہ جات کی تیاری نہایت احتیاط سے کی جاتی ہے

تعمیل بعجلت ممکنہ

قیمتیں نہایت مناسبت

خدمت رات دن

لزی کے ایٹڈ کمپنی

انگریزی دوا فروشاں

ایشن روڈ حید آباد دکن

محاذی نظامت پٹہ

بہ تقریب لگرہ مبارک خسرو دکن اعلیٰ قدرتی رنات عثمان علی خان بہادر آصف باح

جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ ای۔ ای۔ ادم اللہ ملکہ۔

ہم نے دوئے برائے یعنی دکن فلاگ اور چار قندیل کارخانہ ہذا سے جاری کئے ہیں۔

گوکلندہ

دکن فلاگ

چار قندیل



اوسط طبقہ میں گوکلندہ کی مقبولیت نے ہمیں جبروت دلائی ہے کہ ایک نیا برائے دکن فلاگ اعلیٰ طبقہ کے

اصحاب کیلئے اور دوسرا برائے چار قندیل غریب طبقہ کے لئے جاری کیا جائے۔ ہر دو برائے اپنی کلاس میں فیروز ہیں

دی حید آباد دکن سگریٹ فیکٹری مشیر آباد حید آباد دکن۔



**This will be
your favourite
tea.**

نفس طبع عالمی مزاج اصحاب کے لئے
اسٹین کمپنی کوئٹہ بوری

مقبول عام و مشہور پیدائش خوشبودار
صحت افزا

بہترین قسم کی چارو کافی

سولہ کھیت برائے ممالک محروسہ کراچی دی احمدیہ ٹریڈنگ اینڈ سنٹرل ٹی ایجنسی
نظام شاہی روڈ حیدرآباد۔

”حسینو نکلے خطوط“

اُردو ادب میں شاندار اضافہ موجودہ سماج کی
عجرت انگیز اور غور طلب تصویر انسانی فطرت
کے مختلف پہلوؤں کا واضح اور سبق آموز
عکس، معصومیت و گناہ کا فلسفہ، زندگی
کی گہرائیوں کا دلچسپ مطالعہ۔

— داور —

”بشریت“ کے منہا و محاسن کی تیر خیز کہانی

حسین جیل پیشہ ور عورتوں کی زبانی

مصنفہ ——— شاد صدیقی

غفری شائع ہوگی۔

مقبول عالم مشہور صلی مصری ٹوپیاں

صرف یہیں سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ دیگر مقامات کی
نقلی مال سے احتیاط کیجئے۔ اس کے علاوہ
ماہ رمضان المبارک کیلئے مصری ساخت کی تہا
خوش وضع ٹوپوں کیلئے بالکل نیا کثیر اشک
منگوا یا گیا ہے۔ آپ ٹوپوں کی خریداری کے
موقع پر اس قدیم اور قابل اعتماد مرکز کا ضرور خیال
رکھئے

مصری کیا پارٹ

حیدرآباد

کنگ کوٹھی روڈ

مرقع دکن

اشاعت خصوصی حیدرآباد کے سربراہ خاندانوں کی پرشکوہ زندہ جاوید تاریخ

مرقع دکن

بفضلہ تعالیٰ اس ادارہ کا مرتبہ شاہکار ”جشن عثمانی“ پر یادگار سلو جوبلی مبارک اشاعت پاکر حضرت اقدس و اعلیٰ کی پسندیدگی و خوشنودی کی عزت اور حکومت و پبلک سے خراج تحسین حاصل کر چکا، اب اس ادارہ کا دوسرا کام مرقع دکن کی تالیف و دکن کی صورت ایسی جامع تاریخ ہوگی جس میں خاندانہ شاہی کی مکمل سوانح کے ساتھ عہد حاضرہ کے خصوصی تمام درخشاں کارنامے اور حیدرآباد کے سربراہ خاندان و شخصیتوں کے مکمل و جامع حالات مع تصاویر درج ہونگے مثلاً امراء و عظام۔ دوز او نمبران باب حکومت، امراء و جاگیرداران، وایان سمسٹان، عہدہ داران، معززین۔ سربراہ اور وہ ساہوکاروں کے تفصیلی حالات بلحاظ مراتب و درجہ اس تاریخ کے صفحات کی زینت بنینگے۔

زمانہ ماضیہ سے اب تک اس نوعیت کی جس قدر تاریخیں دکن سے متعلق اردو، انگریزی میں لکھی جا چکی ہیں وہ کو مرقع دکن سے کوئی نسبت نہ ہوگی جس کی بالاستحاب تصدیق ایک بار اس کے منظر عام پر آنے کے بعد بخوبی ہو جائے گی۔ کیونکہ شائع شدہ تمام تاریخوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حتی الامکان ”مرقع دکن“ کو اتم و سہلی بنانے اور دائم کارآمد و ملکی مفید معلومات ہم ہونی چاہیے کافی احاطہ کیا گیا ہے۔ جو صورتی و معنوی خوبیوں سے مملو اور امتیازی خصوصیات و جدتوں کیساتھ اپنی نوعیت کا یادگار و جاوید فخر و زگار بیگانہ مرقع ہو گا جس کی تیاری پر ہزاروں روپیہ صرف کیا جا چکا اور کیا جا رہا ہے چنانچہ بعد اشاعت برہنہ مقبولیت نہ صرف حدود ملک سرکار عالی بلکہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں اشاعت پائے گا۔

لہذا یہ مرقع اس وقت زیر اہتمام و زیر طبع ہے جو دور حاضرہ کے تمام سربراہ خاندانوں کا قابل فخر مرقع ہو گا۔ جن خاندانوں اور مرز و مستیوں کے حالات و تصاویر منہور دفتر مذکور وصول نہیں ہوئے ہیں ان سے اسید کیجاتی ہے بغور ملاحظہ اعلان ہذا اس تاریخی عظیم الشان شاہکار میں اشاعت تصاویر مع حالات کی جانب سے بی و عملی توجہ مبذول فرما کر اس ملکی خادم ادارہ کو دستگیری و سہولت کا موقع بخشا جائیگا جن لوگوں اس ادارہ کے شائع کردہ شاہکار ”جشن عثمانی“ کو ایک بار دیکھا ہے آج کسی طرح اس عظیم الشان تاریخی مرقع دکن کی شرکت ہے بے اعتنائی کی توقع نہیں کی جاسکتی یہ ایک قابل قدر اور زین مرقع ہے جلد شرکت فرما کر اس تاریخی شاہکار کی تالیف میں سہو بخشنا اور اس کا مایہ بنانا آپکا اخلاقی فریضہ ہے۔ نفعی مباد کہ مرقع دکن کی قیمت (۵۰ روپیہ) کم ہوگی اس خود کتاب کی عظمت اور برتری کا بخوبی اندازہ کیا جائیگا جس میں (۵۰) سے زائد بلاس کلکتہ و ممبئی کی انکمشن کمپنیوں تیار کردہ اس کتاب کی زینت کو دو بالا کرینگے فقط محمد قاضی صاحب دیر شاہکار ”جشن عثمانی“ و مرقع دکن دوسرا احاطہ دکن پتہ۔ دیواری ماما جیلہ شہر حیدرآباد دکن۔

سالگرہ نمبر سب سے بڑا

نگاہ سیر نگار دوز صفحہ گردانی
بیمیں بغور چہ چیز است چشمن عثمانی
(از علاؤنائب یا جنگ بہادر)

زبانہ جبریا جو کہلاتے تھیں اور عثمانی

ہمسایہ جو بلی کا خاص نام ہے اور عثمانی

چشمن عثمانی

سلو جو بلی ہمایونی کا پرشکوہ تاریخی شاہکار

جس کو بارگاہ اہل سبحانی میں پیش کشی کی عزت حاصل کرنے کے بعد شرف ملاحظہ بخشا حضرت اقدس واعلیٰ بی بی نے فرمایا ہے
سرشتہ معلومات عامہ و جرائد اور پبلک سے بھی خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اور جو بلی کمیٹی نے بہ منظوری ہنگامہ عثمانی اس
امتیازی اور خصوصی کام کے صلہ میں سرٹیفکیٹ دینا طے کیا ہے۔ بصرہ زر کثیر نہایت آب و تاب سے اشاعت پاکر کافی
مقبولیت کیساتھ فروخت ہو رہا ہے۔

سیرت و مکالمہ شاہانہ کا زین تذکرہ دور عثمانی کے درخشاں کارناموں کا مخیل گنجینہ دکن و ہزار کے تاریخی اور
جغرافیائی حالات اور نقشے۔ سلاطین آصفیہ کے عہد حکومت کا مرقع۔ سرشتہ و ارشعہ جاتی ترقیوں کا تاریخی خزینہ انگریز
(۲۵) سالہ عہد ہمایوں کا عظیم الشان شاہکار تمام صوری و معنوی خوبیوں میں بیضت ۵۵ صفحات کا اہل بکھائی چھپائی دیدہ زیب
۳۵۰ سے زائد نایاب و خاص ایسی تصاویر و تصانیف کو دیکھ کر ترقیات عہد عثمانی کی مصور و تاریخی نمائش بہ یک وقت
آپ اپنی نظروں کے سامنے پائیں گے۔ جس کا ہر گھر ہر دفتر اور ہر کتب خانہ میں رہنا ضروری ہے۔ آج تک
دور عثمانی کی جگہ یادگاروں کے ساتھ با تصویر ایسی کوئی جامع کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔ اس کو بایں
خصوصیات اولین ہونے کی عزت حاصل ہو گئی ہے۔ جس کی تصدیق و توثیق ایک نظر اس کے ملاحظہ سے
بخوبی ہو سکتی ہے۔ قیمت قسم عام جلد سفید عمدہ چکنا کاغذ (۷۰) روپیہ قیمت قسم خاص مجلد پتھر ڈایا
(۷۰) روپیہ ہے۔ مخفی مباد کہ جو بلی مبارک کا یہی ایک تاریخی اور قابل ریکارڈ شاہکار ہے۔ امید کہ
شائقین اس کی خریدی میں عجلت فرمائیں گے۔ تاکہ ختم ہو جانے کے بعد کف افسوس نہ ملنا پڑے فقط

محمّد فضل

مدیر شاہکار چشمن عثمانی و مرقع دکن

ورسالت حایت دکن

پتہ۔ دیوڑھی ماما جمیلہ شہر حیدر آباد دکن۔

۱۸۹۰ء کے انقلابِ فرانس کا بانی مہمانی

جان اوسو
از جناب یو۔ عابدی صاحب

اور اُسے مقابلہ کا انعام دیکر بہت افزائی کی۔ اس طرح دنیا نے اپنی منزلہ شاہ
”روس“ فرانس میں ایک بڑا عالم ہے مگر کیا اس شہرت و عزت سے اس کی
زندگی کی مصائب دور ہو گئیں؟ نہیں، اور زیادہ ہو گئیں۔ پہلے وہ صرف
تنگ دستی کا شکار تھا، اب وہ حکومت اور کلیسا کی دشمنی کا بھی شکار ہو گیا۔
جونہی اس کی تھانف شول کٹر کیٹ، ہلڈاز اور ایل نامی شائع ہوئیں حکومت
اور کلیسا کے ایوانوں میں تھکے بج گیا۔ دونوں نے بیک وقت اس پر یورش
کر دی اور انتقام لینے کے لئے اپنے تمام ہتھیار بجالائے۔

”امیل“ کے شائع ہوتے ہی حکومت فرانس نے اوسو کی گرفتاری
کا فرمان جاری کر دیا مجبوراً اُسے فرار ہی میں سلامتی نظر آئی۔ فرانس سے بھاگ کر
جینووا پہنچا مگر یہاں کی حکومت بھی اس کے لئے بہتر ثابت نہ ہوئی
اس نے بھی اس کی گرفتاری ضروری سمجھی۔ یہ حال دیکھ کر اس نے ہالینڈ کا
رہنہ کیا مگر ہالینڈ بھی ایک ایسے شخص کے استقبال کے لئے تیار نہ تھا اس نے
بھی دار و رس سے استقبال کرنا چاہا اب اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ اٹلی میں
پناہ لے وہ اٹلی پہنچا مگر اٹلی یو۔ پ کا پایہ تخت تھا وہ اس کے پیچھے سے
پہنچے ہی اس کے کفر و انکار پر گرفتاری و قتل کا فتویٰ صادر کر چکا تھا بے بس
ہو کر وہاں سے بھی نکلا اور انگلستان کی راہ لی اسے امید تھی کہ انگلستان
کے ایک گوشہ میں پناہ حاصل کر سکے گا لیکن افسوس ہے کہ وہ بھی بے رحم نکلا
اب اس کی مصیبت کا جام چھلک گیا تھا۔

یورپ میں اُسے کہیں پناہ نہیں مل سکتی تھی جہاں چھپتا تھا وہیں دشمن
کا ہاتھ دراز ہو جاتا تھا۔ ابھی یہ مصیبت بڑھتی ہی جاتی تھی کہ ایک دوسری مصیبت
بھی شروع ہو گئی یعنی طرح طرح کے جسمانی امراض و آلام نے آگھر لا آخری حالت
میں کہ دنیا اپنی ساری دست کے ساتھ اسپرٹنگ ہو چکی تھی ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا

روسو جنیوا میں ۱۷۱۲ء میں پیدا ہوا تھا اس کا باپ ایٹرک روسو
ایک غریب ست، ناکارہ اور بد اخلاق آدمی تھا گھریلو کی موت
کرنا اور عورتوں کو ناچنا سکھا کر پیٹ پالتا تھا لیکن اس کی ماں بہت
شریف تھی۔ اوسو نے اپنے ماں اور باپ دونوں کے اخلاق و رشتہ پائے۔
روسو کی ابتدائی تعلیم نہایت ناقص تھی بچپن ہی سے افسانے
اور خیالی قصے پڑھنے کا شوق تھا لیکن تمام موزیوں نے تسلیم کیا ہے کہ
یہ مطالعہ اُس کے عجیب ذہن کے لئے مضر نہیں بلکہ مفید ثابت ہوا۔
اوسو پوری طرح جوان بھی نہیں ہوا تھا کہ اپنی روزی کمانے پر مجبور ہو گیا
اس کے والد نے اُسے دستکاری کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا مگر اس میں
کامیابی نہیں ہوئی۔ کئی مقامات میں اس نے نوکری کی مگر اپنی تنگ مزاجی
اور خاص قسم کی طبیعت کی وجہ سے کہیں نوکری نہ کر سکا نہ وہ اپنے کسی آقا کو
خوش کر سکتا تھا نہ کوئی آقا اُسے مطمئن کر دینے کی قابلیت رکھتا تھا۔

اپنی زندگی کا یہ زمانہ اس نے سخت مصائب میں گزارا۔ تنگ دستی ہمیشہ
اس کی رفیق رہی بے اطمینانی نے کبھی ساتھ نہ چھوڑا محبت نہایت خراب
تھی سوسائٹی کا سب سے بدترین طبقہ اس کے حصے میں آیا تھا۔

انتالیس سال اس طرح گزر گئے اب تک وہ بالکل گم نام تھا لیکن
قدرت کی نظر غنایت اس پر شروع ہی سے تھی وہ اُسے اپنے مدرسہ
مصائب میں تیار کر رہی تھی ۱۷۴۹ء میں اچانک اس کے اقبال کا ستارا
طاوع ہوا فرانس کے ایک علمی اکاڈمی نے ایک موضوع مقرر کیا اور اہل
علم کو اس پر بحث کی دعوت دی مقابلہ سخت تھا منتخب علماء و میدان میں
ان پر بڑے تھے تاہم اوسو نے بہت کی اور مضمون لکھا۔ اُس کا مضمون سب سے
بہتر ثابت ہوا مجمع علمی نے اس گمنام ”عالم“ کی قابلیت کا اعتراف کیا

کارلائل بھی روسو کے متعلق رائے قائم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ”اوسو“ نے ایک کتاب لکھی تھی جب یہ کتاب شائع ہوئی تو بہت سے آدمیوں نے اس کی مہنی اڑائی لیکن جب اسکا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو اس کی جلد باندھنے کے لئے اُن ہی لوگوں کے جسم کے چمڑے استعمال ہوئے تھے جنہوں نے اُس کی مہنی اڑائی تھی۔“

ہنولین لکھتا ہے ”انقلاب فرانس کچھ نہ تھا مگر ”اوسو“ ایک اور نقطہ پر اُس نے کہا ”اوسو ہی انقلاب کا باپ تھا“

بلاشبہ روسو انقلاب فرانس کا باپ تھا لیکن وہ اس سے بھی بڑھ کر تھا اس نے صرف فرانس ہی میں نہیں بلکہ اپنے پورے خیمہ کی عقلی و اجتماعی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا اس کے مبادی اور اصول کو لوگ سمجھیں یا غلط لیکن عملی دنیا کا فیصلہ ہی ہوا کہ وہ آنکھ بند کر کے اس کی رہنمائی پر چل پڑی اور دوسروں کی رہنمائی قبول کرنے سے انکار کر دیا سنہ ۱۷۸۹ء سے لیکر آج تک دنیا کی قوموں کی حکومتوں میں ان کی سوانحی اور سائنس میں ان کے عقلی اعمال و عقائد میں ان کے علم و فن کے کاروبار میں ایک بہت بڑی اور زندہ حقیقت اوسو اور اسکے اصول مبادی ہیں۔ نقطہ

اور گوشہ خیز پناہ لی۔

ان مصائب نے اوسو کے دل و دماغ پر کیا اثر ڈالا؟ کیا وہ ان سے مرعوب ہو گیا تھا؟ کیا اپنے عقاید و افکار سے دست بردار ہو گیا تھا؟ کیا اُس نے اپنے بے پناہ دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے؟ اگر وہ ایسا کرتا تو یقیناً عیش کی زندگی بسر کرتا۔ زندگی کی غمگنت اسکی دماغی تاملاتوں سے زیادہ اُس کے دل کی مضبوطی میں ہے۔ بلاشبہ وہ اپنا جسم کوٹنے کوئے میں چھپاتا پھر مگر اس کا قلم بے پناہ شمشیر بن کر ہمیشہ دشمن کا قلع قمع کرتا رہا۔ اس کی بیخ کنی میں اسی آخری عہد مصائب کی یادگار ہیں چنانچہ جب کتاب ”ایلی“ شائع ہوئی تو اسقف اعظم نے اوسو کے متعلق مندرجہ ذیل رائے قائم کی۔

”یہی وہ الحاد ہے جسے ایک شخص ”روسو“ نے اپنی کتاب ”ایلی“ میں پیش کیا ہے۔ اس شخص نے گناہ میں نشوونما پائی ہے یہ ایک ایسی زبان بولتا ہے جو فلسفہ کی زبان ہے مگر وہ خود فلسفہ سے تہی دست ہے یہ ایک ایسا ذہن ہے جس میں معلومات بے ترتیبی سے ٹھونس دیئے گئے ہیں مگر وہ ہنوز تاریک ہے اور صرف اپنی تاریکی ہی پر قانع نہیں ہے بلکہ دوسرے دلوں میں بھی تاریکی اتار رہا ہے یہ ایک ایسی طبیعت ہے جو عجیب و غریب افکار کی دلداد دے اور مجہول راستوں کی شیفٹ ہے اسی میں اخلاق کا افلاس اور فکر کی ثروت دونوں بیک وقت جمع ہیں ایک طرف اُسے متقدمین کے اصول سے شغف ہے تو دوسری طرف عقلی بدعتوں کی ایجاد کا جنون ہے، وہ خلوت پسند بھی ہے اور شہرت پسند بھی۔ علم کی محبت کا بھی دعویٰ رکھتا ہے اور علم کی عداوت کا بھی علم اٹھائے ہوئے ہے۔ انجیل کے کمال کا بھی اعتراف کرتا ہے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینک دینا بھی کوشش کرتا ہے۔ فیصلہ کی ایسی خوبصورت تصویریں اُتارتا ہے کہ سب انھیں بخیرین و آفریں کا نعرہ بلند ہو جاتا ہے مگر پھر فوراً فسق و فجور سے مچھلے ہوئے ہیں۔ اپنی بنائی ہوئی شاندار عمارت گرا بھی دیتا ہے یہ لوگ انسانی کاسم تکبر سامنے آیا ہے مگر الحاد اور گمراہی کے سوا کچھ نہیں رکھتا۔ یہ ضلالت کا امام ہے فساد کا مرشد۔ ہے شیطان کا پیامبر تاریکی کا رہبر ہے اور اس سے کچھ زیادہ ہے وہ اپنی کتاب میں انسان کو جہان کے درجہ میں رکھتا ہے، ایک اور سالہ میں نفس پرستی کی تبلیغ کرتا ہے پھر نریٹ کی کتاب لکھتا ہے مگر سراسر الحاد کی دعوت دیتا ہے۔“

ڈاکٹر منی بخش ضاریا پیر و میڈیکل فکالر جین کی

ایجاد کردہ حیرت انگیز ادویات

طالبانہ آب و حبوب آب اور	حبوب تشکٹ
قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم	قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم
حبوب حیران و شربت جانفرا	جواہر زینار اڑانا ۱۲
قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم	قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم
تربیاتی سوزاک اکبر قرعہ	طلابہ بواسیر و حبوب عیش
قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم	قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم
حبوب ذیابیطیس	اکسیرسل ووق عا عا
قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم	قیمت فی شیشی درجہ اول و درجہ دوم
جملہ ادویات کی تفصیلی فہرست	دوا خانہ ہذا سے طلب کے علاوہ فرامیے
ڈاکٹر منی بخش ضاریا پیر و میڈیکل فکالر	منی بخش دربارہ بیلیون آفس عید باکون

اعلیٰ حضرت نظام دکن خلد اللہ ملک کے پسندیدہ عطریات
عطر مرغوب عطر نظام نیست عطر نظام سوتی
ہندوستان کی عطریات کا سب سے بڑا قریب اور

مشہور کارخانہ

اصنع عطر

تاج عطر لکھنؤ

شاخ

گلزار حوض حیدر آباد دکن

پھر نہ کہنا ہیں خبر نہ ہوئی
موتیوں سے تولنے کے لائق تھو
عطر لکھنؤ عطر سیر فردوس

فی قولہ (لکھنؤ)

غلام ہے سینبل کا یہ جو ہر گل ترکا : اسے کہتی ہے خلعت لکھنؤ زلف معنبر کا
عطر لکھنؤ نکھنؤ اور قنوج کے بہترین عطریات سے بڑھ کر ہے کپڑا دھلنے کے
بھی انکی جانفزا روح پرور ملک قائم رہتی ہے اسکی کسی قسم کی بستی خوشبو کی آمیزش نہیں
کیجاتی۔ نہایت قیمتی اجزاء جیسے مشک منبر زعفران وغیرہ سے صحیح وزن اور صحیح ترکیب
سے بڑے اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے (یہی وہ نادار قابل فخر سرتاج عالم عطر ہے
جو نکھنؤ اور دھلی کے شاہی محلوں میں استعمال ہوتا تھا) اگر غامض لکھنؤ میں شہزادوں
کے لائق شان کو دوبالا کرنے والے داغ کو فرحت بخشے اور تر و تازہ چھوڑوں کے
گلہ ستون کو مات کرنے والے عطر کی ضرورت ہے تو آج ہی عطر لکھنؤ خریدیے۔
قیمت فی تولہ آٹھ روپے زرینا ہیرا کی سبھی افضل گنج حیدر آباد دکن۔

شرطیہ علاج سی بخبر نہ رہو

ہر کہنہ امراض کے لئے نہایت بہترین و تجربہ ادویات کیجاتی
ہے بخار و جاڑے کے لئے دوا دیجاتی ہے و دھواک میں افادہ
خصوصی جوڑے بچوں کے دورہ کا علاج نہایت محبوب و آسانی کیساتھ
جلد رون کیا جاتا ہے۔ یہ زاناکہ آتشک و جریان و سرت
و رقت و قوت باہ و ظار و ح شباب جو بیجا تعارض کو رون
کر لے ہے۔ نہایت بے نظیر ہے۔ دانتی لے جذام و مہر یا
ورم و غیرہ کے لئے دوا دیجاتی ہے قیمت ادویہ بالکل اصلی
قیمت کے قریب ہمارا ہر کہنا بالکل سچ ثابت ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ

پتہ حکیم محمد بن صالح اندرون دروازہ کی آبادیہ
حیدر آباد دکن



مشہور و ستند کارخانہ کی تیار کردہ سکلیں

انفرم بلو اشاریون۔ ڈیٹین۔ ہر کیوس۔ رائل سپریر۔
ایپیل فیس۔ رائے۔ بالکل مکمل حالت میں تیار فردخت کی
جاتی ہیں اور ان کے متعلقہ پرزے و سامان بھی علیحدہ ہوتا
ہوئے ہیں قیمتیں بالکل وجہی۔ آزمائش شرط ہے۔

مفضل اینڈ برادرز پریپر اسٹریٹ سکلیں
لکھنؤ سکلیں گول بنگلہ۔ گولی گولہ چین و سلطان بازار حیدر آباد دکن

۷۸۶
۹۳۳ ۱۱۱

ٹیلیفون نمبر ۷۸۶

TELEPHONE NO 786

ایس۔ ایچ۔ اسماعیل جی

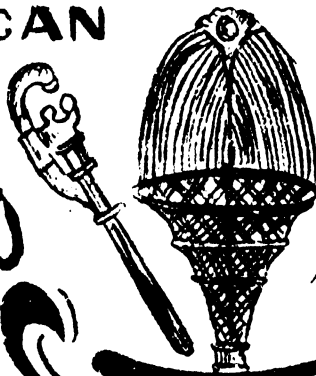
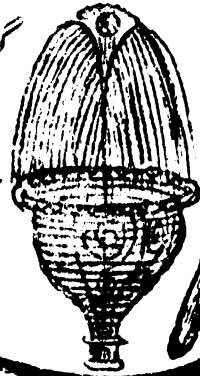


اسمیل بڈنگ نفل گنج حیدر آباد دکن

S.H. ISMAIL JEE
ISMAIL BUILDING AFZAL GUNJ HYDERABAD
DECCAN

گوئی کا فوارہ

گوئی کا فوارہ



ٹوٹی



شار باقہ



فوارہ

ہمہ دھاریں کے

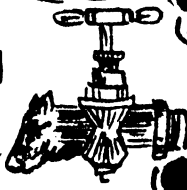
فوارہ



فوارے



گائے سوڑتی ٹوٹی



تقل کی ٹوٹی



B.G. CHIMALGI

PHOTOGRAPHIC DEALERS GOWLI GUDA HYDERABAD (DN.)



فوٹو گرائی شوروم گوئی گودہ حیدرآباد دکن
ہر ایک نمونہ کا دستی کیا مرہ و دیگر فوٹو لائے
کاسمان بالکل نیا اسٹاک ہمیشہ دستیاب
ہو سکتا ہے
اس کا آپ ہمیشہ خیال رکھیے کہ تازہ اور
اچھا سامان دہن مل سکتا ہے۔ جہاں
ہاتھوں ہاتھ مال بکتا ہے۔



گرامفون شوروم جام باغ حیدرآباد دکن
ٹوین رکارڈ و دیگر ٹوین کاسمان حاکم
محروسہ سرکار عالی کے ہر مقام پر فروخت
کرنے کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے
ہر ایک کمپنی کے رکارڈ اور مشین مل سکتے ہیں

بی۔ جی۔ چمگلگی

گوئی گودہ جام باغ

حیدرآباد دکن



منظور کی گزارش احوال واقعی

مولوی سید عبدالقادر صاحب مرحوم تاج کرتب کے نام سے ملک کا علم دوست طبقہ اچھی طرح واقف ہے۔ آپ کی ملنسار طبیعت خوش معاملگی اور دیرینہ تجربہ کاری آپ کے کامیاب کاروبار کی روشن دلیل ہے۔ نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا ذکر کیا جاتا ہے کہ کم و بیش ۳۰ سال ملک کی طباعتی و تعلیماتی گرانقدر خدمات انجام دینے کے بعد تباہی و بربادی میں اس دار فانی سے آپ نے رحلت کی۔

مولوی صاحب مرحوم نے ابتداً ۱۳۱۵ء میں مختصر زمانہ پر ایک تاج کرتب کی حیثیت سے کاروباری دنیا میں قدم رکھا اور آپ کی ذاتی محنت و قابلیت اور دیانتدارانہ خدمتگداری کی بدولت کاروبار میں رفتہ رفتہ ترقی ہوتی رہی حتیٰ کہ آپ نے یہاں کی تجارتی دنیا میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کر لی آپ کے کتب خانہ کو نہ صرف ممالک محروسہ سرکار عالی کے سرشتہ تعلیمات کی سول انجینیئر حاصل ہے بلکہ بیرون ہند کے ممالک جرمنی و لندن کی بعض مشہور کمپنیوں کی بھی اجنبی ملی ہے ملک و بیرون ملک کے متعدد اہل قلم حضرات کے تصنیفات و تالیفات ترجمے اور ممالک محروسہ کے مدارس کیلئے تمام درسی کتابیں اور ان کے متعلقہ سامان ایشیائی وغیرہ کے بہترین اشاک کیلئے آپ کا کتب خانہ خاص شہرت رکھتا ہے۔

اعظم اسٹیم پریس کتب خانہ کے بڑھتے ہوئے کاروبار اور طباعتی مسکوات کو محسوس کر کے آپ نے ۱۳۳۳ء میں پریس قائم کیا اور اس میں برقی قوت سے چلنے والی مشین نصب کرائی۔ طباعت کے متعلق تمام جدید ترین ساز و سامان سے اس کو آراستہ کیا گیا بیش قیمت تمامات پر ماہرین فن باہر سے بلائے گئے۔ اور اس پریس کو شہزادہ والاشان حضرت ولیعہد بہادر کے نام ثانی سے موسوم کرنے کی بارگاہ جہان پناہی سے اجازت عطا ہوئی۔ اس وقت مملکت دکن میں اس

بہترین نوعیت کا یہ اولین مطبع قرار دیا گیا۔ اس مطبع کا کام جدید لوازمات سے آراستہ ہو کر جب پہلی دفعہ منظر عام پر آیا تو ملک میں ہر جگہ اس کی تعریف ہونے لگی۔ اور اہل ملک و خصوصاً علم دوست طبقہ مضیفین و مولفین نے سب سے پہلے تعاون کیا۔ دیدہ زیب طباعت و عمدہ کی پابندی اور کفایت اس بہترین تجارتی اصولوں کو مطبع کا نصب العین قرار دیا گیا جس کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے غیر معمولی شہرت و مقبولیت حاصل کر لی۔ چنانچہ سرشتہ تعلیمات سرکار عالی نے گورنمنٹ انجیکشن پرنٹر کے نام سے غائب فرمایا۔ اعظم اسٹیم پریس میں اس وقت تین برقی مشینیں پانچ لیتھو پریس میں اور قریب ایک سو سے زائد آدمی اس میں کام کرتے ہیں۔ ہر قسم کی سادہ طباعت کے علاوہ نخل سے مشکل رنگین کام بھی بہترین طریقہ پر انجام پاتا ہے مشہور و معروف تصنیفات تالیفات اور درسی کتابوں کے علاوہ اکثر سرکاری و فرائض کام اور ملک کے روزانہ و ہفتہ وار اخبارات بھی یہیں طبع ہو کر تے ہیں۔ مطبع کے کام اور حسن انتظام کے بارہ میں اکثر اعلیٰ عہدہ داران ریاست وقتاً فوقتاً مسائیفہ فرما کر اظہار خوشنودی فرماتے رہے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اعظم اسٹیم پریس وسیع پیمانہ پر ملک کی طباعتی ضروریات کو باحسن الوجہ بڑی مہارت پر ادا کر رہا ہے۔ مولوی سید عبدالقادر صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ان کے دونوں ہونہار فرزند سید عبدالرزاق صاحب و سید عبدالوہاب صاحب کتب خانہ و پریس کے کاروبار کو اس وقت نہایت عمدگی اور کامیابی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ فقط

رزاقی مشین پریس

اس پریس کو قائم ہوئے (سال ۱۳۳۲ھ) چودہ سال ہوئے جو اس وقت تک خداوند تعالیٰ کی مہربانی سے علم و ادب کے کتب وغیرہ چھپتے رہتے ہیں چنانچہ دفتری ضروریات کے رجسٹرات و فارم کی بھی پسلائی بروقت کی جاتی ہے۔ اس طرح پبلک کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اردو، فارسی، عربی، انگریزی، تملنگی، مرہٹی وغیرہ زبان میں مولفین کے کتب طبع و شائع ہوتے رہتے ہیں ملک بھر کی ضروریات طباعت کو کفایت انجام دیا جاتا ہے۔

(۲) کہاں ہیں شائقین قدیم کتب کے دلدادہ، فارسی، عربی، اردو، قلمی کتب خانہ ہذا میں موجود ہیں۔ اور جدید تالیفات کے علم دوست حضرات بھی ایک مرتبہ آرڈر دے کر شوق پورا کریں۔

(۳) تعلیماتی خدمات تو ہمیشہ کے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو طلباء سالانہ کامیاب ہوتے رہتے ہیں وہ ہمیشہ تا کامیابی امتحان اعلیٰ ڈگری اس کتب خانہ کو بھولتے نہیں۔ انہی صفات کی بدولت یہ کتب خانہ ملک بھر میں خاصی شہرت رکھتا ہے امید ہے کہ عام پبلک اور سرکاری محکمہ جات ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے کام کے وقت پریس ہذا کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں اور کتب خانہ ہذا سے ہر مذاق کی کتب طلب فرما کر مستفید ہوں تو کارخانہ ہذا ممنون و مشکور ہوگا۔

نیاز مند

سید عبدالرزاق تاجر کتب و مالک رزاقی مشین پریس پشاور

نصف قیمت

نصف قیمت

پانچویں صدی کی رعایت (۱۰ روپیہ کے قیمتی کتب پر) پنج پڑھنے والوں کے لیے ایک ایک کتا ہے۔
 (تقریباً) سالہ دو حکومت آصفی غدا شکر و ملازمت
 اردو میں قابل دیکھ

مجمع الفہام قیمت $\frac{۸}{۴}$	کلمہ کی کل قیمت $\frac{۲}{۲}$	اصول اخلاق اسلام قیمت $\frac{۲}{۱}$	میعاد الاخلاق قیمت $\frac{۴}{۲}$	کشف لطائف من اللہ الربا قیمت $\frac{۸}{۴}$	اصول توارث قیمت $\frac{۸}{۸}$
زمرہ لغت قیمت $\frac{۴}{۲}$	بالک باغ دو حصہ قیمت $\frac{۱۲}{۶}$	چمن زار کھات قیمت $\frac{۸}{۴}$	چمن زار دانش قیمت $\frac{۸}{۴}$	گنجینہ ادب قیمت $\frac{۸}{۱۲}$	میعاد اردو قیمت $\frac{۸}{۸}$
لکھ اردو قیمت $\frac{۱۲}{۶}$	بزم اردو قیمت $\frac{۱۲}{۶}$	شرح بزم اردو قیمت $\frac{۸}{۸}$	ہندی کی مصری ترجمہ قد پائی قیمت $\frac{۱۲}{۶}$	تایخ مرقع دکن تھوہ قیمت $\frac{۸}{۸}$	تایخ سندھ حیدر آباد قیمت $\frac{۸}{۸}$
تایخ تعلقہ زیل قیمت $\frac{۸}{۸}$	آثر دکن مجلد قیمت $\frac{۸}{۸}$	سیاحت نامہ ابراہیم بیگ قیمت $\frac{۸}{۸}$	ترجمہ سفر نامہ ابراہیم بیگ قیمت $\frac{۸}{۸}$	گولڈ اسمتھ کے خطوط قیمت $\frac{۸}{۸}$	کام کی باتیں اردو نظم و نثر قیمت $\frac{۸}{۸}$
کیاب قیمت $\frac{۸}{۸}$	سوانح و حال ازاب کبر جگم قیمت $\frac{۸}{۸}$	کاشت نرکاری قیمت $\frac{۸}{۸}$	مؤلفہ نواب عزیز جنگ آباد قیمت $\frac{۸}{۸}$	زقار زانہ ناول قیمت $\frac{۲}{۲}$	دوپیکر تذکیر و تانیث قیمت $\frac{۸}{۸}$
دستور العمل بدین مجلد قیمت $\frac{۲}{۲}$	جدید قواعد پیمائش و پیمائی قیمت $\frac{۸}{۸}$	دیوان صائب ترجمہ اردو قیمت $\frac{۸}{۸}$	ابن عربی قیمت $\frac{۸}{۸}$	جدید معلومات قیمت $\frac{۱۰}{۵}$	ملقہ خمین قیمت $\frac{۲}{۲}$
دیوان بہار اردو نقیہ قیمت $\frac{۸}{۸}$	کریم نگر - میدک و بیڑ قیمت $\frac{۲}{۲}$	نقشہ جات ضلعوای قیمت $\frac{۲}{۲}$	دکن کا مسطورہ اردو - مرہٹی - تملگی ہر زبان علیحدہ قیمت $\frac{۱۲}{۱۲}$	نقشہ حیدر آباد کاغذی قیمت $\frac{۲}{۱}$	ناول عابدہ حصہ اول دوم قیمت $\frac{۸}{۸}$

المشہورید عبد الرزاق تاجر کتب دار الفی مشین



جی رگھوناتھ مل بنک

حیدر آباد دکن

C. R. NATHAN

ایجنٹ: مسز تھامس کوک اینڈ سنز، ٹیکز لٹلڈ، وی ایچ این کپرس کپنی انٹرنیشنل پرائیویٹ لمیٹڈ، ممبئی۔
فکسڈ ڈپازٹ - کرنٹ اکاؤنٹ، سیونگ بنک، اسٹیل سیونگ بنک۔
 حالی وکلدار دونوں رقومات کے لئے بلا کسی فیس کے کھاتے کھاتے جاتے ہیں۔ اسٹیل سیونگ بنک سے روزانہ ایک وقت ذریعہ چیک رقم واپس لیا جاسکتی ہے۔
 سفر میں سہولت، حفاظت اور کفایت کے مد نظر ٹراویکس چیک، روپیوں میں پونڈ میں، ڈالر میں جاری کئے جاتے ہیں۔
 دنیا کے ہر مقام کے لئے بحری و مہوائی سفر کا انتظام کیا جاتا ہے اور ہر مقام پر رقومات ارسال کی جاتی ہیں۔
 ہر قسم کے وظائف خسرانہ عامہ سرکار عالی سے حاصل کر کے حسب خواہش ایصال و جمع کئے جاتے ہیں۔
 نظام گورنمنٹ، میوگورنمنٹ، اور برٹش گورنمنٹ کے پرائمری نوٹس خرید و فروخت کئے جاتے ہیں۔
 منڈوی چیک، وریلو سے رسایہ دتی و فوری رقومات کے بالکل قلیل، کمیشن پر لئے جاتے ہیں۔ قرضہ اور ڈرافٹ وغیرہ مناسب شرح سود کے ساتھ طالی زیورات و قابل اعتماد کفالتوں پر دیئے جاتے ہیں۔
حالی وکلدار کا تبادلہ و بالکل مناسبت شرح روپیہ بنک کے متعلق تمام کاروبار کئے جاتے ہیں
 مفت مشورہ، مہر و انجمن محض معاملگی اور مکمل سہولتیں ہم پہنچائی جاتی ہیں

مقامی شاخیں

تجگر گٹھیلینون ۲۰۸۵ سکندر آباد ٹیلیفون ۱۱۱۱

فست صدر

عابد رود

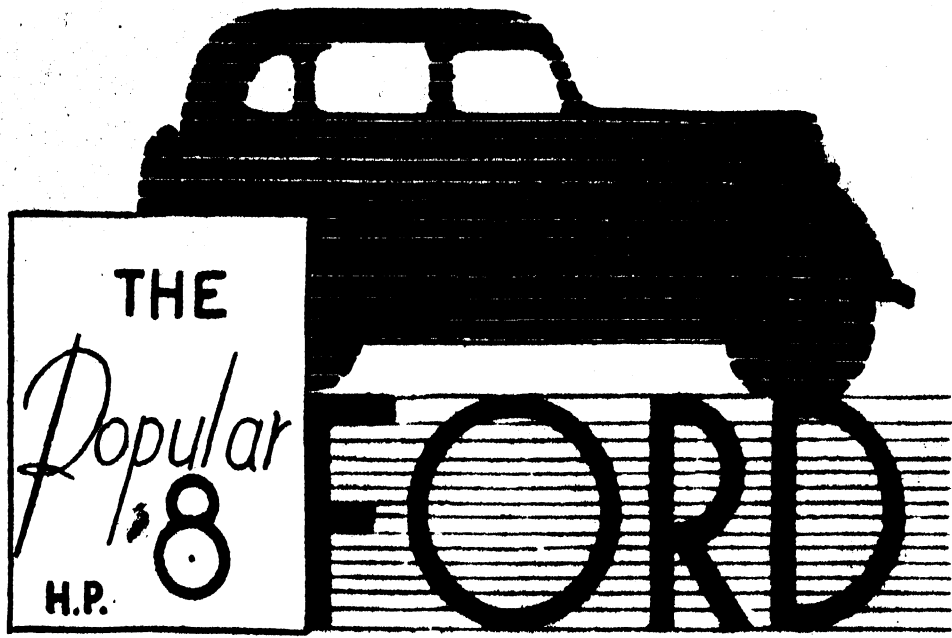
ٹیلیفون ۲۱۵۲۳

bank

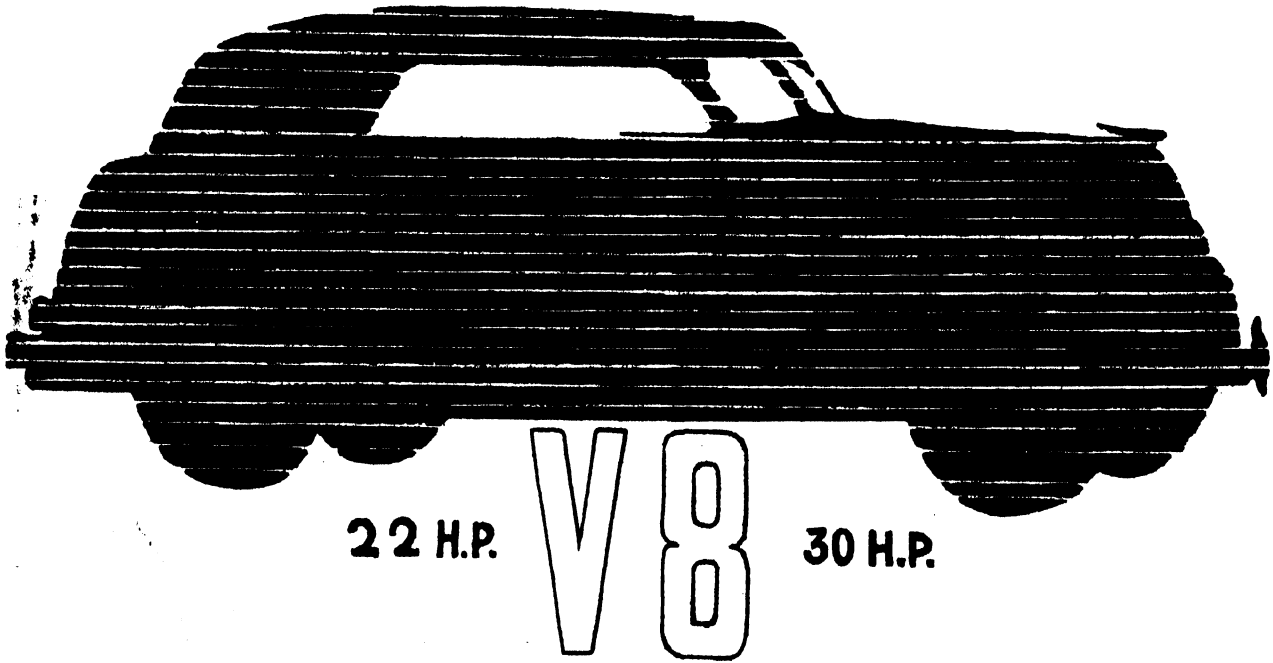
دن

- ۱۔ احمد آباد۔
- ۲۔ آگرہ۔
- ۳۔ الہ آباد۔
- ۴۔ بھارت۔
- ۵۔ بمبئی۔
- ۶۔ بنارس۔
- ۷۔ بنگلور۔
- ۸۔ پونہ۔
- ۹۔ دیرہ دون۔
- ۱۰۔ دہلی۔
- ۱۱۔ سورت۔
- ۱۲۔ شملہ۔
- ۱۳۔ سیلگڑھ۔
- ۱۴۔ کانپور۔
- ۱۵۔ کراچی۔
- ۱۶۔ کلکتہ۔
- ۱۷۔ کولمبو۔
- ۱۸۔ مدراس۔
- ۱۹۔ لاہور۔
- ۲۰۔ لکھنؤ۔
- ۲۱۔ لندن۔
- ۲۲۔ نیویارک۔
- ۲۳۔ وغیرہ۔
- ۲۴۔ وغیرہ۔

اسکے لئے جدید ہارن پاور فورڈ



مسٹر ہنری فورڈ نے اس کا بیڑہ اٹھایا ہے کہ موٹر کے ہر خواہشمند کی ضرورت کے موافق دنیا میں اتریں اور کم خرچ موٹر میں مہیا کرتے ہیں۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے فورڈ موٹر کمپنی کے غیر محدود وسائل اور وسیع انتظامات انکی معاونت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آٹھ ہارن پاور اور کس ہارن پاور موٹر میں عالم وجود میں آچکی ہیں۔



جن حضرات کے لئے چھوٹی آٹھ ہارن پاور فورڈ نا کافی اور بڑی تیس ہارن پاور ضرورت ہے زیادہ ہے ان کے لئے بائیس ہارن پاور جو بہت آرام دہ اور تیز رفتار ہے نہایت مناسب ہوگی لافظ کے لئے تشرف

مدراں سائیکل اینڈ موٹور مارٹ

کنڈر آباد

ٹیلیفون نمبر ۳۶۸

جمیل شریٹ

